ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

فروری 2021ء   جلد نمبر 22   شمارہ نمبر 02

اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِیْلُهٗ وَخَلِیْفَتُهٗ

مَیں بھی مسیح موعود ہوں یعنی اس کا مثیل اور اس کا خلیفہ ہوں

(الہام حضرت مصلح موعودؓ)

ایم ٹی اے گھانا کا بابرکت افتتاح

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 15 جنوری 2021ء بروز جمعۃ المبارک خطبہ جمعہ میں ایم ٹی اے گھانا کے قومی چینل کے قیام اور آغاز کا اعلان فرمایا اور نماز جمعہ وعصر کے فوراً بعد اس کا مسجد مبارک اسلام آباد میں ہی اس کا رسمی افتتاح فرمایا۔

ایم ٹی اے کے اس چینل کے ڈیجیٹل پلیٹ فارم پر پروگرام مکرم عبدالوہاب آدم صاحب مرحوم امیر و مشنری انچارج گھانا کے نام پر 2017ء میں قائم کئے گئے ''وہاب آدم سٹوڈیو'' سے چوبیس گھنٹے نشر ہوں گے۔ جنہیں سیٹلائٹ ڈش کے بغیر ایک عام ایریل (Arial) کے ذریعہ بھی دیکھا جاسکے گا۔ یہ چینل گھانا کے دوسرے بڑے بڑے چینلز کی ہی لوکیشن پر دستیاب ہوگا، اس طرح ملک کے طول وعرض میں لاکھوں گھروں تک اس کی رسائی ہوگی۔ ''وہاب آدم سٹوڈیو'' میں انگریزی کے ساتھ ساتھ گھانا کی مختلف زبانوں چوئی، گا، ہاؤسا وغیرہ میں اخلاقی اور تعلیمی اور تربیتی پروگرام تیار کئے جاتے ہیں۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت کے لئے اس نئے چینل کا قیام ہر لحاظ سے مفید و مبارک فرمائے، آمین۔ اس موقع پر ادارہ اخبار احمدیہ جرمنی اپنے پیارے آقا کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کرتا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اداریہ

فتح وظفر کی کلید

سید نا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ ماموریت کے بعد حقانیتِ اسلام کی خاطر نشان نمائی کی صلائے عام دی تو قادیان کے بعض معزّز آریوں کی درخواست پر جنوری 1886ء میں آپؑ نے الٰہی منشاء کے مطابق ہوشیار پور کے ایک ویران سے گھر کے ایک کمرے میں چلّہ کاٹا۔ یہ چلّہ کیا تھا، ایک ایسی روحانی ریاضت تھی جس کے دوران حضور علیہ السلام دینِ اسلام کے غم میں بَاخِعٌ نَّفۡسَكَ کی حالت تک جا پہنچے اور اس دردِ دل اور تڑپ کے ساتھ اپنے رب کے حضور شورِ محشر مچایا کہ عرش الٰہی کے کنگرے بھی ہلنے لگے ہوں گے۔

دن چڑھا ہے دشمنانِ دیں کا ہم پر رات ہے — اے مرے سورج نکل باہر کہ میں ہوں بیقرار
کچھ خبر لے تیرے کوچہ میں یہ کس کا شور ہے — خاک میں ہوگا یہ سر گر تُو نہ آیا بن کے یار

اس گریہ وزاری کا مقصد محض اور محض اسلام و قرآن کی سر بلندی اور اپنے آقا و مولیٰ کی عظمت شان ثابت کرنا تھی، اسی لئے آپ کی التجاؤں کا منتہا تھا کہ دین مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا ضعف دیکھا نہیں جاتا، اس لئے اے میرے سلطان مجھے کامیاب فرما۔ آپ کی یہ کیفیت دیکھ کر خدا تعالیٰ آسمان سے اُتر آیا۔ جس کا ایک معمولی سا اظہار حضرت میاں عبد اللہ سنوری صاحبؓ سے یوں فرمایا:

”میاں عبد اللہ! اِن دنوں میں مجھ پر بڑے بڑے خدا تعالیٰ کے فضل کے دروازے کھلے ہیں اور بعض اوقات دیر دیر تک خدا تعالیٰ مجھ سے باتیں کرتا رہتا ہے اگر ان کو لکھا جائے تو کئی ورق ہو جاویں“۔ (سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ 64 طبع جولائی 2008ء قادیان)

ان باتوں میں سے چند ضروری باتیں حضور علیہ السلام نے چلّہ کے اختتام پر 20؍فروری 1886ء کو ایک تفصیلی اشتہار میں رقم فرمائیں جو قدرت، رحمت، قربت، فضل اور احسان کے نشانوں پر مشتمل ہیں اور جن کے ذریعہ فتح وظفر کی کلید آپؑ کو عطا کی گئی۔ گویا یہ اشتہار بہت سی پیشگوئیوں اور نشانوں کا ایک گلدستہ ہے جس میں پسرِ موعود کی پیشگوئی گلِ سرسبد کی طرح نمایاں ہے۔ اور یہ کوئی معمولی پیشگوئی نہ تھی اسی لئے اس کی غیر معمولی اہمیت اور اس کے عظیم الشان اغراض و مقاصد بھی ان الفاظ میں الہام فرمائے:

اے مظفر! تجھ پر سلام خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں، باہر آویں اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے“۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 101)

آج صفحہ ہستی پر موجود کروڑوں احمدی ان تمام پیشگوئیوں اور نشانوں کے پورا ہونے کے گواہ ہیں۔

لاإله إلا الله محمد رسول الله
ماہنامہ اخبار احمدیہ جرمنی
جمادی الثانی/رجب 1442ہجری قمری | فروری 2021ء | جلد نمبر 22 | شمارہ نمبر 02 | تبلیغ 1400ہجری شمسی

فہرست مضامین

قال اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ، قال النبی ﷺ، قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	04
تبرکات: پیش گوئی مصلح موعودؓ کے مصداق	05
نظم: تیرے احسانوں کا کیونکر ہو بیاں اے پیارے	06
خطبہ جمعہ: پیشگوئی مصلح موعودؓ کا مصداق، دعویٰ میں تاخیر کی حکمت	07
پیشگوئی مصلح موعود رضی اللہ عنہ	14
حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا رؤیا اور دعویٰ مصلح موعودؓ	15
ہجری شمسی کیلنڈر کا مہینہ 'تبلیغ'	19
روئے زمین کو ہلا دینے والا جذبہ تبلیغ	21
تعارف کتب: 'تحفۃ الندوہ'	24
"تو سچے وعدوں والا، منکر کہاں کدھر ہیں"	25
حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا بچپن اور جوانی آپؓ کی اپنی زبانی	29
اپنی کہانی اپنی زبانی	33
جرمنی میں تبلیغ اسلام	37
ملکی و عالمی خبریں	39
مکرم مولانا محمد عمر صاحب مرحوم	40
مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب مرحوم	41
جماعتی سرگرمیاں: جرمنی کی قومی اسمبلی میں احمدیہ پارلیمانی گروپ کا قیام	42
تبلیغی سرگرمیاں: نسل پرستی کے موضوع پر ہونے والے پروگرام	43
ادبی صفحہ: کہاوتوں کی کہانیاں	45
سال 2020ء میں وفات پانے والے موصیانِ کرام جماعت احمدیہ جرمنی	46
بلانے والا ہے سب سے پیارا (اعلانات وفات)	47
جماعتی سرگرمیاں: کارکردگی شعبہ وقف جدید جرمنی	48

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گزشتہ شمارہ جات مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر بھی دیکھے اور پڑھے جاسکتے ہیں
https://www.alislam.org/akhbar-e-ahmadiyya/

مجلس ادارت

سرپرست
محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ
محمد الیاس منیر

مدیر
محمد انیس دیالگڑھی

معاونین
سلطان احمد قمر، مدبّر احمد خان، سید سعادت احمد

پروف ریڈنگ
عبدالرحمٰن مبشر، سید افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ
مرزا لطف القدوس، آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِورق
احسان اللہ ظفر

مینیجر
سید افتخار احمد

کیلیگرافی
سعید اللہ خان

پتہ
شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main, Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

14

24

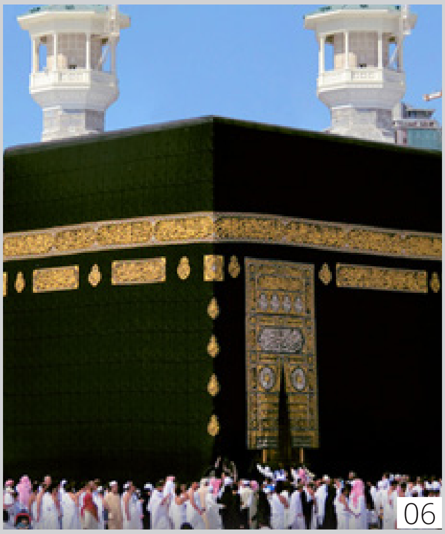
06

15

07

29

40

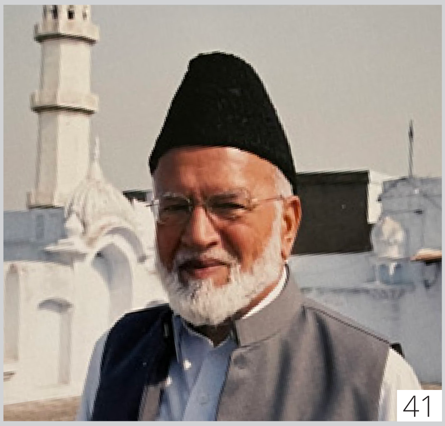
41

44

43

قال اللہ جل جلالہ

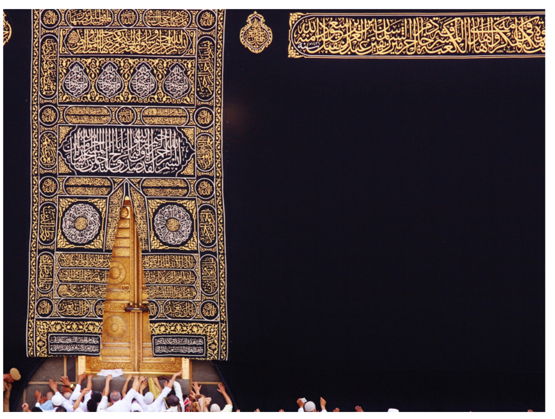

وَ لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ

(یوسف:23)

اور جب وہ اپنی مضبوطی کی عمر کو پہنچا تو اسے ہم نے حکمت اور علم عطا کئے اور اسی طرح ہم احسان کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ، خَطِيْبًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ

”مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ، وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي، وَلَنْ تَزَالَ هٰذِهِ الْأُمَّةُ قَائِمَةً عَلٰى أَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ“۔

(بخاری، کتاب العلم)

حضرت حمید بن عبد الرحمنؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت معاویہؓ سے خطبے میں سنا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرمائے اسے دین کی سمجھ عطاء فرما دیتا ہے، میں تو تقسیم کرنے والا ہوں، دینے والا تو اللہ ہے اور یہ امت ہمیشہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گی، اور جو شخص ان کی مخالفت کرے گا وہ انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا، یہاں تک کہ اللہ کا حکم (قیامت) آ جائے۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

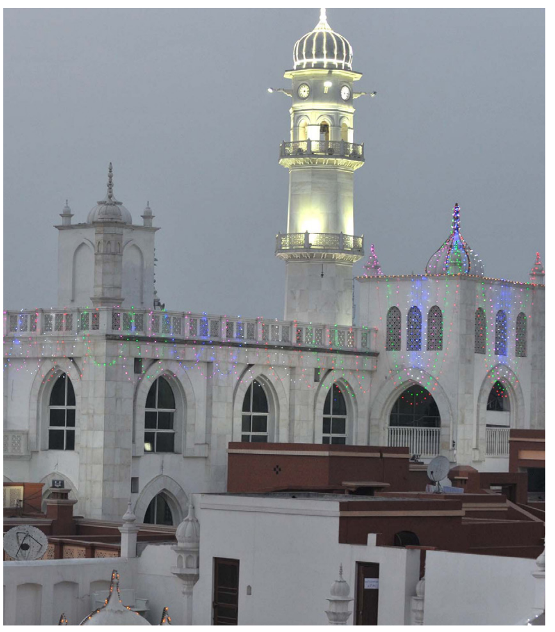

جب عقلِ انسانی اپنی حدِّ مقررہ تک چل کر آگے قدم رکھنے سے رہ جاتی ہے تو اس جگہ خدائے تعالیٰ اپنے صادق اور وفادار بندوں کو کمال عرفان اور یقین تک پہنچانے کی غرض سے الہام اور کشف سے دستگیری فرماتا ہے اور جو منزلیں بذریعہ عقل طے کرنے سے رہ گئی تھیں اب وہ بذریعہ کشف اور الہام طے ہو جاتی ہیں اور سالکین مرتبہ عین الیقین بلکہ حق الیقین تک پہنچ جاتے ہیں یہی سنت اللہ اور عادت اللہ ہے جس کی رہنمائی کے لئے تمام پاک نبی دنیا میں آئے ہیں اور جس پر چلنے کے بغیر کوئی شخص سچی اور کامل معرفت تک نہیں پہنچا۔

(روحانی خزائن جلد 2 سرمہ چشم آریہ: صفحہ 88)

پیش گوئی مصلح موعودؓ کے مصداق

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

محمود جو میرا بڑا بیٹا ہے اس کے پیدا ہونے کے بارے میں اشتہار دہم جولائی 1888ء میں اور نیز اشتہار یکم دسمبر 1888ء میں جو سبز رنگ کے کاغذ پر چھاپا گیا تھا پیشگوئی کی گئی اور سبز رنگ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا کہ اس پیدا ہونے والے لڑکے کا نام محمود رکھا جائے گا اور یہ اشتہار محمود کے پیدا ہونے سے پہلے ہی لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا...... خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے 12/ جنوری 1889ء کو مطابق 9/ جمادی الاوّل 1306ھ میں بروز شنبہ محمود پیدا ہوا۔

(روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 219، تریاق القلوب)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی خدمت میں 8/ ستمبر 1913ء کو حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے آج حضرتؓ کے اشتہارات کو پڑھ کر پتہ مل گیا ہے کہ پسرِ موعود میاں صاحب (صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ) ہی ہیں تو حضورؓ نے بِلا توقف فرمایا:

”ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور اُن کا ادب کرتے ہیں“۔ پیر صاحب موصوف نے یہی الفاظ لکھ کر تصدیق کے لئے پیش کئے تو حضورؓ نے ان پر تحریر فرمایا: ”یہ لفظ مَیں نے برادرم پیر منظور محمد سے کہے ہیں“۔ (تشحیذ الاذہان مئی 1914 صفحہ 28)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

”آج رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب حاصل کرنے، آپ کی صحبت میں بیٹھنے اور رؤیا و کشوف میں آپ کو دیکھنے کے پہلے سے بہت زیادہ مواقع میسر ہیں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ فیوض کو بند نہیں کر دیا۔ بلکہ جیسا کہ پیشگوئی کی گئی تھی، اللہ تعالیٰ نے پھر اس زمانہ میں مجھے آ کر بتا دیا کہ اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِیْلُهٗ وَ خَلِیْفَتُهٗ میں مسیح موعود کا مثیل اور اس کا خلیفہ اور جانشین ہوں۔ گویا وہی نام جو مسیح موعود کو دیا گیا تھا اب مجھے دے کر جماعت کو اور زیادہ بشارت دے دی گئی کہ ابھی تمہارے لیے خدا تعالیٰ کے قرب میں ترقی کرنے کے لیے ویسی ہی آسانیاں ہیں جیسی آسانیاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں تمہیں میسر تھیں۔ تم آج بھی اسی طرح خدا تعالیٰ کے قرب میں ترقی کر سکتے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب حاصل کر سکتے ہو جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں تم حاصل کیا کرتے تھے۔ کیونکہ مسیح موعودؑ کا ایک مثیل اور بروز تم میں موجود ہے۔ (خطبات محمود جلد 25 صفحہ 115)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

”اس پیشگوئی میں جو دوسری بات ہمیں مصلح موعودؓ کے متعلق بتائی گئی ہے یہ ہے کہ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور یہ اس لئے کہ ”تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو“...... قرآن کریم کی سچی متابعت اور اس مطہر صحیفہ سے کامل محبت اور اخلاص کے فیض سے اس پاک وجود مصلح موعودؓ کی نظر اور فکر کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو تمام فیوض کا سرچشمہ ہے۔ ایک نور عطا ہوا۔ جس سے علمِ الٰہی کے عجیب وغریب لطائف اور نکات جو کلام الٰہی اور کتاب مکنون میں پوشیدہ تھے۔ اس پر کھلنے لگے اور دقیق معارف ابر نیساں کے رنگ میں اس پر برسنے لگے اور خدائے وہاب نے اپنی رحمانیت سے اس کے فکر اور نظر کو ایک ایسی برکت عطا کی کہ اس کے آئینہ فکر و نظر پر کامل صداقتیں منکشف ہونے لگیں“۔ (خطابات ناصر جلد 1 صفحہ 53)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

”حضرت مسیح موعودؑ نے پیشگوئی کی تھی کہ ایک ایسا بیٹا پیدا ہوگا جو اصلاح کرنے والا ہوگا بہت بڑی اصلاحیں کرے گا...... اطفال الاحمدیہ، خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ اور انصار اللہ ناصرات اور پھر انجمنیں تحریک جدید، وقف جدید۔ سب چیزوں میں یوں باندھ دیا جماعت کو کہ بھاگ کے کوئی جا نہیں سکتا تربیت اگر ماں باپ نہ کریں تو پھر اطفال سنبھال لیتے ہیں ناصرات والے سنبھال لیتے ہیں اور خدام پھر انصار۔ اس طرح خدا تعالیٰ کا جو وعدہ تھا پورا ہو گیا۔ حضرت مصلح موعودؓ کو ایسی اصلاحوں کی توفیق ملی ہے جو اب قیامت تک جماعت کا حصہ بن گئی ہیں کبھی الگ نہیں ہوسکتیں۔ آئندہ سارا زمانہ گواہ رہے گا کہ اللہ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا“۔ (روزنامہ الفضل ربوہ 27/ نومبر 1998 صفحہ 2)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

”اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو بیشمار خوبیوں کے مالک بیٹے کی خوشخبری عطا فرمائی تھی تو وہ یہ گہرا مطلب بھی اپنے اندر رکھتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا تھا کہ تیرا سلسلہ صرف تیرے ہی تک محدود نہیں ہوگا۔ جس مشن کو تو لے کر اُٹھا ہے وہ تیری زندگی تک ہی محدود نہیں رہے گا بلکہ تیرا ایک بیٹا جو اولوالعزمی میں اپنی مثال آپ ہوگا، جو اسلام کو دنیا میں پھیلانے کی تڑپ میں تیرا ثانی ہوگا۔ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا میں گاڑنے کے لیے بے چین دل رکھتا ہوگا، اور پھر اُس بیٹے تک ہی محدود نہیں بلکہ بعد میں بھی اس مشن کو دنیا کے کونے کونے تک لے جانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قدرتِ ثانیہ کا تاقیامت تسلسل جاری رہنے کا بھی وعدہ فرمایا ہے“۔ (خطبات مسرور جلد 10 صفحہ 107)

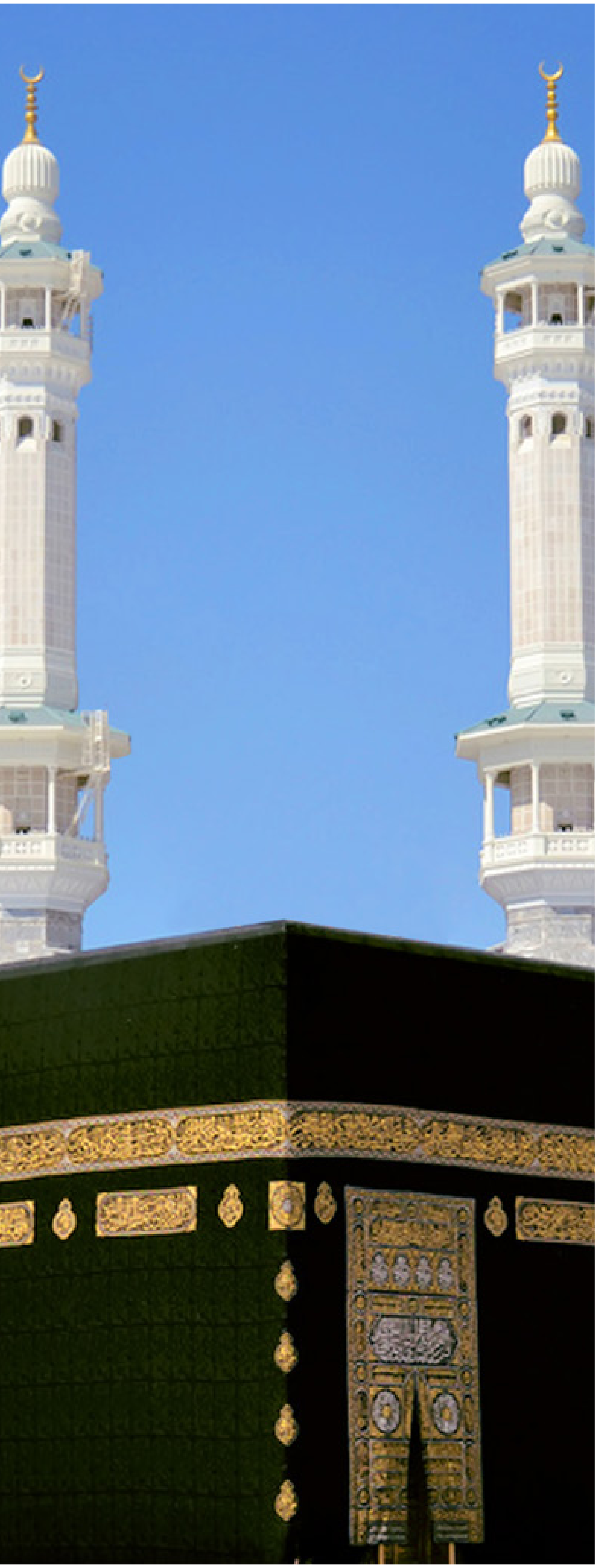

تیرے احسانوں کا کیونکر ہو بیاں اے پیارے

ہے عجب میرے خدا میرے پہ اِحساں تیرا
کس طرح شکر کروں اے مرے سُلطاں تیرا

ایک ذرّہ بھی نہیں تُو نے کیا مجھ سے فرق
میرے اِس جسم کا ہر ذرّہ ہو قرباں تیرا

سَر سے پا تک ہیں الٰہی ترے اِحساں مجھ پر
مجھ پہ برسا ہے سَدا فضل کا باراں تیرا

تُو نے اِس عاجزہ کو چار دیٔے ہیں لڑکے
تیری بخشش ہے یہ اور فضل نمایاں تیرا

پہلا فرزند ہے محمودؔ، مبارکؔ چوتھا
دونوں کے بیچ بشیرؔ اور شریفاںؔ تیرا

تو نے اِن چاروں کی پہلے سے بشارت دی تھی
تو وہ حاکم ہے کہ ٹلتا نہیں فرماں تیرا

تیرے احسانوں کا کیونکر ہو بیاں اے پیارے
مجھ پہ بے حد ہے کرم اے مرے جاناں تیرا

(درثمین۔ خدا تعالیٰ کا شکر اور دعا بزبانِ حضرت امّاں جان)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

پیشگوئی مصلح موعودؓ کا مصداق
دعویٰ میں تاخیر کی حکمت

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

20/فروری کا دن جماعت احمدیہ میں پیشگوئی مصلح موعودؓ کے حوالے سے جانا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے ایک بیٹے کی پیدائش کی خبر دی گئی تھی جو دین کا خادم ہوگا۔ عمر پائے گا اور بیشمار دوسری خصوصیات کا حامل ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پیشگوئی کی اہمیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: ”یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّ شانہٗ نے ہمارے نبی کریم رؤوف و رحیم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے اور درحقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اَولیٰ و اکمل و افضل و اتم ہے کیونکہ مُردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جناب الٰہی میں دعا کر کے ایک روح واپس منگوایا جاوے... جس کے ثبوت میں معترضین کو بہت سی کلام ہے۔... مگر اس جگہ بفضلہٖ تعالیٰ و احسانہٖ و بہ برکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیائے موتٰی کے برابر معلوم ہوتا ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ نشان مُردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے۔ مُردہ کی بھی روح ہی دعا سے واپس آتی ہے اور اس جگہ بھی دعا سے ایک روح ہی منگائی گئی ہے مگر اُن روحوں اور اِس روح میں لاکھوں کوسوں کا فرق ہے“۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 115-114۔ اشتہار 22 مارچ 1886ء)

پھر اپنوں اور غیروں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو یہ پیشگوئی تھی بڑی شان سے پوری ہوئی۔ اس پیشگوئی کے مصداق جیسا کہ وقت نے ثابت کیا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ تھے۔ جماعت کے علماء اور افراد جماعت تو یقین رکھتے تھے کہ یہ پیشگوئی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بارے میں ہی ہے لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے خود کبھی اس بات کا اظہار یا اعلان نہیں کیا تھا کہ پیشگوئی میرے بارے میں ہے اور مَیں ہی مصلح موعود کا مصداق ہوں یہاں تک کہ آپؓ کی خلافت پر تقریباً تیس سال گزر گئے۔ آخر 1944ء میں آپ نے اس بات کا اعلان فرمایا کہ مَیں مصلح موعود ہوں۔ آج میں حضرت مصلح موعودؓ کے اس بارے میں دو خطبات سے خلاصۃً آپ کے ہی الفاظ میں عموماً کچھ بیان کروں گا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے 28/جنوری 1944ء کے خطبہ میں فرمایا کہ آج مَیں ایک ایسی بات کہنا چاہتا ہوں جس کا بیان کرنا میری طبیعت کے لحاظ سے مجھ پر گراں گزرتا ہے لیکن چونکہ بعض نبوّتیں اور الٰہی تقدیریں اس بات کے بیان کرنے سے وابستہ ہیں اس لئے مَیں اس کے بیان کرنے سے باوجود اپنی طبیعت کے انقباض کے رُک بھی نہیں سکتا۔

پھر آپ نے اپنی ایک لمبی رؤیا کا ذکر فرمایا ہے اور اس کی تعبیر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ”وہ پیشگوئی جو مصلح موعود کے متعلق تھی خداتعالیٰ نے میری ہی ذات کے لئے مقدر کی ہوئی تھی“۔ اس سے پہلے کبھی آپ نے اس بارے میں واضح اظہار نہیں فرمایا تھا۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے کہا اور بار بار کہا کہ آپؓ کی ان پیشگوئیوں کے بارے میں کیا رائے ہے؟ مگر میری یہ حالت تھی کہ میں نے کبھی سنجیدگی سے ان پیشگوئیوں کو پڑھنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی اس خیال سے کہ

احباب جماعت کو حضرت مصلح موعودؓ کے علم و معرفت کے کلام سے بھی زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنا چاہئے

میرا نفس مجھے کوئی دھوکہ نہ دے اور میں اپنے متعلق کوئی ایسا خیال نہ کرلوں جو واقعہ کے خلاف ہو۔

پس دیکھیں جو اصل ہے وہ تو اتنی احتیاط کرتا ہے اور دوسرے جن کے دماغ اُلٹے ہوئے ہیں بغیر نشان کے ہی اس کے اظہار کرتے رہتے ہیں تو سوائے اس کے کہ ان کو پاگل کہا جائے اور کیا کہا جاسکتا ہے۔ بہرحال اس پیشگوئی کے بارے میں اپنی شرم اور جھجک کا ایک جگہ آپ نے اس طرح ذکر فرمایا ہے کہ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے ایک دفعہ مجھے ایک خط دیا اور فرمایا کہ یہ خط جو تمہاری پیدائش کے متعلق ہے حضرت مسیح موعودؑ نے مجھے لکھا تھا۔ اس خط کو تشحیذالاذہان میں چھاپ دو۔ یہ رسالہ تشحیذالاذہان حضرت مصلح موعودؓ نے ہی شروع کیا

وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا یعنی تبلیغ کے کاموں کو آگے بڑھانے والا ہوگا

تھا اور آپؓ ہی اس کی اشاعت بھی کرتے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ مَیں نے حضرت خلیفہ اوّلؓ کے احترام میں وہ خط لے لیا اور شائع بھی کر دیا۔ مگر مَیں نے اس وقت بھی اسے غور سے نہیں پڑھا۔ لوگوں نے اس وقت بھی خط شائع ہونے پر کئی قسم کی باتیں کیں مگر میں خاموش رہا۔ میں یہی کہتا تھا کہ ضروری نہیں کہ جس شخص کے بارے میں یہ باتیں ہیں انہیں اس کے سامنے بھی لایا جائے اور بتایا جائے یا ضروری نہیں کہ جس شخص کے بارے میں یہ پیشگوئیاں ہیں وہ ضرور بتائے بھی کہ میں ان پیشگوئیوں کا مصداق ہوں۔ مثال کے طور پر آپ فرماتے ہیں کہ ریل کے متعلق آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا ایک زمانے میں ریل شروع ہوجائے گی اور ماننے والے مانتے ہیں کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی کیونکہ واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ ضروری نہیں کہ ریل خود بھی دعویٰ کرے کہ مَیں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کی مصداق ہوں۔ بہرحال آپؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے مختلف پیشگوئیاں میرے بارے میں میرے سامنے رکھیں اور اصرار کیا کہ میں ان کا اپنے آپ کو مصداق قرار دوں۔ مگر میں نے ہمیشہ یہی کہا کہ پیشگوئی اپنے مصداق کو آپ ظاہر کرتی ہے۔ اگر یہ پیشگوئیاں میرے متعلق ہیں تو زمانہ خود بخود دیکھ لے گا کہ مَیں ان کا مصداق ہوں اور اگر میرے متعلق نہیں تو زمانے کی گواہی میرے خلاف ہوگی۔ دونوں صورتوں میں مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر میرے متعلق نہیں تو مَیں کیوں گنہگار بنوں۔ اور اگر میرے متعلق ہیں تو مجھے جلدبازی کی ضرورت نہیں ہے خداتعالیٰ خود بخود حقیقت ظاہر کر دے گا۔ جیسے الہام میں کہا گیا تھا کہ ”انہوں نے کہا آنے والا یہی ہے یا ہم دوسروں کی راہ تکیں“۔ یہ الہام کے فقرے تھے۔ دنیا نے یہ سوال اتنی دفعہ کیا‘ اتنی دفعہ کیا کہ اس پر ایک لمبا عرصہ گزر گیا۔ اس لمبے عرصے کے متعلق بھی حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات میں خبر موجود ہے۔ مثلاً حضرت یعقوبؑ کے متعلق حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے حضرت یعقوبؑ کو کہا تھا کہ تُو اسی طرح یوسفؑ کی باتیں کرتا رہے گا یہاں تک کہ قریب المرگ ہوجائے گا یا ہلاک ہوجائے گا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ یہی الہام حضرت مسیح موعودؑ کو بھی ہوا۔ اسی طرح یہ الہام ہونا کہ یوسفؑ کی خوشبو مجھے آرہی ہے۔ (آپ کو یہ الہام بھی ہوا۔ آپ نے اس کا ایک شعر میں بھی ذکر کیا ہوا ہے) یہ بتاتا تھا کہ خداتعالیٰ کی مشیت کے ماتحت یہ چیز ایک لمبے عرصے کے بعد ظاہر ہوگی کیونکہ حضرت یوسفؑ بھی اپنے باپ کو بڑے لمبے عرصے کے بعد ملے تھے یا وہ پیشگوئی پوری ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ مَیں تو اس یقین پر قائم ہوں کہ اگر موت تک بھی مجھ پر یہ ظاہر نہ کیا جاتا کہ یہ پیشگوئیاں میرے متعلق ہیں تب بھی واقعات خود بخود بتادیتے کہ یہ پیشگوئیاں میرے ہاتھ سے اور میرے زمانے میں پوری ہوئی ہیں اس لئے میں ہی ان کا مصداق ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت کے تحت اس اَمر کو ظاہر کر دیا اور مجھے علم بھی دے دیا کہ مصلح موعودؓ سے تعلق رکھنے والی پیشگوئیاں میرے بارے میں ہیں۔ آپ نے بعض پیشگوئیوں کا مختصر ذکر کیا ہے مثلاً ”وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا“۔ اس کے متعلق آپؓ یہ فرماتے ہیں کہ ہمیشہ یہ سوال کیا جاتا ہے کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ اسی طرح ہے ”دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ“۔ اس کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ ان دونوں باتوں کی آپؓ نے اس طرح وضاحت فرمائی کہ حضرت مسیح موعودؑ کا ذہن ”تین کو چار کرنے والا“ کی پیشگوئی کے بارے میں اس طرف گیا ہے کہ وہ تین بیٹوں کو چار کرنے والا ہوگا۔ اگر یہ مطلب لیا جائے تو چوتھے بیٹے کے لحاظ سے بھی مطلب صاف ہے۔ مجھ سے پہلے مرزا سلطان احمد صاحب، مرزا فضل احمد صاحب اور مرزا بشیر احمد اوّل پیدا ہوئے اور چوتھا میں ہوا۔ اور میرے بعد حضرت مسیح موعودؑ کے تین بیٹے ہوئے اس لحاظ سے بھی مَیں تین کو چار کرنے والا ہوا۔ پھر میری خلافت کے ایام میں اللہ تعالیٰ نے مرزا سلطان احمد صاحب کو احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق دی اس طرح بھی مَیں تین کو چار کرنے والا ہوا۔ اگر یہ اولاد کے لحاظ سے دیکھا جائے تو گویا تین کو چار کرنے والا مَیں تین

طرح سے ہوا۔ لیکن فرماتے ہیں کہ میرا ذہن اللہ تعالیٰ نے اس طرف بھی منتقل کیا ہے کہ الہامی طور پر یہ نہیں کہا گیا کہ وہ تین بیٹوں کو چار کرنے والا ہو گا۔ الہام میں صرف یہ بتایا گیا تھا کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا۔ پس میرے نزدیک یہ اس کی پیدائش کی تاریخ بتائی گئی ہے۔ یہ پیشگوئی ابتداءً 1886ء میں کی گئی تھی۔ مصلح موعودؓ کی جو پیشگوئی ہے یہ ابتداءً 1886ء میں ہوئی تھی۔ اور آپ نے فرمایا کہ میری پیدائش 1889ء میں ہے کہ اس موعود کے زمانے کی مثال احمدیت کے دور میں ایسی ہی ہو گی جیسے دوشنبہ کی ہوتی ہے۔ یعنی اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خدمتِ دین کے لئے جو آدمی کھڑے کئے جائیں گے ان میں وہ تیسرے نمبر پر ہو گا۔ فضل عمر کے الہامی نام میں بھی اسی طرف اشارہ ہے۔ گویا کلام اللہ میں يُفَسِّرُ بَعْضُهٗ بَعْضًا کے مطابق فضل عمر کے لفظ نے ”دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ“ کی تفسیر کر دی۔ فرمایا کہ مگر الہام میں ایک اور خبر بھی حوالے سے جو پہلے دس سال کی تاریخ تھی اُسے اگر اس لحاظ سے دیکھا جائے تو عجیب بات ہے کہ 1945ء کا سال گیارھواں سال ہے اور وہ عید کا سال ہے اور یہ سال پیر کے روز سے شروع ہو رہا ہے اور پیر کا دن دوشنبہ کہلاتا ہے۔ (ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 25 صفحہ 49 تا 63 خطبہ بیان فرمودہ 28 جنوری 1944ء)

پس اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں یہ خبر بھی دی تھی کہ ایک زمانے میں اسلام کی نہایت کمزور حالت میں اس کی

کس طرح مختلف ممالک میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تبلیغ کا کام وسیع پیمانے پر شروع ہوا اور وہی بنیادیں ہیں جن پر آج بھی آگے کام چلتا چلا جا رہا ہے

(eighteen eighty-nine) میں ہوئی۔ پس تین کو چار کرنے والی پیشگوئی میں یہ خبر دی گئی تھی کہ اس کی پیدائش چوتھے سال میں ہو گی اور ایسا ہی ہوا۔

اور یہ جو آتا ہے ”دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ“۔ اس کے اَور معنی بھی ہو سکتے ہیں مگر میرے نزدیک اس کی ایک واضح تشریح یہ ہے کہ دوشنبہ ہفتے کا تیسرا دن ہوتا ہے۔ دوسری طرف روحانی سلسلوں میں انبیاء اور ان کے خلفاء کا الگ الگ دور ہوتا ہے اور جس طرح نبی کا زمانہ اپنی ذات میں ایک مستقل حیثیت رکھتا ہے اسی طرح خلیفہ کا زمانہ اپنی ذات میں ایک مستقل حیثیت رکھتا ہے۔ اس لحاظ سے ہے اور خدا تعالیٰ مبارک دوشنبہ ایک ایسے ذریعہ سے بھی لانے والا ہے جو (فرماتے ہیں کہ) میرے اختیار میں نہیں تھا اور کوئی انسان نہیں کہہ سکتا تھا کہ میں نے اپنے ارادے سے اور جان بوجھ کر اس کا اجراء کیا ہے۔ یعنی تحریک جدید کا اجراء جسے 1934ء میں ایسے حالات میں جاری کیا گیا جو آپ فرماتے ہیں کہ میرے اختیار میں نہیں تھے۔ گورنمنٹ کے ایک فعل نے جس میں جماعت کے خلاف بعض سخت اقدامات کرنے کے منصوبے تھے اور احرار کی فتنہ انگیزی کی وجہ سے آپؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس تحریک کا میرے دل میں القاء فرمایا تھا اشاعت کے لئے ایک اہم تبلیغی ادارے کی بنیاد رکھی جائے گی اور جب اس کا پہلا دور کامیابی سے مکمل ہو گا تو یہ جماعت کے لئے مبارک وقت ہو گا اور حالات نے اب دیکھیں ثابت بھی کر دیا کہ تحریک جدید کے ذریعہ سے دنیا کے ہر کونے میں اسلام اور احمدیت کی تبلیغ پہنچ رہی ہے۔ اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ تحریک جدید کی تحریک بھی اپنی کئی دہائیاں مکمل کر کے دنیا کے ہر ملک میں جہاں بھی احمدیت کا پودا لگ چکا ہے وہاں قائم ہے۔

پھر اس لمبی رؤیا جس کے بارے میں مَیں نے بتایا کہ اس کے بعد حضرت مصلح موعود نے مصلح موعودؓ ہونے کا اعلان

خواجہ کمال الدین صاحب نے اپنی وفات سے پہلے لکھا کہ مرزا محمود نے ہمارے متعلق جو الہام شائع کیا تھا وہ بالکل پورا ہو گیا ہے اور ہم واقعہ میں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں

غور کر کے دیکھو۔ پہلا دور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا۔ دوسرا دور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا تھا۔ اور آپؓ فرماتے ہیں کہ تیسرا دَور میرا ہے۔ ادھر اللہ تعالیٰ کا ایک اور الہام بھی اس تشریح کی تصدیق کر رہا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا تھا اور وہ الہام یہ ہے کہ ’فضل عمر‘۔ حضرت عمرؓ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تیسرے نمبر پر خلیفہ تھے۔ پس ”دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ“ سے یہ مراد نہیں کہ کوئی خاص دن خاص برکات کا موجب ہو گا بلکہ مراد یہ اور اس تحریک کے پہلے دَور کے لئے میں نے دس سال مقرر کئے۔ ہر انسان جب قربانی کرتا ہے تو قربانی کے بعد اس پر ایک عید کا دن آتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لو رمضان کے روزوں کے بعد عید کا دن ہوتا ہے۔ اسی طرح جب ہماری دس سالہ تحریک جدید ختم ہو گی (اس وقت تک ابھی ختم نہیں ہوئی تھی) تو اس سے اگلا سال (آپؓ فرماتے ہیں) ہمارے لئے عید کا سال ہو گا۔ اور یہ سال 1944ء میں ختم ہوئے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ تحریک جدید کے کیا تھا اس کے بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس رؤیا میں میری زبان پر یہ فقرہ جاری ہوا تھا کہ اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِیْلُهٗ وَخَلِیْفَتُهٗ۔ ان الفاظ کا میری زبان پر جاری ہونا عجوبہ تھا۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ جاگتے ہوئے تو ہونا ہی تھا کہ میرے بارے میں یہ عجیب قسم کے الفاظ ہیں لیکن خواب میں بھی مجھے یہ احساس ہوا کہ یہ عجیب الفاظ میری زبان پر جاری ہوئے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ بعد میں بعض لوگوں نے

جب یہ رؤیا سنی تو کہا کہ مسیحی نفس ہونے کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشتہار 20 فروری 1886ء میں ہے۔ فرمایا کہ دوسرے دن حضرت مولوی سرور شاہ صاحبؓ نے کہا کہ اشتہار میں یہ الفاظ ہیں کہ ''وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا''۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ میں نے بھی رؤیا میں دیکھا تھا کہ میں نے بُت تڑوائے ہیں۔ بہت سارے بُت ہیں جو میں نے تڑوا دیئے۔ اس میں بھی یہی اشارہ ہے کہ ''وہ روح الحق کی برکت سے

اس طویل رؤیا میں پیشگوئی مصلح موعود سے ملتی جلتی بہت سی باتیں ہیں جو مختلف پیرائے میں آپؓ کو رؤیا میں دکھائی گئیں۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 25 صفحہ 71)

بہرحال اب میں رؤیا کے حوالے سے بیان کرنے کے بجائے حضرت مصلح موعود نے واقعات کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کا جو تطابق بیان کیا ہے کہ آپ کے زمانے سے اور اب اس پیشگوئی کو پورا کرنے والے جو واقعات ہوئے وہ کس طرح اس سے مطابقت رکھتے ہیں ان کا مختصراً ذکر کروں گا۔

میں رَخنہ ڈالنے والوں کو شکست دلوا دی۔ فرماتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ لوگ مجھے بچہ سمجھتے تھے اور باوجود اس کے کہ میں واقعہ میں بچہ ہی تھا اللہ تعالیٰ نے پچیس سال کی عمر میں ایک حکومت پر قائم کر دیا اور حکومت بھی ایسی جو روحانی حکومت تھی۔ جسمانی حکومت میں تو بادشاہ کے پاس تلوار ہوتی ہے، طاقت ہوتی ہے، جتھہ ہوتا ہے، فوجیں ہوتی ہیں، جرنیل ہوتے ہیں، جیل خانے ہوتے ہیں، خزانے ہوتے ہیں وہ جس کو چاہتا ہے پکڑ کر سزا بھی دیتا ہے لیکن روحانی حکومت میں جس کا جی چاہتا ہے مانتا

اگر یہ پیشگوئیاں میرے متعلق ہیں تو زمانہ خود بخود دیکھ لے گا کہ مَیں ان کا مصداق ہوں

بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا''۔ روح الحق توحید کی روح کو کہتے ہیں اور آپؓ نے تبلیغ اسلام کی دنیا میں بنیاد ڈال کر دنیا کے دلوں کو شرک سے پاک کیا۔ فرمایا کہ تیسرے میں نے رؤیا میں دیکھا تھا کہ میں بھاگ رہا ہوں۔ یہی نہیں کہ میں تیزی سے چلتا ہوں بلکہ دوڑتا ہوں اور زمین میرے قدموں تلے سمٹتی چلی جاتی ہے۔

پسرِموعود کی پیشگوئی میں یہ بات ہے کہ ''وہ جلد جلد بڑھے گا''۔ اس طرح رؤیا میں دیکھا کہ میں بعض غیر ملکوں کی طرف گیا ہوں اور پھر میں نے وہاں جا کے اپنے کام کو ختم نہیں کر دیا بلکہ میں اَور آگے جانے کا ارادہ کر رہا ہوں۔ میں نے رؤیا میں کہا کہ اے عبدالشکور

آپؓ فرماتے ہیں کہ لوگ کہتے تھے یہ بچہ ہے۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کے مقام پر مجھے کھڑا کیا۔ اس کی طرف بھی پیشگوئی میں اشارہ کیا گیا تھا کہ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ پھر آپ نے ایک واقعہ بیان کیا کہ ایک دفعہ میں حضرت امّاں جان رضی اللہ عنہا کے کمرے میں نماز کے انتظار میں ٹہل رہا تھا اور یہ کمرہ مسجد کے ساتھ تھا تو مجھے مسجد سے اونچی اونچی آوازیں بھی آئیں جن میں سے ایک شیخ رحمت اللہ صاحب کی آواز میں نے پہچان لی جو یہ کہہ رہے تھے کہ ایک بچے کو آگے کر کے جماعت کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ ایک بچے کے لئے یہ فساد برپا کیا جا رہا ہے۔ تو آپؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حیرت ہوئی کہ وہ

ہے اور جس کا جی چاہتا ہے انکار کرتا ہے اور طاقت کا کوئی سوال ہی نہیں ہوتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حکومت روحانی پر ایسی حالت میں کھڑا کیا جب خزانے میں صرف چند آنے تھے، چند پیسے خزانے میں رہ گئے تھے اور خزانے پر ہزارہا روپیہ کا قرض تھا اور پھر خدا تعالیٰ نے یہ کام ایسی حالت میں سپرد کیا جب جماعت کے ذمہ دار افراد تقریباً سب کے سب مخالف تھے اور یہاں تک مخالف تھے کہ ان میں سے ایک نے مدرسہ ہائی سکول کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ہم تو جاتے ہیں لیکن عنقریب تم دیکھو گے کہ ان عمارتوں پر عیسائیوں کا قبضہ ہو گا۔ پس ایک پچیس برس کا لڑکا جس کے لئے تمام ظاہری اسباب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ پھر اللہ تعالیٰ نے اسلام کی حفاظت کی بنیاد رکھی

اب میں آگے جاؤں گا اور جب سفر سے واپس آؤں گا تو دیکھوں گا کہ تو نے توحید کو قائم کر دیا ہے، شرک کو مٹا دیا ہے اور اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کو دلوں میں راسخ کر دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جو اللہ تعالیٰ نے کلام نازل فرمایا اس میں اسی طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ یعنی تبلیغ کے کاموں کو آگے بڑھانے والا ہو گا اور ہم دیکھتے ہیں کہ یہ پیشگوئی بھی یقیناً حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بڑی شان سے پوری ہوئی ہے۔ اسی طرح آپ کی

بچہ کون ہے۔ آخر مسجد میں جا کر میں نے ایک دوست سے پوچھا کہ وہ بچہ کون ہے؟ تو وہ دوست ہنس کر کہنے لگے کہ وہ بچے تم ہی ہو۔ فرماتے ہیں کہ مخالفین کا یہ قول حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کی تصدیق کر رہا تھا کہ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ آپؓ فرماتے ہیں خدا نے مجھے اتنی جلدی بڑھایا کہ دشمن حیران رہ گیا کیونکہ چند ماہ قبل مجھے بچہ کہنے والے چند ماہ کے بعد ہی مجھے ایک شاطر تجربہ کار کہہ کر میری برائی کر رہے تھے۔ بالکل الٹ گئے وہ۔ گویا بچپن میں ہی اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں سے سلسلہ

مخالفت میں کھڑے تھے، نہ خزانہ، نہ تجربہ کار کام کرنے والے اور میدان دشمن کے قبضے میں تھا اور وہ خوشیاں منا رہا تھا کہ عنقریب یہاں عیسائیوں کا قبضہ ہو جائے گا اور وہ لوگ یہ کہتے تھے کہ جس کو حکومت دی گئی ہے اس کے دن تنزّل اور ادبار میں بدل جائیں گے۔ وہ ذلت و رسوائی دیکھے گا۔ ایک انسان غور کر سکتا ہے کہ ایسے حالات میں قوم کا کیا حال ہو سکتا ہے۔ مگر وہ دن گیا اور آج کا دن آیا۔ دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں کہ جماعت کی جو تعداد اس وقت تھی جب وہ میرے سپرد کی گئی آج خدا تعالیٰ کے

فضل سے اس سے سینکڑوں گنا زیادہ ہے۔ جن ممالک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام پہنچ چکا تھا آج اس سے بیسیوں گنا زیادہ ممالک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام پہنچ چکا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ جس خزانے میں صرف اٹھارہ آنے تھے آج لاکھوں روپے اس خزانے میں موجود ہیں۔ فرماتے ہیں کہ آج میں اگر مر بھی جاؤں تب بھی خزانے میں لاکھوں روپے چھوڑ کر جاؤں گا۔ اس سلسلہ کی تائید میں اس سے بہت زیادہ کتابیں چھوڑ کر جاؤں گا جو مجھے ملیں یعنی لٹریچر میں اور مَیں سلسلہ کی خدمت کے لئے اس سے بہت زیادہ علوم چھوڑ کر جاؤں گا جو مجھے اس وقت ملے تھے جب خدا نے مجھے خلافت کے مقام پر کھڑا کیا تھا۔ پس وہ خدا جس نے کہا تھا کہ وہ جلد جلد بڑھے گا اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا اس کی وہ پیشگوئی ایسے عظیم الشان رنگ میں پوری ہوئی ہے کہ دشمن سے دشمن بھی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس پیشگوئی کو تو اتنا اہم قرار دیا ہے جیسا کہ میں نے شروع میں بھی اقتباس پیش کیا تھا کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ عظیم الشان نشان ہے۔ اس لڑکے کی پیدائش پیشگوئی کے مطابق نو برس میں ہونی تھی۔ یہ بھی اس پیشگوئی میں الفاظ تھے جو اصل پیشگوئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”نو برس کے عرصے تک تو خود اپنے زندہ رہنے کا ہی حال معلوم نہیں اور نہ ہی یہ معلوم کہ اس عرصہ تک کسی قسم کی اولاد خواہ مخواہ ہوگی چہ جائیکہ لڑکا پیدا ہونے پر کسی اٹکل سے قطع اور یقین کیا جائے“۔ پھر صرف لڑکا ہی پیدا نہیں ہونا تھا بلکہ یہ بھی پیشگوئی تھی کہ وہ لڑکا اسلام کی شان و شوکت کا موجب ہوگا۔ وہ کیا زمانہ تھا جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر دشمن چاروں طرف سے حملے کر رہے تھے محض اس بناء پر کہ آپؑ نے الہام کا دعویٰ کیا تھا۔ آپؑ نے فرمایا تھا کہ مجھے الہام ہوتا ہے۔ مجددیت کا دعویٰ نہیں تھا۔ ماموریت کا دعویٰ بھی نہیں تھا۔ اس وقت ایک لڑکے کی پیشگوئی ان اعلیٰ صفات کے ساتھ آپؑ نے بیان فرمائی۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ جب کسی کے نائب کی شہرت کا کہا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کے آقا و مطاع کی شہرت ہوگی۔ پس جب خدا تعالیٰ نے پیشگوئی میں یہ کہا کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا تو اس کے یہ معنی تھے کہ اس کے ذریعہ سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام بھی دنیا کے کناروں تک پہنچے گا۔ اب دیکھو لو پیشگوئی کتنی واضح ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں افغانستان صرف ایسا ملک تھا جہاں کسی اہمیت کے ساتھ یا کچھ حد تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچا تھا کیونکہ دو شہداء بھی تھے۔ دوسرے ممالک میں صرف اُڑتی ہوئی خبریں تھیں وہ یا مخالفین کی پھیلائی ہوئی تھیں یا کسی کے ہاتھ کوئی کتاب پہنچی تو اس نے آگے کسی کو دکھا دی۔ باقاعدہ جماعت کسی ملک میں قائم نہیں تھی۔ خواجہ کمال الدین صاحب انگلستان گئے تھے (یہاں آئے تھے) مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت کا نام لینا، کہتے تھے یہ تو زہر کے برابر ہوگا اس لئے جماعت کا نام نہیں لینا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام نہیں لینا۔ پس اگر انگلستان میں نام پھیلا تو خواجہ صاحب کا نام پھیلا۔ جماعت کا نہیں، نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اور جب حضرت مصلح موعودؓ کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا تو خدا تعالیٰ کے فضل سے آپؓ فرماتے ہیں کہ سماٹرا میں، جاوا میں، سٹریٹس سٹلمنٹ میں، چین میں احمدیت پھیلی۔ ماریشس میں، افریقہ کے دوسرے ممالک میں احمدیت پھیلی۔ مصر میں، فلسطین میں، ایران میں، دوسرے عرب ممالک میں اور یورپ کے کئی ممالک میں احمدیت پھیلی۔ بعض جگہ حضرت مصلح موعودؓ کے وقت بھی جماعت کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی اور افریقہ کے ممالک میں لاکھوں میں بھی تھی۔

پھر اس پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک یہ خبر بھی دی گئی تھی کہ ”وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا“۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ میں دعوے کرنے کا عادی نہیں لیکن اس کے باوجود اس حقیقت کو چھپا نہیں سکتا کہ اسلام کے وہ مہتم بالشان مسائل جن پر روشنی ڈالنا اس زمانے کے لحاظ سے نہایت ضروری تھا خدا تعالیٰ نے ان کے متعلق میری زبان اور میری قلم سے ایسے مضامین نکلوائے ہیں کہ مَیں دعویٰ کر کے کہہ سکتا ہوں کہ ان تحریروں کو اگر ایک طرف کر دیا جائے تو اسلام کی تبلیغ دنیا میں نہیں کی جا سکتی۔ قرآن کریم میں بہت سے ایسے امور ہیں جن کو اس زمانے کے لحاظ سے لوگ سمجھ نہیں سکتے تھے جب تک کہ دوسری آیات سے ان کی تشریح نہ کر دی جاتی اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے میرے ذریعہ سے ان مشکلات کو حل کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اسلام اس وقت ایک ایسے دور سے گزر رہا ہے جو ضعف اور کمزوری کا دور ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ پھر اللہ تعالیٰ نے اسلام کی حفاظت کی بنیاد رکھی۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں اسلام پر وہ تمدّنی حملہ نہیں ہوا تھا جو آج کیا جا رہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ آپ کی پیشگوئی کے مطابق اس زمانے میں ایک ایسے شخص کو اپنے کلام سے سرفراز فرمائے جو روح الحق کی برکت اپنے اندر رکھتا ہو یا اپنے ساتھ رکھتا ہو جو علوم ظاہری اور باطنی سے پُر ہو۔ جو دشمن کے ان تمدّنی حملوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تشریح اور رسول کریم ﷺ کی بیان فرمودہ تشریح اور قرآن کریم کے منشاء کے مطابق دُور کرے اور اسلام کی حفاظت کا کام سرانجام دے۔ سو خدا تعالیٰ نے اپنا کام کر دیا اور میری تحریروں پر اپنی مہر تصدیق کر دی۔ آپ نے فرمایا

جس خزانے میں صرف اٹھارہ آنے تھے آج لاکھوں روپے اس خزانے میں موجود ہیں

ڈاکٹر محمد لطیف صاحب نے مجھے بتایا کہ انہوں نے رؤیا میں دیکھا ہے کہ ایک فرشتہ میرا نام لے کر کہہ رہا ہے کہ انبیاء و رسل کے ساتھ اس کا نام لیا جائے گا

کہ جب تک خداتعالیٰ نے مجھے نہیں کہا میں چُپ رہا اور جب خداتعالیٰ نے بتا دیا اور نہ صرف بتا دیا بلکہ ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو بھی بتا دوں تو میں بتا رہا ہوں کہ یہ پیشگوئی ہر لحاظ سے مجھ پر پوری ہوتی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ نہ صرف خداتعالیٰ نے مجھے ارشاد کیا کہ بتا دوں بلکہ اپنے فضل سے ایسے حالات پیدا فرمائے جو اس پیشگوئی کی صداقت کے لئے بطور دلیل کے ہیں۔ جس طرح آسمان پر چاند چمکتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اردگرد ستارے پیدا کر دیتا ہے اسی طرح ان دنوں میں بہت سے لوگوں کو ایسی خوابیں آئی ہیں جن میں اس خواب کا مضمون دہرایا گیا ہے جو میں نے دیکھی تھی۔ چنانچہ میری رؤیا کے بعد ایک دوست ڈاکٹر محمد لطیف صاحب نے مجھے بتایا کہ انہوں نے رؤیا میں دیکھا ہے کہ ایک فرشتہ میرا نام لے کر کہہ رہا ہے کہ انبیاء و رسل کے ساتھ اس کا نام لیا جائے گا۔ انبیاء و رسل کے ساتھ نام لئے جانے کے وہی معنی ہیں جس کی طرف حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی میں بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ وہ مثیل مسیح ہو گا۔ یعنی حضرت مسیح موعودؑ جو نبی اور رسول ہیں ان کے ساتھ میرا بھی نام لیا جائے گا۔ اسی طرح ایک اور دوست نے لکھا کہ رؤیا میں میں نے دیکھا کہ مینار پر کھڑے ہو کر آپ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کا اعلان کر رہے ہیں۔ "اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ" حضرت مسیح موعودؑ کے ابتدائی الہاموں میں سے الہام ہے۔ اور مینار پر اس الہام کے اعلان کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ تبلیغ احمدیت کو میرے ذریعہ سے اور بھی مضبوط کر دے گا۔ چنانچہ جیسے ابھی پہلے بیان بھی ہوا ہے کہ کس طرح مختلف ممالک میں حضرت مصلح موعودؓ کے زمانے میں تبلیغ کا کام وسیع پیمانے پر شروع ہوا اور وہی بنیادیں ہیں جن پر آج بھی آگے کام چلتا چلا جا رہا ہے۔

پھر آپؓ نے اپنے بعض رؤیا اور الہامات کا اپنی تائید میں ذکر فرمایا۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی وحی سے نوازا اور اس بات کی بھی کہ اس نے اس کام کے لئے جو حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی میں ہے مجھے تیار کیا ہے (شہادت) یہ ہے کہ مجھے ایک رؤیا ہوا جو غالباً زمانہ حضرت مسیح موعودؑ یا ابتدائے خلافت حضرت خلیفہ اوّل میں مَیں نے دیکھا تھا۔ (یہ رؤیا میں نے اسی وقت میجر سید حبیب اللہ شاہ صاحب حال سپرنٹنڈنٹ سینٹرل جیل لاہور کو اور دوسرے احباب کو سنا دی تھی۔ فرماتے ہیں ابھی چند دن ہوئے انہوں نے خود بخود مجھ سے اس رؤیا کا ذکر کیا کہ) میں نے دیکھا تھا کہ میں مدرسہ احمدیہ میں ہوں اور اسی جگہ مولوی محمد علی صاحب بھی کھڑے ہیں۔ اتنے میں شیخ رحمت اللہ صاحب آ گئے اور ہم دونوں کو دیکھ کر کہنے لگے کہ آؤ مقابلہ کریں۔ آپ کا قد لمبا ہے یا مولوی محمد علی صاحب کا۔ میں اس مقابلے سے کچھ ہچکچاہٹ محسوس کرتا ہوں مگر وہ زبردستی مجھے کھینچ کر اس جگہ پر لے گئے جہاں مولوی محمد علی صاحب کھڑے ہیں۔ یوں تو مولوی محمد علی صاحب قد میں مجھ سے چھوٹے نہیں بلکہ غالباً کچھ لمبے ہی ہیں۔ لیکن جب شیخ صاحب نے مجھے ان کے پاس پاس کھڑا کیا تو وہ بے اختیار کہہ اٹھے (یعنی شیخ صاحب کہہ اٹھے) کہ مَیں تو سمجھتا تھا کہ مولوی صاحب اونچے ہیں لیکن اونچے تو آپ نکلے۔ چنانچہ رؤیا میں مَیں دیکھتا ہوں کہ بمشکل میرے سینے تک ان کا سر پہنچتا ہے۔ پھر شیخ رحمت اللہ صاحب ایک میز لائے اور اس پر ان کو کھڑا کر دیا مگر تب بھی وہ مجھ سے چھوٹے ہی رہے۔ اس کے بعد انہوں نے اس میز پر ایک سٹول رکھا اور اس پر مولوی صاحب کو کھڑا کیا مگر پھر بھی مولوی صاحب مجھ سے چھوٹے ہی رہے۔ اس کے بعد انہوں نے مولوی صاحب کو اٹھا کر میرے سر کے برابر کرنا چاہا لیکن وہ پھر بھی نیچے ہی رہے بلکہ مزید برآں ان کی ٹانگیں اس طرح ہوا میں لٹک گئیں گویا کہ وہ میرے مقابل پر بالکل ایک بچے کی حیثیت رکھتے ہیں اور بمشکل میری کہنیوں تک پاؤں آئے۔ اب دیکھو اس میں کس طرح اس تمام مقابلہ اور پھر اس کے انجام کی بھی خبر دی گئی ہے جو مولوی محمد علی صاحب سے ہونے والا تھا۔ حالانکہ اگر ابتدائے خلافت اولیٰ کے وقت کی رؤیا ہے تو اس وقت جماعت میں خواجہ کمال الدین صاحب سر اٹھا رہے تھے، نہ کہ مولوی محمد علی صاحب۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس میں عجیب طریق پر بعد میں پیدا ہونے والے جھگڑوں کا نقشہ کھینچ کر رکھ دیا۔ چنانچہ دیکھو مولوی محمد علی صاحب میرے مقابلے میں اتنے نیچے ہوئے، اتنے نیچے ہوئے کہ اب ان کا سارا زور ہی اس بات کو ثابت کرنے پر صرف ہوتا ہے کہ خداتعالیٰ کے حضور وہی لوگ معزز ہوتے ہیں جو چھوٹے ہوں۔ پہلے کہا کرتے تھے کہ ہم پچانوے فیصدی ہیں اور یہ چار پانچ فیصدی ہیں اور جماعت کی اکثریت کبھی ضلالت پر نہیں ہوسکتی۔ (یہ پہلے مولوی صاحب کہا کرتے تھے) مگر اب کہتے ہیں کہ بیشک قادیان کی جماعت زیادہ ہے اور ہم تھوڑے ہیں لیکن ان کا زیادہ ہونا ہی ان کے جھوٹے ہونے کا ثبوت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے حقیقی بندے تو تھوڑے ہوا کرتے ہیں۔ یہ بالکل وہی نقشہ ہے جو اس رؤیا میں بتایا گیا تھا۔ وہ اتنے چھوٹے ہوئے، اتنے چھوٹے ہوئے کہ اب انہیں اپنا چھوٹا ہونا ہی اپنی صداقت کی دلیل نظر آتا ہے۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 25 صفحہ 92-93)

مَیں تو سمجھتا تھا کہ مولوی صاحب اونچے ہیں لیکن اونچے تو آپ نکلے

وہ اتنے چھوٹے ہوئے، اتنے چھوٹے ہوئے کہ اب انہیں اپنا چھوٹا ہونا ہی اپنی صداقت کی دلیل نظر آتا ہے

پھر ایک اور رؤیا بلکہ الہام کا ذکر ہے۔ فرمایا کہ جس وقت جماعت میں اختلاف پیدا ہوا اللہ تعالیٰ نے مجھے الہاماً بتایا کہ لَنُمَزِّقَنَّھُمْ کہ ہم ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ اس وقت یہ لوگ اپنے آپ کو پچانوے فیصدی کہا کرتے تھے مگر اب ان کی کیا حالت ہے۔ خدا نے ان کو اس پیشگوئی کے مطابق حقیقت میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ چنانچہ خواجہ کمال الدین صاحب نے اپنی وفات سے پہلے

لکھا کہ مرزا محمود نے ہمارے متعلق جو الہام شائع کیا تھا وہ بالکل پورا ہوگیا ہے اور ہم واقعہ میں ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو جیسا کہ الہام میں خبر دی گئی تھی میرے مقابلہ میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

میں اس کلام الٰہی کی مثالیں جو مجھ پر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے نازل فرمایا (آپؓ فرماتے ہیں کہ) اس وقت اسی قدر بیان کرتا ہوں۔ بعض اَور بھی بیان کی ہیں۔ یہاں تو میں نے دو بیان کی ہیں۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ میرا ارادہ ہے کہ تحدیث نعمت کے طور پر ایک مختصر رسالہ میں کسی قدر تفصیل کے طور پر اپنے بعض الہاموں اور کشوف اور رؤیا کا ذکر کر دوں۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 25 صفحہ 93) اب تو یہ کتاب کی صورت میں چھپی ہوئی ہے۔ کافی ضخیم کتاب ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے متعدد مرتبہ مجھ پر اپنے غیب کو ظاہر کرکے اس پیشگوئی کو سچا کر دیا ہے کہ مصلح موعود خدا تعالیٰ کی روح حق سے مشرف ہو گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نشانات ہیں جو اس نے مجھ پر ظاہر فرمائے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اس میں کیا حکمت تھی کہ دوست تو پہلے ہی مجھے ان پیشگوئیوں کا مصداق قرار دیتے رہے اور میں نے اب ان پیشگوئیوں کا مصداق ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ (اس میں کیا حکمت ہے؟) میں کہتا ہوں اس میں حکمت وہی ہے جو قرآن کریم کہتا ہے کہ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ کہ اللہ تعالیٰ جب نبی کی بعثت کے بعد موعود کھڑا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کی قائم کردہ جماعت کفر کا شکار ہو جائے اور ان کا ایمان ضائع ہو جائے۔ اس لئے وہ ایسے حالات پیدا کر دیتا ہے کہ اکثریت اسے موعود ماننے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ پس لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کو مجھ پر پورا ہوتے دیکھا تو ایمان اور یقین میں کامل ہوئے، مزید بڑھے، ان کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان بھی مزید بڑھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میری طرف سے بعد میں اعلان ہونے اور جماعت کی طرف سے پہلے مجھے اس پیشگوئی کا مصداق قرار دینے میں اللہ تعالیٰ کی حکمت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو دوسری دفعہ کفر و اسلام کے امتحان میں ڈال کر ان کے ایمان کو ضائع کرنے کے لئے تیار نہ تھا اور نہیں چاہتا تھا کہ دو موتیں اپنی جماعت پر وارد کرے۔ پہلی موت تو وہ تھی جب انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہ مانا۔ مسیح موعودؑ کو جھٹلایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی کسی نیکی کی وجہ سے رحم کرکے انہیں زندہ کر دیا۔ اور انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل فرمادیا۔ انہوں نے رشتہ داروں کو چھوڑا۔ تکالیف برداشت کیں لیکن اپنے ایمان کو سلامت رکھا۔ اس کے بعد یہ خیال کرنا کہ اس ابتلاء میں سے گزرنے والے لوگوں کی زندگی میں خدا تعالیٰ ایک ایسا موعود بھیج دے گا جس کی صداقت کے نشان اس کے دعوے کے ایک لمبے عرصے بعد ظاہر ہوں گے اس کا مطلب یہ ہے کہ مومن کو پھر کفر کے گڑھے میں دھکیل دیا جائے اور صحابہؓ کو پھر کافر منکر بنا دیا جائے۔ جماعت ابتلاء میں پڑ جائے۔ یہ خدا تعالیٰ کی سنت کے خلاف ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود کے متعلق جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تیار کردہ جماعت تھی کی زندگی میں آنے والا تھا (یعنی جس نے صحابہؓ کے وقت میں آنا تھا) یہ تدبیر اختیار کی کہ پہلے اسے جماعت کا خلیفہ بنا کر ان سے عہد اطاعت لے لیا اور ان پیشگوئیوں کو پورا کرنے کے سامان پیدا کر دیئے جو اس کے متعلق بتائی گئی تھیں اور جب حقیقت جماعت پر روز روشن کی طرح کھل گئی تو پھر اسے بھی یعنی خلیفۃ المسیح کو بھی یا مصلح موعودؓ ہونے والے کو بھی اس حقیقت سے بذریعہ آسمانی اخبار کے علم دے دیا تا آسمان اور زمین دونوں کی گواہی جمع ہو جائے اور مومنوں کی جماعت کفر و انکار کے داغ سے بھی محفوظ کر دی جائے۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 25 صفحہ 69 تا 95 خطبہ بیان فرمودہ 4 فروری 1944ء)

اللہ تعالیٰ اس زمانے میں بھی سب کے ایمان کو سلامت رکھے۔ ہر احمدی کے ایمان کو سلامت رکھے اور کفر و انکار کے داغ سے ہمیشہ محفوظ رکھے۔ احباب جماعت کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے علم و معرفت کے کلام سے بھی زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنا چاہئے جو اردو میں بھی ہے اور باقی زبانوں میں بھی کچھ لٹریچر ہے، اس کو پڑھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اس کی سب کو توفیق دے۔

(خطبہ جمعہ 19 فروری 2016ء۔ الفضل انٹرنیشنل 11 مارچ 2016ء)

دھوم جس کے حسن کی تھی کوچہ و بازار میں

راہ بر تھے راہ زن اور راہ رَو حیران تھے
جادۂ اسلام گُم تھا وادیٔ پُر خار میں

کُفر کی ظُلمت میں تھا اسلام کا آبِ حیات
زندگی باقی نہ تھی اسلام کے بیمار میں

تیرا آنا اک قیامت تھا کہ مُردے جی اُٹھے
ہوگئے پامال سب فتنے تری رفتار میں

تو نے دکھلایا کہ ہے خود رفتگی میں بازیافت
یار کو پاتے ہیں کھوئے جاتے ہیں جو یار میں

تیری آنکھوں میں نظر آیا ہمیں نُورِ ازل
نُورِ حق روشن ہوا تیرے دَر و دیوار میں

کُشتۂ غیرت ہے، دُشمن ہے شہیدِ ناز دوست
واسطے دونوں کے جوہر ہے تری تلوار میں

کھا کے پتھر بھی نہ رو گرداں ہوا عبداللطیف
جانِ شیریں شوق سے دی کوچۂ دلدار میں

وہ جو لمّا یلحقوا پیچھے تھے تیرہ سو برس
جاں نثاری کو ہیں سب حاضر ترے دربار میں

تیرے سائے میں بڑھا اور بڑھ کے چمکا نور دیں
تیرہ دل روشن ہوئے پھر دین کی چمکار میں

ابرِ رحمت بن کے برسا تیرا محمودِ بشیر
فیض کی جھڑیاں لگیں بنگال و مالا بار میں

آ گیا محبوبِ حقّانی وہ دیکھو آ گیا
دھوم جس کے حسن[1] کی تھی کوچہ و بازار میں

(مکرم مولوی علی احمد صاحب حقانی کلانوری مرحوم)

1 اشارہ حسن واحسان میں تیرا نظیر ہوگا والی پیشگوئی کی طرف

پیشگوئی مصلح موعود رضی اللہ عنہ

’’تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت ونسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رِجس سے پاک ہے۔ اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اُس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔

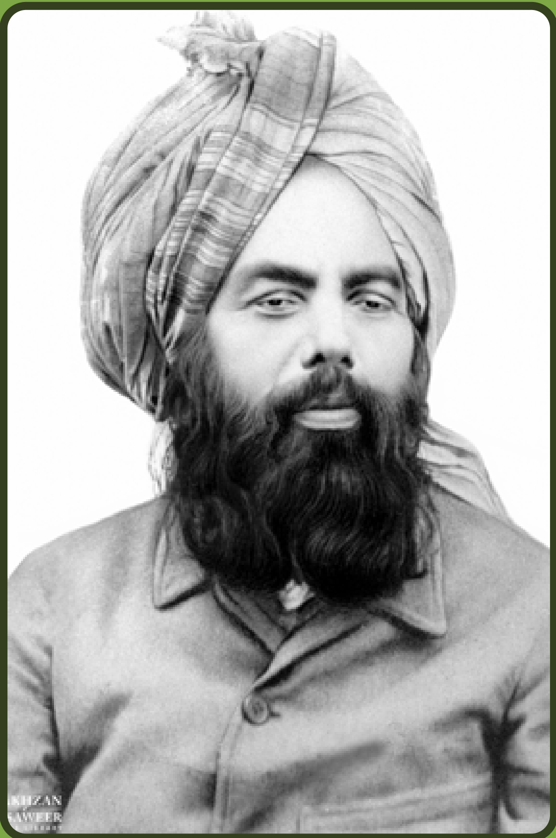

وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے)۔ دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْآخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب وہ اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا‘‘۔

(اشتہار 20؍فروری 1886ء)

وَ اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِیْلُہٗ وَ خَلِیْفَتُہٗ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا رؤیا

اور دعویٰ مصلح موعودؓ

”مَیں نے دیکھا کہ مَیں ایک مقام پر ہوں۔ جہاں جنگ ہو رہی ہے وہاں کچھ عمارتیں ہیں۔ نہ معلوم وہ گڑھیاں ہیں یا ٹرنچیز ہیں۔ بہرحال وہ جنگ کیساتھ تعلق رکھنے والی کچھ عمارتیں ہیں۔ وہاں کچھ لوگ ہیں جن کے متعلق مَیں نہیں جانتا کہ آیا وہ ہماری جماعت کے لوگ ہیں یا یونہی مجھے ان سے تعلق ہے۔ مَیں اُن کے پاس ہوں۔ اتنے میں مجھے یوں معلوم ہوتا ہے جیسے جرمن فوج نے جو اس فوج سے کہ جس کے پاس مَیں ہوں۔ برسرِ پیکار ہے یہ معلوم کرلیا ہے کہ مَیں وہاں ہوں اور اس نے اس مقام پر حملہ کر دیا ہے اور وہ حملہ اتنا شدید ہے کہ اس جگہ کی فوج نے پسپا ہونا شروع کر دیا۔ یہ کہ وہ انگریزی فوج تھی یا امریکن فوج یا کوئی اور فوج تھی۔ اس کا مجھے اس وقت کوئی خیال نہیں آیا۔ بہرحال وہاں جو فوج تھی اس کو جرمنوں سے دبنا پڑا۔ اور اس مقام کو چھوڑ کر پیچھے ہٹ گئی۔ جب وہ فوج پیچھے ہٹی تو جرمن اس عمارت میں داخل ہوگئے۔ جس میں مَیں تھا۔ تب مَیں خواب میں کہتا ہوں۔ دشمن کی جگہ پر رہنا درست نہیں اور یہ مناسب نہیں کہ اب اس جگہ ٹھہرا جائے۔ یہاں سے ہمیں بھاگ چلنا چاہیے اس وقت میں رؤیا میں صرف یہی نہیں کہ تیزی سے چلتا ہوں بلکہ دوڑتا ہوں۔ میرے ساتھ کچھ اور لوگ بھی ہیں اور وہ بھی میرے ساتھ دوڑتے ہیں اور جب مَیں نے دوڑنا شروع کیا تو رؤیا میں مجھے یوں معلوم ہوا جیسے مَیں انسانی مقدرت سے زیادہ تیزی کے ساتھ دَوڑ رہا ہوں۔ اور کوئی ایسی زبردست طاقت مجھے تیزی سے لے جارہی ہے کہ میلوں میل ایک آن میں مَیں طے کرتا جارہا ہوں۔ اس وقت میرے ساتھیوں کو بھی دَوڑنے کی ایسی ہی طاقت دی گئی۔ مگر پھر بھی وہ مجھ سے پیچھے رہ گئے ہیں اور میرے پیچھے ہی جرمن فوج کے سپاہی میری گرفتاری کے لئے دوڑتے آرہے ہیں مگر شاید ایک منٹ بھی نہیں گذرا ہوگا کہ مجھے رؤیا میں یوں معلوم

اوپر دی گئی تصویر میں ہوشیارپور والے گھر کا وہ مبارک کمرہ نظر آرہا ہے جس میں حضرت مسیح موعودؑ نے چلّہ کاٹا تھا اور پیشگوئی مصلح موعودؓ والا اشتہار تصنیف فرمایا تھا

ہوتا ہے کہ جرمن سپاہی بہت پیچھے رہ گئے ہیں مگر میں چلتا چلا جاتا ہوں۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ زمین میرے پیروں کے نیچے سمٹی چلی جا رہی ہے یہاں تک کہ مَیں ایک ایسے علاقہ میں پہنچا جو دامنِ کوہ کہلانے کا مستحق ہے۔ ہاں جس وقت جرمن فوج نے حملہ کیا ہے۔ رؤیا میں مجھے یاد آتا ہے کہ کسی سابق نبی کی کوئی پیشگوئی ہے یا خود میری کوئی پیشگوئی ہے اس میں اس واقعہ کی خبر پہلے سے دی گئی تھی اور تمام نقشہ بھی بتایا گیا تھا کہ جب وہ موعود اس مقام سے دوڑے گا تو اس اس طرح دَوڑے گا۔ اور پھر فلاں جگہ جائے گا۔ چنانچہ رؤیا میں جہاں میں پہنچا ہوں وہ مقام اس پہلی پیشگوئی کے عین مطابق ہے۔ اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ پیشگوئی میں اس امر کا بھی ذکر ہے کہ ایک خاص رستہ ہے جسے مَیں اختیار کروں گا۔ اور اس رستہ کے اختیار کرنے کی وجہ سے دنیا میں بہت اہم تغیرات ہوں گے اور دشمن مجھے گرفتار کرنے میں ناکام رہے گا۔ چنانچہ جب میں یہ خیال کرتا ہوں تو اس مقام پر مجھے کئی ایک پگڈنڈیاں نظر آتی ہیں جن میں سے کوئی کسی طرف جاتی ہے اور کوئی کسی طرف۔ میں اُن پگ ڈنڈیوں کے بالمقابل دوڑتا چلا گیا ہوں تا معلوم کروں کہ پیشگوئی کے مطابق مجھے کس راستہ پر جانا چاہیے۔ اور مَیں اپنے دل میں یہ خیال کرتا ہوں کہ مجھے تو یہ معلوم نہیں کہ مَیں نے کس رستہ سے جانا ہے اور میرا کس راستہ سے جانا خدائی پیشگوئی کے مطابق ہے۔ ایسا نہ ہو میں غلطی سے کوئی ایسا راستہ اختیار کرلوں جس کا پیشگوئی میں ذکر نہیں۔ اس وقت میں اُس سڑک کی طرف جا رہا ہوں جو سب کے آخر میں بائیں طرف ہے اس وقت مَیں دیکھتا ہوں کہ مجھ سے کچھ فاصلہ پر میرا ایک اور ساتھی ہے اور وہ مجھے آواز دے کر کہتا ہے کہ اس سڑک پر نہیں۔ دوسری سڑک پر جائیں۔ اور مَیں اس کے کہنے پر اس سڑک کی طرف جو بہت دور ہٹ کر ہے واپس لوٹتا ہوں۔ وہ جس سڑک کی طرف مجھ آوازیں دے رہا ہے۔ انتہائی دائیں طرف ہے اور جس سڑک کو مَیں نے اختیار کیا تھا وہ انتہائی بائیں طرف تھی۔ پس چونکہ میں انتہائی بائیں طرف تھا اور جس طرف وہ مجھے بلا رہا تھا وہ انتہائی دائیں طرف تھی۔ اس لئے میں لوٹ کر اس سڑک کی طرف چلا گیا۔ مگر جس وقت مَیں پیچھے کی طرف واپس ہٹا۔ ایسا معلوم ہوا کہ کسی زبردست طاقت نے مجھے پکڑ کر درمیان میں سے گزرنے والی ایک پگ ڈنڈی پر چلا دیا۔ میرا ساتھی مجھے آوازیں دیتا چلا جاتا ہے کہ اُس طرف نہیں اس طرف۔ اُس طرف نہیں اس طرف۔ مگر مَیں اپنے آپ کو بالکل بے بس پاتا ہوں اور درمیانی پگڈنڈی پر بھاگتا چلا جاتا ہوں۔

(اس جگہ کی شکل رؤیا کے مطابق اس طرح بنتی ہے)

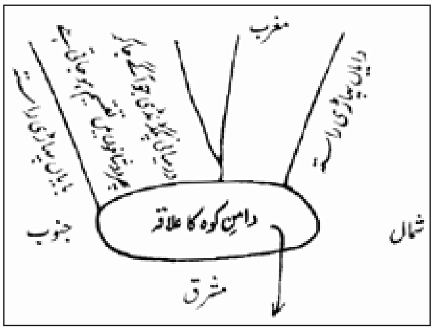

جب میں تھوڑی دُور چلا تو مجھے وہ نشانات نظر آنے لگے جو پیشگوئی میں بیان کئے گئے تھے اور مَیں کہتا ہوں۔ مَیں اسی راستہ پر آ گیا جو اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی میں بیان فرمایا تھا۔ اس وقت رؤیا میں مَیں اس کی کچھ توجیہہ بھی کرتا ہوں کہ مَیں درمیانی پگ ڈنڈی پر جو چلا ہوں تو اس کا کیا مطلب ہے۔ چنانچہ جس وقت میری آنکھ کھلی۔ معاً مجھے خیال آیا کہ دایاں اور بایاں راستہ جو رؤیا میں دکھایا گیا ہے۔ اس میں بائیں رستہ سے مراد خالص دنیوی کوششیں اور تدبیریں ہیں اور دائیں رستہ سے مراد خالص دینی طریق، دُعا اور عبادتیں وغیرہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ ہماری جماعت کی ترقی درمیانی راستے پر چلنے سے ہوگی۔ یعنی کچھ تدبیریں اور کوششیں ہوں گی اور کچھ دعائیں اور تقدیریں ہوں گی۔ اور پھر یہ بھی میرے ذہن میں آیا کہ دیکھو قرآنِ شریف نے اُمّتِ محمدیہ کو امۃً وّسطاً قرار دیا ہے۔ اس وسطی راستہ پر چلنے کے یہی معنے ہیں کہ یہ اُمّت اسلام کا کامل نمونہ ہوگی۔ اور چھوٹی پگ ڈنڈی کی یہ تعبیر ہے کہ درمیانی راستہ گو درست راستہ ہے مگر اس میں مشکلات بھی ہوتی ہیں۔

غرض میں اس راستہ پر چلنا شروع ہوا۔ اور مجھے یوں معلوم ہوا کہ دشمن بہت پیچھے رہ گیا ہے۔ اتنی دُور کہ نہ اس کے قدموں کی آہٹ سنائی دیتی ہے اور نہ اُس کے آنے کا کوئی امکان پایا جاتا ہے۔ مگر ساتھ ہی میرے ساتھیوں کے پیروں کی آہٹیں بھی کمزور ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اور وہ بھی بہت پیچھے رہ گئے ہیں مگر مَیں دوڑتا چلا جاتا ہوں اور زمین میرے پیروں کے نیچے سمٹی چلی جا رہی ہے۔ اس وقت مَیں کہتا ہوں کہ اس واقعہ کے متعلق جو پیشگوئی تھی۔ اس میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ اس رستہ کے بعد پانی آئے گا اور اس پانی کو عبور کرنا بہت مشکل ہوگا۔ اس وقت میں رستے پر چلتا تو چلا جاتا ہوں۔ مگر ساتھ ہی کہتا ہوں۔ وہ پانی کہاں ہے؟ جب میں نے کہا۔ وہ پانی کہاں ہے تو یکدم مَیں نے دیکھا کہ مَیں ایک بہت بڑی جھیل کے کنارے پر کھڑا ہوں اور مَیں سمجھتا ہوں کہ اس جھیل کے پار ہو جانا پیشگوئی کے مطابق ضروری ہے۔ مَیں نے اس وقت دیکھا کہ جھیل پر کچھ چیزیں تیر رہی ہیں۔ وہ ایسی لمبی ہیں جیسے سانپ ہوتے ہیں اور ایسی باریک اور ہلکی چیزوں سے بنی ہوئی ہیں جیسے بیئے وغیرہ کے گھونسلے نہایت باریک تنکوں کے ہوتے ہیں۔ وہ اوپر سے گول ہیں جیسے اژدھا کی پیٹھ ہوتی ہے اور رنگ ایسا ہے جیسے بیئے کے گھونسلے سے سفیدی، زردی اور خاکی رنگ ملا ہوا۔ وہ پانی پر تیر رہی ہیں اور اُن کے اُوپر کچھ لوگ سوار ہیں جو اُن کو چلا رہے ہیں۔ خواب میں مَیں سمجھتا ہوں۔ یہ بُت پرست قوم ہے اور یہ چیزیں جن پر یہ لوگ سوار ہیں، اُن کے بُت ہیں اور یہ سال میں ایک دفعہ اپنے بُتوں کو نہلاتے ہیں۔ اور اب بھی یہ لوگ اپنے بُتوں کو نہلانے کی غرض سے مقررہ گھاٹ کی طرف لے جا رہے ہیں۔ جب مجھے اور کوئی چیز پار لے جانے کے لئے نظر نہ آئی تو مَیں نے زور سے چھلانگ لگائی اور ایک بُت پر سوار ہو گیا۔ تب میں نے سُنا کہ بُتوں کے پُجاری زور زور سے مشرکانہ عقائد کا اظہار منتروں اور گیتوں کے ذریعہ سے کرنے لگے۔

اس پر مَیں نے دل میں کہا کہ اس وقت خاموش رہنا غیرت کے خلاف ہے اور بڑے زور زور سے مَیں نے توحید کی دعوت ان لوگوں کو دینی شروع کی اور شرک کی بُرائیاں بیان کرنے لگا۔ تقریر کرتے ہوئے مجھے یوں معلوم ہوا کہ میری زبان اُردو نہیں بلکہ عربی ہے۔ چنانچہ مَیں عربی میں بول رہا ہوں۔ اور بڑے زور سے تقریر کر رہا ہوں۔ رؤیا میں ہی مجھے خیال آتا ہے کہ ان لوگوں کی زبان تو عربی نہیں۔ یہ میری بات کس طرح سمجھیں گے۔ مگر مَیں محسوس کرتا ہوں کہ گو اِن کی زبان کوئی اور ہے مگر یہ میری باتیں خوب سمجھتے ہیں۔ چنانچہ مَیں اسی طرح اُن کے سامنے عربی میں تقریر کر رہا ہوں۔ اور تقریر کرتے کرتے بڑے زور سے اُن کو کہتا ہوں کہ تمہارے یہ بُت اس پانی میں غرق کئے جائیں گے اور خدائے واحد کی حکومت دُنیا میں قائم کی جائے گی۔ ابھی مَیں یہ تقریر کر ہی رہا تھا کہ مجھے معلوم ہوا کہ اِسی کشتی نما بُت والا بُت پرستی کو چھوڑ کر میری باتوں پر ایمان لے آیا ہے اور موحّد ہو گیا ہے اس کے بعد اثر بڑھنا شروع ہوا اور ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا اور تیسرے کے بعد چوتھا اور چوتھے کے بعد پانچواں شخص میری باتوں پر ایمان لاتا اور مشرکانہ باتوں کو ترک کرتا اور مسلمان ہوتا چلا جاتا ہے۔ اتنے میں ہم جھیل پار کر کے دوسری طرف پہنچ گئے۔ جب ہم جھیل کے دوسری طرف پہنچ گئے تو مَیں اُن کو حکم دیتا ہوں کہ اِن بُتوں کو جیسا کہ پیشگوئی میں بیان کیا گیا تھا۔ پانی میں غرق کر دیا جائے اس پر جو لوگ موحّد ہو چکے ہیں وہ بھی اور جو ابھی موحّد تو نہیں ہوئے مگر ڈھیلے پڑ گئے ہیں۔ میرے سامنے جاتے ہیں اور میرے حکم کی تعمیل میں اپنے بُتوں کو جھیل میں غرق کر دیتے ہیں۔ اور مَیں خواب میں حیران ہوں کہ یہ تو کسی تیرنے والے مادے کے بنے ہوئے تھے۔ یہ اس آسانی سے جھیل کی تہہ میں کس طرح چلے گئے۔ صرف پُجاری پکڑ کر ان کو پانی میں غوطہ دیتے ہیں اور وہ پانی کی گہرائی میں جا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اس کے بعد مَیں کھڑا ہو گیا اور پھر انہیں تبلیغ کرنے لگ گیا۔ کچھ لوگ تو ایمان لا چکے تھے۔ مگر باقی قوم جو ساحل پر تھی۔ ابھی ایمان نہیں لائی تھی۔ اس لئے مَیں نے ان کو تبلیغ کرنی شروع کر دی۔ یہ تبلیغ مَیں اُن کو عربی زبان میں ہی کرتا ہوں۔ جب مَیں انہیں تبلیغ کر رہا ہوں تا کہ وہ لوگ بھی اسلام لے آئیں تو یکدم میری حالت میں تغیر پیدا ہوتا ہے اور مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اب مَیں نہیں بول رہا بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے الہامی طور پر میری زبان پر باتیں جاری کی جا رہی ہیں جیسے خطبہ الہامیہ تھا۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کی زبان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاری ہوا۔ غرض میرا کلام اس وقت بند ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ میری زبان سے بولنا شروع ہو جاتا ہے۔ بولتے بولتے مَیں بڑے زور سے ایک شخص کو جو غالباً سب سے پہلے ایمان لایا تھا۔ غالباً کا لفظ مَیں نے اس لیے کہا کہ مجھے یقین نہیں کہ وہی شخص پہلے ایمان لایا ہو ہاں غالب گمان یہی ہے کہ وہی شخص پہلا ایمان لانے والا یا پہلے ایمان لانے والوں میں سے با اثر اور مفید وجود تھا۔ بہر حال مَیں یہی سمجھتا ہوں کہ وہ سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے ہے اور مَیں نے اس کا اسلامی نام عبد الشکور رکھا ہے۔ مَیں اس کو مخاطب کرتے ہوئے بڑے زور سے کہتا ہوں کہ جیسا کہ پیشگوئیوں میں بیان کیا گیا ہے۔ مَیں اب آگے جاؤں گا۔ اس لئے اے عبد الشکور تُجھ کو مَیں اس قوم میں اپنا نائب مقرر کرتا ہوں۔ تیرا فرض ہو گا کہ میری واپسی تک اپنی قوم میں توحید کو قائم کرے اور شرک کو مٹا دے۔ اور تیرا فرض ہو گا کہ اپنی قوم کو اسلام کی تعلیم پر عامل بنائے۔ مَیں واپس آ کر تُجھ سے حساب لوں گا اور دیکھوں گا کہ تُجھے مَیں نے جن فرائض کی سرانجام دہی کے لئے مقرر کیا ہے اُن کو تُو نے کہاں تک ادا کیا ہے۔ اس کے بعد وہی الہامی حالت جاری رہتی ہے اور مَیں اسلام کی تعلیم کے اہم اُمور کی طرف اُسے توجہ دلاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ تیرا فرض ہو گا کہ ان لوگوں کو سکھائے کہ اللہ ایک ہے اور محمد اس کے بندہ اور رسول ہیں۔ اور کلمہ پڑھتا ہوں اور اس کے سکھانے کا اسے حکم دیتا ہوں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کی اور آپ کی تعلیم پر عمل کرنے کی اور سب لوگوں کو اس ایمان کی طرف بلانے کی تلقین کرتا ہوں۔ جس وقت مَیں یہ تقریر کر رہا ہوں (جو خود الہامی ہے) یوں معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ نے خود رسول اللہ ﷺ کو میری زبان سے بولنے کی توفیق دی ہے اور آپ فرماتے ہیں:

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مولانا ابو العطاء صاحب مرحوم کے ایک سوال کے جواب میں واضح اور معین طور پر تحریر فرمایا:

”مکرمی مولوی ابو العطاء صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ اوّل میرے نزدیک مصلح موعود بہر حال حضرت مسیح موعودؑ کی موجودہ اولاد میں سے ایک لڑکا ہے نہ کہ آئندہ زمانہ میں آنے والا کوئی فرد۔

دوم: میرے نزدیک جس حد تک مَیں نے اس پیشگوئی کا مطالعہ کیا ہے اس کی نوّے فیصد باتیں میرے زمانہ خلافت کے کاموں سے مطابق ہیں۔

سوم: چونکہ مَیں اس پیشگوئی کے موعود کے لئے دعویٰ کو شرط قرار نہیں دیتا اس لیے میرے نزدیک میرے لیے دعویٰ کی ضرورت نہیں۔ ہاں مَیں سمجھتا ہوں کہ اس پیشگوئی کی جو غرض ہے وہ بڑی حد تک میرے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے پوری کر دی ہے لیکن مَیں اس میں تعجب کی بات نہیں دیکھتا۔ اگر میرے بھائیوں میں سے کسی دوسرے کے ذریعہ سے بھی اسی قسم کے کام یا ان سے بڑھ کر کام خدا تعالیٰ کروائے۔

خاکسار

مرزا محمود احمد

18-06-1937ء

(الفضل 3 جولائی 1937ء)

اَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر پر بھی ایسا ہی ہوتا ہے اور آپؑ فرماتے ہیں:

اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ

اس کے بعد مَیں ان کو اپنی طرف توجہ دلاتا ہوں۔

چنانچہ اس وقت میری زبان پر جو فقرہ جاری ہوا وہ یہ ہے۔

وَ اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِیْلُہٗ وَ خَلِیْفَتُہٗ

اور مَیں بھی مسیح موعود ہوں یعنی اس کا مثیل اور اس کا خلیفہ ہوں۔ تب خواب میں ہی مجھ پر ایک رعشہ کی سی حالت طاری ہوجاتی ہے اور مَیں کہتا ہوں کہ میری زبان پر کیا جاری ہوا۔ اور اس کا کیا مطلب ہے کہ مَیں مسیح موعود ہوں۔ اس وقت معاً میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ اس کے آگے جو الفاظ ہیں کہ مثیلہٗ میں اس کا نظیر ہوں و خلیفتہٗ اور اس کا خلیفہ ہوں۔ یہ الفاظ اس سوال کو حل کر دیتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کہ وہ حُسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ اس کے مطابق اور اسے پورا کرنے کے لیے یہ فقرہ میری زبان پر جاری ہوا ہے اور مطلب یہ ہے کہ اس کا مثیل ہونے اور اس کا خلیفہ ہونے کے لحاظ سے ایک رنگ میں مَیں بھی مسیح موعودؑ ہی ہوں۔ کیونکہ جو کسی کا نظیر ہوگا اور اس کے اخلاق کو اپنے اندر لے لے گا۔ وہ ایک رنگ میں اس کا نام پانے کا مستحق بھی ہوگا۔

پھر مَیں تقریر کرتے ہوئے کہتا ہوں مَیں وہ ہوں جس کے ظہور کے لئے انیس سو سال سے کنواریاں منتظر بیٹھی تھیں۔ اور جب میں کہتا ہوں ”میں وہ ہوں جس کے لئے انیس سو سال سے کنواریاں اس سمندر کے کنارے پر انتظار کر رہی تھیں“۔ تو مَیں نے دیکھا کہ کچھ نوجوان عورتیں۔ جو سات یا نو ہیں۔ جن کے لباس صاف ستھرے ہیں دَوڑتی ہوئی میری طرف آتی ہیں۔ مجھے السلام علیکم کہتیں اور ان میں سے بعض برکت حاصل کرنے کے لئے میری کپڑوں پر ہاتھ پھیرتی جاتی ہیں اور کہتی ہیں ”ہاں ہاں ہم تصدیق کرتی ہیں کہ ہم انیس سو سال سے آپ کا انتظار کر رہی تھیں“۔ اس کے بعد مَیں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ مَیں وہ ہوں جسے علوم اسلام اور علوم عربی اور اس زبان کا فلسفہ ماں کی گود میں اس کی دونوں چھاتیوں سے دودھ کے ساتھ پلائے گئے تھے۔ رؤیا میں جو ایک سابق پیشگوئی کی طرف مجھے توجہ دلائی گئی تھی۔ اس میں یہ بھی خبر تھی کہ جب وہ موعود بھاگے گا۔ تو ایک ایسے علاقہ میں پہنچے گا جہاں ایک جھیل ہوگی اور جب وہ اُس جھیل کو پار کر کے دوسری طرف جائے گا تو وہاں ایک قوم ہوگی جس کو وہ تبلیغ کرے گا اور وہ اس تبلیغ سے متاثر ہو کر مسلمان ہوجائے گی۔ تب وہ دشمن جس سے وہ موعود بھاگے گا۔ اس قوم سے مطالبہ کرے گا کہ اس شخص کو ہمارے حوالے کیا جائے مگر وہ قوم انکار کر دے گی۔ اور کہے گی ہم لڑ کر مر جائیں گے مگر اسے تمہارے حوالے نہیں کریں گے۔ چنانچہ خواب میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ جرمن قوم کی طرف سے یہ مطالبہ ہوتا ہے کہ تم ان کو ہمارے حوالے کر دو۔ اس وقت مَیں خواب میں کہتا ہوں یہ تو بہت تھوڑے ہیں اور دشمن بہت زیادہ ہے مگر وہ قوم باوجود اس کے کہ ابھی ایک حصہ اس کا ایمان نہیں لایا۔ بڑے زور سے اعلان کرتی ہے کہ ہم ہرگز ان کو تمہارے حوالے کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہم لڑ کر فنا ہوجائیں گے مگر تمہارے اس مطالبہ کو تسلیم نہیں کریں گے۔ تب مَیں کہتا ہوں۔ دیکھو وہ پیشگوئی بھی پوری ہوگئی۔

اس کے بعد میں پھر ان کو ہدایتیں دے کر اور بار بار توحید قبول کرنے پر زور دے کر اور اسلامی تعلیم کے مطابق زندگی بسر کرنے کی تلقین کر کے آگے کسی اور مقام کی طرف روانہ ہو گیا ہوں۔ اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ اس قوم میں سے اور لوگ بھی جلدی جلدی ایمان لانے والے ہیں۔ چنانچہ اسی لئے مَیں اس شخص سے جسے مَیں نے اُس قوم میں اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے کہتا ہوں۔ جب مَیں واپس آؤں گا تو اے عبدالشکور میں دیکھوں گا کہ تیری قوم شرک چھوڑ چکی ہے۔ موحّد ہو چکی ہے اور اسلام کے تمام احکام پر کاربند ہو چکی ہے“۔

(سوانح فضل عمر جلد3، صفحہ 371-364۔ الفضل یکم فروری 1944ء)

تبادلے اور تقرر

مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی اطلاع دیتے ہیں کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل مبلغین کا بیرون از جرمنی تقرر فرمایا ہے۔

1۔ مکرم منیر احمد منور صاحب، مربی سلسلہ واستاد جامعہ احمدیہ جرمنی کو 18 ستمبر 2020ء سے بطور مبلغ انچارج سوئٹزرلینڈ

2۔ مکرم اشرف ضیاء صاحب مربی سلسلہ آخن جرمنی کو 16 اکتوبر 2020ء سے بطور نیشنل صدر اور مبلغ انچارج آسٹریا

3۔ مکرم فائز احمد خان صاحب مربی سلسلہ اوزنگن کو 21 ستمبر 2020ء سے مبلغ سلسلہ سوئٹزرلینڈ

نیز مکرم محمد الیاس مجوکہ صاحب جنرل سیکرٹری جماعت جرمنی اطلاع دیتے ہیں کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل منظوریاں عطا فرمائی ہیں۔

1۔ مکرم طاہر احمد صاحب مربی سلسلہ
سیکرٹری تربیت جرمنی

2۔ مکرم عدیل احمد عباسی صاحب
ایڈیشنل سیکرٹری امورِ عامہ (اسائیلم)

3۔ مکرم مبارک احمد تنویر صاحب مربی سلسلہ
نیشنل سیکرٹری رشتہ ناطہ (Mitte)
(شعبہ تصنیف بھی بدستور انہی کے پاس رہے گا)

4۔ مکرم نفیس احمد عتیق صاحب مربی سلسلہ
ممبر اپیل قضاء بورڈ

اللہ تعالیٰ یہ سب تقرر اور تبادلے بابرکت فرمائے اور سب کو بہترین رنگ میں خدمتِ دین کی توفیق سے سرفراز فرمائے، آمین۔

ہجری شمسی کیلنڈر کا مہینہ

تبلیغ

مکرم مولانا محمد رئیس طاہر صاحب۔ مربی سلسلہ

قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے کہ

اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَ الۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَ جَادِلۡہُمۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ (النحل:126)

یعنی کفار کو اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت یعنی عقل اور خوبصورت نصیحت کے ذریعہ تبلیغ کر اور کفار کے ساتھ بڑے اچھے اور نیک طریق سے مباحثہ کر۔

پھر فرمایا:

یَاۤ اَیُّہَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ وَ اِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَہٗ وَ اللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ:68)

یعنی اے رسول جو کچھ تیرے رب نے تیری طرف اتارا ہے اسے لوگوں تک پہنچا دے۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تو نے رسالت کا حق ادا نہیں کیا۔ اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔

پیغام کو پھیلانے کے اس حکم پر عمل کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے ہر طرح سے تبلیغ کی۔ کبھی خانہ کعبہ میں جا کر لوگوں کو تبلیغ کی، کبھی لوگوں کو دعوت پر بلا کر تبلیغ کی، کبھی صفا پر بلا کر سب کو اکٹھا کر کے تبلیغ کی، کبھی انفرادی تبلیغ کی، کبھی اجتماعی تبلیغ کی، کبھی سفر پر آنے والوں کو تبلیغ کی، کبھی تبلیغ کے لئے سفر کئے، کبھی تبلیغ کے لئے مبلغ بھجوائے، کبھی تبلیغ کے لئے خطوط بھجوائے، مشکل میں بھی تبلیغ کی اور جہاں تکلیف دی گئی وہاں بھی تبلیغ کی۔ اور سب سے بڑھ کر لوگوں کی ہدایت کے لئے دن رات رو رو کر اور تڑپ تڑپ کر اس طرح دعائیں کیں کہ خدائے عرش پکار اٹھا کہ

لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفۡسَکَ اَلَّا یَکُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِیۡنَ

یعنی کیا آپ ان لوگوں کے ایمان لانے کی خاطر اپنے آپ کو ہلاک کر لیں گے۔

اس راہ میں آنحضرت ﷺ کو بے شمار ابتلاء بھی پیش آئے جو جسمانی ایذاء رسانی کی صورت میں بھی تھے اور جذباتی بھی۔ مالی اور معاشرتی طور پر مختلف لالچ دیئے گئے مگر آپؐ کا جواب یہی تھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے شرک کے دور کرنے کے واسطے مامور کیا ہے جو تکلیف تم دینی چاہتے ہو دے لو، دنیا کی کوئی ترغیب اور خوف مجھے اس مشن سے ہٹا نہیں سکتا۔ اس کی تفصیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں بیان فرمائی ہے:

''کفار مکہ نے آنحضرت ﷺ کے سامنے دنیا کی ساری نعمتیں اور عزتیں پیش کیں۔ مال و دولت، سلطنت، عورتیں۔ اور کہا کہ آپؐ ہمارے بتوں کی مذمت نہ کریں۔ اور یہ توحید کا مذہب پیش نہ کریں۔ اس خیال کو جانے دیں۔ وہ دنیادار تھے۔ ان کی نظر دنیا کی فانی اور بے حقیقت لذتوں سے پرے نہ جا سکتی تھی۔ انہوں نے سمجھا کہ نیا دین انہیں اغراض کے لئے ہوگا مگر آپؐ نے ان ساری باتوں کو رد کر دیا۔ اور کہا کہ اگر دائیں بائیں آفتاب اور ماہتاب بھی لا کر رکھ دو تب بھی میں اس کو نہیں چھوڑ سکتا۔ پھر اس کے بالمقابل انہوں نے آپ ﷺ کو وہ تکالیف پہنچائیں جن کا نمونہ کسی دوسرے شخص کی تکالیف میں نظر نہیں آتا۔ لیکن آپؐ نے ان تکالیف کو بڑی لذت اور سرور سے منظور کیا۔ مگر اس راہ کو نہ چھوڑا۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 351)

تاہم صلح حدیبیہ کے سفر سے واپسی پر مدینہ تشریف لے آنے کے بعد جب پُر تشدد مخالفانہ کوششوں میں کمی ہونے کے نتیجہ میں امن وسکون میسر آیا تو آپؐ نے یہ ارادہ کیا کہ آپؐ اپنی تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچائیں۔ بعض صحابہؓ نے عرض کی کہ بادشاہ بغیر مہر کے خط نہیں لیتے۔ اِس پر آپؐ نے ایک مہر بنوائی جس پر ''محمد رسول اللہ'' کے الفاظ اس طرح کھدوائے کہ سب سے اوپر ''اللہ'' پھر ''رسول'' اور پھر نیچے ''محمد'' کا لفظ لکھوایا۔

محرم 629ء میں رسول کریم ﷺ کے خطوط لے کر مختلف صحابہ مختلف ممالک کی طرف روانہ ہوگئے۔ ان میں سے ایک خط قیصر روم کے نام تھا۔ قیصر روم کا خط حضرت دحیہ کلبیؓ کے ہاتھ بھیجا گیا اور آپؐ نے اُنہیں ہدایت کی تھی کہ پہلے وہ بصرہ کے گورنر کے پاس جائیں جو نسلاً عرب تھا اور اس کی معرفت قیصر کو خط پہنچائیں۔ جب دحیہ کلبیؓ گورنر بصرہ کے پاس خط لے کر پہنچے تو اتفاقاً اُنہی دنوں قیصر شام کے دورہ پر آیا ہوا تھا۔ چنانچہ گورنر بصرہ نے دحیہؓ کو اس کے پاس بھجوا دیا۔ دربار کے افسروں نے اُن سے کہا کہ قیصر کی خدمت میں حاضر ہونے والے ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ قیصر کو سجدہ کرے۔ حضرت دحیہؓ نے انکار کیا اور کہا کہ ہم مسلمان کسی انسان کو سجدہ نہیں کرتے چنانچہ بغیر سجدہ کرنے کے آپؓ اُس کے سامنے گئے اور خط پیش کیا۔ بادشاہ نے ترجمان سے خط پڑھوایا اور پھر حکم دیا کہ کوئی عرب کا قافلہ آیا ہو تو اُن لوگوں کو پیش کرو تا کہ میں اس شخص کے حالات اُن سے دریافت کروں۔ اتفاقاً ابوسفیان ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ اُس وقت وہاں آیا ہوا تھا۔ دربار کے

افسر ابوسفیان کو بادشاہ کی خدمت میں لے گئے۔ وہاں وہ مشہور واقعہ ہوا جس میں ہرقل اور ابوسفیان کے درمیان مکالمہ ہوا۔ جس پر قیصر نے کہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ نبوت کے دعویٰ میں سچا ہے اور میرا خود یہ خیال تھا کہ اس زمانہ میں ''وہ نبی'' آنے والا ہے، مگر میرا یہ خیال نہیں تھا کہ وہ عربوں میں پیدا ہونے والا ہے۔ جب یہ خط بادشاہ کے سامنے پیش ہوا تو درباریوں میں سے بعض نے کہا کہ اس خط کو پھاڑ کر پھینک دینا چاہئے مگر بادشاہ نے ایسا نہ کیا۔ روم کی حکومت میں رسول اللہ ﷺ کا خط بہت دیر تک محفوظ رہا۔

رسول کریم ﷺ نے ایک خط فارس کے بادشاہ کی طرف لکھا تھا وہ عبداللہ بن حذافہ کی معرفت بھجوایا گیا تھا۔عبداللہ بن حذافہؓ کہتے ہیں کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کا خط کسریٰ کو دیا۔ جب ترجمان نے اس کا ترجمہ پڑھ کر سنایا تو کسریٰ نے غصہ سے خط پھاڑ دیا۔ جب یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو ملی تو آپؐ نے فرمایا۔ کسریٰ نے جو کچھ ہمارے خط کے ساتھ کیا خدا تعالیٰ اس کی بادشاہت کے ساتھ بھی ایسا ہی کرے گا۔ کسریٰ نے اپنے یمن کے گورنر کو آپؐ کو گرفتار کرنے کا کہا۔ جب اس کے آدمی گرفتاری کے لئے مدینہ آئے تو رسول کریم ﷺ نے اُن کی بات سن کر فرمایا۔ اچھا کل پھر تم مجھ سے ملنا۔ اگلے دن صبح رسول اللہ ﷺ نے اُن کو بلایا اور گورنر یمن باذان کی طرف خط لکھا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ کسریٰ فلاں تاریخ اور فلاں مہینے کو قتل کر دیا جائے گا۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد گورنر کو ایران کے بادشاہ کا ایک خط آیا۔ جب اس نے خط کھولا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ باذان گورنر یمن کی طرف ایران کے کسریٰ شیرویہ کی طرف سے یہ خط لکھا جاتا ہے۔ میں نے اپنے باپ سابق کسریٰ کو قتل کر دیا ہے اور میرے باپ نے جو عرب کے ایک نبی کی گرفتاری کا حکم تم کو بھجوایا تھا اُس کو منسوخ سمجھو۔ یہ خط پڑھ کر باذان اتنا متاثر ہوا کہ اُسی وقت وہ اور اس کے کئی ساتھی اسلام لے آئے۔

تیسرا خط آپؐ نے نجاشی کے نام لکھا جو عمرو بن اُمیہ ضمریؓ کے ہاتھ بھجوایا تھا۔ جب یہ خط نجاشی کو پہنچا تو اُس نے بڑے ادب سے اس خط کو اپنی آنکھوں سے لگایا اور ہاتھی دانت کے ڈبہ میں رکھ دیا اور کہا کہ جب تک یہ خط محفوظ رہے گا حبشہ کی حکومت بھی محفوظ رہے گی۔ چنانچہ ایک ہزار سال تک اس خاندان کی حکومت محفوظ رہی۔

چوتھا خط آپؐ نے مقوقس بادشاہ مصر کی طرف لکھا تھا اور یہ خط حاطب بن ابی بلتعہؓ کی معرفت آپؐ نے بھجوایا۔ اس نے ایک ڈبیہ ہاتھی دانت کی منگوائی اور اُس میں رسول اللہ ﷺ کا خط رکھ دیا اور ایک ہزار پونڈ، پانچ جوڑے خلعت اور دو مصری لڑکیاں آپؐ کے لئے تحفہ کے طور پر بھجوائیں۔

پانچواں خط آپؐ نے منذر تیمی رئیس بحرین کی طرف بھجوایا تھا۔ یہ خط علاء ابن حضرمیؓ کے ہاتھ بھجوایا گیا تھا۔ اس کے علاوہ آپؐ نے عمان کے بادشاہ، یمامہ کے سردار، غسان کے بادشاہ، یمن کے قبیلہ بنی نہد کے سردار، یمن کے قبیلہ ہمدان کے سردار، بنی علیم کے سردار اور حضرمی قبیلہ کے سردار کی طرف بھی خطوط بھجوائے۔ جن میں سے اکثر لوگ مسلمان ہوگئے۔ بعضوں نے ادب اور احترام کے ساتھ خط تو قبول کر لئے لیکن اسلام نہ لائے۔ بعضوں نے معمولی شرافت دکھائی اور بعضوں نے خود پسندی اور کبر کا نمونہ دکھایا لیکن اِس میں بھی کوئی شبہ نہیں اور دنیا کی تاریخ اس پر شاہد ہے کہ اُن میں سے ہر بادشاہ اور قوم کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کیا گیا جیسا کہ اُس نے رسول اللہ ﷺ کے خطوں کے ساتھ معاملہ کیا تھا۔

اس طرح سے آپؐ نے تبلیغ اسلام کے لئے یہ ذریعہ استعمال فرمایا جس کے نتیجہ میں دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں اور ملکوں تک اِسلام کا پیغام پہنچا۔ یہ عظیم الشان واقعہ شمسی تقویم کے اعتبار سے ماہ فروری میں ہوا تھا، اسی وجہ سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ہجری شمسی تقویم میں اس مہینہ کا نام ماہ تبلیغ رکھا۔

محمودؔ کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار

غم اپنے دوستوں کا بھی کھانا پڑے ہمیں
اغیار کا بھی بوجھ اٹھانا پڑے ہمیں

اُس زندگی سے موت ہی بہتر ہے اے خدا
جس میں کہ تیرا نام چھپانا پڑے ہمیں

منبر پہ چڑھ کے غیر کہے اپنا مدعا
سینہ میں اپنے جوش دبانا پڑے ہمیں

یہ کیسا عدل ہے کہ کریں اَور، ہم بھریں
اغیار کا بھی قضیہ چکانا پڑے ہمیں

سن مدعی نہ بات بڑھا تا نہ ہو یہ بات
کوچہ میں اس کے شور مچانا پڑے ہمیں

اتنا نہ دور کر کہ کٹے رشتۂ وداد
سینہ سے اپنے غیر لگانا پڑے ہمیں

پھیلائیں گے صداقتِ اسلام کچھ بھی ہو
جائیں گے ہم جہاں بھی کہ جانا پڑے ہمیں

پروا نہیں جو ہاتھ سے اپنے ہی اپنا آپ
حرفِ غلط کی طرح مِٹانا پڑے ہمیں

محمودؔ کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار
روئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں

(اخبار الفضل جلد 7۔ 29 اپریل 1920ء)

روئے زمیں کو ہلا دینے والا جذبۂ تبلیغ

(محمد انیس دیالگڑھی۔ جرمنی)

سوا صدی سے زائد کا عرصہ گذرا کہ ایک اولوالعزم انسان عظیم الشان خدائی پیشگوئیوں کے مطابق اس دنیا میں آیا اور ان تمام پیشگوئیوں کا مصداق بن کر مصلح موعود کہلایا۔ آدھی صدی سے زائد وہ منصب خلافت پر متمکن رہا اور ایسے محیّر العقول منصوبے جاری کیے جن کا تصور اس وقت بھی محال تھا اور آج بھی۔ اس آسمانی مصلح نے ان آسمانی منصوبوں کو زمین پر جاری کیا اور آج وہی منصوبے ایک پھل دار، سایہ دار اور چھتنار درخت کی طرح ساری دنیا پر محیط ہیں۔ اس مصلح موعود یعنی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی ساری زندگی خدا کے دین کی اشاعت و تبلیغ سے عبارت تھی اور یہی اس کی زندگی کا مقصد تھا۔ یہ سارے منصوبے بھی اسی غرض سے جاری کئے گئے۔ تبلیغ اسلام کی جوت اور شمع ہمیشہ اس کے سینے میں روشن رہی جس سے ہزاروں لاکھوں چراغ روشن ہوئے جن کی ضیاء دن بدن بڑھتی چلی جارہی ہے اور وہ دن دور نہیں جب دنیا قرآنی پیشگوئی کا نظارہ پورا ہوتے دیکھے گی کہ

وَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے اسی غیر معمولی جذبہ تبلیغ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ لکھتے ہیں:

'اُن پاک جذبات میں سے جنہوں نے ابتداء سے آپ کے اندر نشو نما پائی، ایک جذبہ تبلیغ تھا اور ساتھ ہی اُس کے یہ اُمنگ کہ نہ صرف خود اس کام میں حصہ لیں بلکہ دوسروں کو بھی اس خدمت کے لئے تیار کریں جس طرح ایک ملک کے خیر خواہ اور قوم کے بہی خواہ لیڈر میں یہ تڑپ ہوتی ہے کہ اپنی گری ہوئی قوم کو ترقی کے اعلیٰ مقام پر پہنچانے کے لئے اور اپنے دشمنوں سے گھرے ہوئے ملک کو حملہ آوروں کی دست برد سے محفوظ رکھنے کے لئے اور اپنے ہاتھ سے نکلے ہوئے علاقہ کو دوبارہ فتح کرنے کے لئے اور دنیا میں اپنی قوم کی حکومت کو مستحکم

اور مضبوط کرنے کے لئے ایک فوج تیار کرے۔ اور اس فوج میں اپنی قوم کے نوجوانوں کو بھرتی ہونے کے لئے تحریک کرے اور بھرتی ہونے والوں کو قواعد جنگ کی تعلیم دے اور ان کو ضروری اسلحہ سے مسلح کرے۔ یہی جذبہ لڑکپن کے زمانہ میں آپ کے سینہ میں موجزن تھا۔(بحوالہ سوانح فضل عمر جلد اوّل صفحہ 241)

یعنی اوائل عمری سے ہی تبلیغ کا جذبہ اور جنون آپ کی رَگ وپے میں موجزن تھا اور ہر دم دینِ اسلام کی اشاعت کی فکر آپ کو لاحق تھی۔

دیکھ لینا ایک دن خواہش بَر آئے گی مِری
میرا ہر ذرہ محمدؐ پر فدا ہو جائے گا

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مختلف مقامات پر جو تبلیغی یا تربیتی اجلاس ہوتے حضورؓ کی ہدایت پر آپؓ ان میں شامل ہوتے۔ اس ضمن میں آپ نے اندرونِ ملک بے شمار سفر کئے جن میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

1909ء میں آپؓ حضرت اُم المومنینؓ کے ساتھ دہلی تشریف لے گئے۔ آپؓ نے اس سفر کے تبلیغی حالات الحکم میں شائع کروائے جو بڑے دلچسپ اور معلومات افزا تھے۔ دہلی میں آپ کے دو لیکچر ہوئے۔ ایک کا موضوع ''اسلام اور آریہ مذہب'' اور دوسرے کا ''اسلام اور عیسائیت'' تھا۔ دونوں لیکچروں میں دہلی کے معززین کی ایک کثیر تعداد شامل ہوئی۔ ایک جلسہ کی صدارت جناب خواجہ حسن نظامی نے کی۔ قیامِ دہلی کے دوران ہی آپؓ لاہور جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تشریف لے گئے اور پھر دہلی آ گئے۔ اور پھر کچھ دن قیام کے بعد جماعت احمدیہ قصور کے جلسہ میں شرکت کے لئے گئے۔ اور پھر واپس دہلی آ کر ایک روح پرور لیکچر دیا۔ دہلی سے واپسی کے وقت آپؓ نے یہ دعا کی کہ ''خدا وہ دن لائے کہ اس شہر کو بھی خدا ہدایت دے اور اس مٹی سے پھر کسی دن اس قسم کے برگزیدہ لوگ پیدا ہوں جن کے مزار بکثرت وہاں پائے جاتے ہیں''۔(الحکم 7 مئی 1909ء)

1911ء میں آپؓ ڈلہوزی تشریف لے گئے۔ یہ سفر بحالیِ صحت کی غرض سے ایک تفریحی سفر تھا لیکن اس سفر میں بھی آپؓ نے تبلیغِ حق کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ وہاں ایک پادری جس کا نام ینگسن تھا اس سے آپؓ کی بہت دلچسپ گفتگو ہوئی جس کی تفصیل ''پہاڑی وعظ'' کے نام سے 1911ء کے رسالہ تشحیذ الاذہان جلد 6 نمبر 8 میں شائع کی گئی۔ اس کے بعد بھی آپؓ نے ہندوستان کے طول وعرض میں بے شمار سفر اختیار کئے اور ہر سفر میں آپؓ کی یہی کوشش رہی کہ کسی طرح کوئی روح ہدایت پا جائے۔

3 اپریل 1912ء کو آپؓ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی ہدایت پر ایک وفد کے ساتھ ایک لمبے سفر پر روانہ ہو کر امرتسر کے رستے ہردوار سے ہوتے ہوئے لکھنؤ پہنچے۔ وہاں خود بھی تبلیغ کی اور خطبہ جمعہ میں بھی احباب جماعت کو سلسلہ احمدیہ کی تبلیغ کی تحریک فرمائی۔ اسی سفر میں دار العلوم ندوہ بھی دیکھا اور ان کی خواہش پر ان کے ایک جلسہ میں بھی شامل ہوئے۔ قیصر باغ لکھنؤ کی بارہ دری واجد علی شاہ میں آپؓ نے ایک کامیاب لیکچر دیا۔ وہاں سے بنارس گئے جہاں چار لیکچر دیئے اور جماعت کا لٹریچر بھی تقسیم کیا۔ بنارس سے کانپور پہنچے۔ 18 اپریل کی شام کو کانپور میں ایک پبلک لیکچر طلائی محل کے میدان میں ہوا۔ لیکچر کے وقت لوگوں کا ہجوم اُمڈ آیا۔ اڑھائی ہزار کے قریب مجمع تھا۔ تقریباً ڈھائی گھنٹے لیکچر دیا۔ جس کے بعد سامعین نے باآواز بلند کہا کہ وہ آپؓ سے مصافحہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہاں سے روانہ ہو کر آپؓ شاہ جہانپور پہنچے اور حضرت حافظ سید مختار احمد شاہجہانپوریؓ صاحب کے مکان پر قیام فرمایا۔ یہاں بھی آپؓ نے خطاب فرمایا۔ خطاب ایسا پُر اثر اور وجد آفرین تھا کہ مولوی سراج دین خانپوری نے اس کی فوری اشاعت کی تحریک کی اور اپنی طرف سے رقم بھی پیش کی۔ 20 اپریل کو یہ وفد رامپور پہنچا اور رامپور سے امروہہ پہنچا۔ وہاں بھی آپ نے مختصر تقریر کی۔ پھر دہلی اور دیوبند پہنچے۔ دیوبند سے سہارنپور، اور 28 اپریل 1912ء کو واپس قادیان پہنچے۔ واپسی پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے بڑی خوشی کا اظہار فرمایا اور بہت تپاک سے ملے اور اگلے دن پورے وفد کے اعزاز میں ضیافت کا اہتمام فرمایا۔(سوانح فضل عمر جلد اوّل صفحہ 269)

یہ تو چند سفروں کی روداد ہے۔ ایسے سینکڑوں بلکہ ہزاروں سفر آپ نے کئے اور ہر طرف دعوتِ اسلام کا تیر چلایا۔ یہ تو خلافت سے قبل کی باتیں ہیں۔ آپؓ کے خلیفہ مقرر ہونے کے بعد تو یوں لگتا ہے کہ ایک بَند ٹوٹ گیا اور تبلیغ اسلام کا ایک ایسا ریلا بہہ نکلا جس کو غیروں نے بھی محسوس کیا۔ لہٰذا مخالفت بھی بڑھ گئی اور مخالفین بھی اپنے تمام تر ہتھیاروں کے ساتھ میدان میں اُتر آئے مگر آج اُن کا نام تک نہیں ملتا۔ اگر کہیں ملتا ہے تو جماعت کے لٹریچر میں ہی کہ کس طرح انہوں نے جماعت کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور دن رات ایک کیے مگر اُس آسمانی مصلح کے مقابلہ میں ناکام و نامراد اور خائب وخاسر رہے۔ تبلیغی منصوبہ بندی، تبلیغی سفر اور دورے، مبلغین کی تیاری، تبلیغی لیکچر، تبلیغی لٹریچر اور کامیاب مناظرے حضرت مصلح موعودؓ کے دور کے عظیم الشان کارنامے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ نے مجلس مشاورت 1932ء کو نظارت دعوت وتبلیغ کی تجویز کو منظور کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر سال دو یوم تبلیغ منائے جائیں۔ جن میں سے ایک خالصتاً غیر احمدیوں میں اشاعت کے لئے مخصوص ہو اور دوسرا غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے ہو۔ چنانچہ اس یوم التبلیغ کے تحت ایک تاریخ کا اعلان کر دیا جاتا اور پورے ملک بلکہ پوری دنیا میں زور وشور سے تبلیغ کی جاتی۔ یوم التبلیغ کے اعلان کے ساتھ الفضل میں یہ اعلان بھی شائع ہوتا کہ جماعتوں کو کس لٹریچر کی کس قدر ضرورت ہے۔ اور پھر مطلوبہ لٹریچر جماعتوں کو مہیا کیا جاتا۔ ان یوم التبلیغ کی تعداد بعد میں بہت بڑھ گئی۔ یہ دن اس قدر شدت اور جوش وخروش سے منایا جاتا کہ ایسا لگتا کہ سارے احمدی سارے کام چھوڑ کر دعوت الیٰ اللہ میں مصروف ہیں۔ ایک یوم التبلیغ کے موقع پر آریہ کے اخبار 'پرکاش' نے 28 جنوری 1934ء کے شمارہ میں لکھا کہ

''امسال قادیانی مرزائیوں کے خلیفہ صاحب نے 4 مارچ کا دن اس لئے مقرر کیا کہ ان کے سر پھرے میرزائی چیلے غیر مسلم اقوام میں مرزائیت کی تبلیغ کرسکیں اور ان کو تپت کرسکیں۔ پیشتر اس کے کہ مرزائی کسی دوسرے

غیرمسلم کے پاس جائیں ہم ان کو کھلے بندوں دعوت دیتے ہیں کہ وہ ویدک دھرمیوں کو اپنی مسجد میں وعظ کی اجازت دیں“۔

اس پر الفضل 4 فروری 1934ء نے ان کی اس دعوت کو قبول کرتے ہوئے لکھا کہ اسے ہم قبول کرتے ہوئے اس کی منظوری کا اعلان کرتے ہیں بلکہ خود دعوت دیتے ہیں کہ وہ یہاں آکر ہماری جس مسجد میں چاہے وعظ کرے یا اگر یہاں نہ آسکے تو لاہور کی مسجد میں وہ ایسا کرسکتا ہے اور دیگر مقامات کے ویدک دھرمی بھی اپنے اپنے ہاں کی مساجد میں جاکر وعظ کرسکتے ہیں۔ مگر ان میں اتنی ہمت کہاں تھی۔ اس کے لئے یہ ایمان اور یقین ہونا ضروری ہے کہ جس راہ کی طرف میں بلا رہا ہوں وہی درست ہے اور اپنے خالق کی طرف لے جانے والی راہ ہے اور جس خدا کی طرف بلا رہا ہوں وہی میرا اجر ہے۔

پلکوں پر جو نور سحر تھا
اس سے تاریکی کو ڈر تھا

ان میں سے ایک یوم التبلیغ کی رپورٹ دیتے ہوئے اخبار الفضل لکھتا ہے کہ ایک دن کی رپورٹ کے مطابق ایک لاکھ بہتر ہزار چھ سو نوّے ٹریکٹ صرف ہندوستان میں تقسیم کئے گئے۔ اور ایک لاکھ ستائیس ہزار چار سو چوالیس نفوس کو تبلیغ کی گئی اور صرف ایک یوم التبلیغ میں بارہ سو چھ عیسائی مسلمان ہوئے۔

ان یوم التبلیغ کی رپورٹس اور بیعتوں کی تعداد الفضل میں باقاعدگی سے شائع ہوتی جس سے پتہ چلتا ہے کہ کس جوش وخروش سے ان دِنوں تبلیغ کی جاتی تھی اور صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ لندن، امریکہ، انڈونیشیا، آسٹریلیا، افریقہ، لبنان، فلسطین اور شام میں ہونے والی تبلیغ کی رپورٹس بھی الفضل اخبار کی زینت بنتیں۔ مرد تو مرد خواتین بھی اس کارِخیر میں کسی سے پیچھے نہ تھیں۔

20 فروری 1934ء کے الفضل میں حضرت سیدہ اُمِّ طاہرؓ کی جانب سے ایک رپورٹ شائع ہوئی جس میں آپ تحریر فرماتی ہیں کہ

”لجنہ کو خدا کے فضل سے تبلیغی کام کی طرف خاص توجہ ہے اور ممبرات اپنے اپنے حلقہ میں تبلیغ کا کام کرتی رہتی ہیں۔ سال زیرِ رپورٹ میں حسبِ دستور سیرت النبی ﷺ کا جلسہ قادیان میں زیرِ اہتمام لجنہ منعقد ہوا۔ اور خدا کے فضل سے بہت کامیاب رہا۔ حاضرات کی تعداد جن میں غیر مسلم عورتیں بھی کثرت سے شامل تھیں۔ سات آٹھ سو کے قریب تھی۔ یوم التبلیغ میں بھی لجنہ نے خاص طور پر حصہ لیا۔ ہندو اور سکھ خواتین کے ہاں جانے کے علاوہ اچھوت کہلانے والی قوم کے محلہ میں بھی ممبرات اور دوسری بہنوں نے جا کر انفرادی طور پر تبلیغ کی۔ جس کے نتیجہ میں خدا کے فضل سے بہت سی عورتوں نے اسلام قبول کیا۔ اور کئی غیر احمدی عورتوں نے بیعت کی، فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

حضرت مصلح موعودؓ نے تبلیغ کی روح اس طرح سے احمدیوں میں پھونک دی تھی کہ ان میں سے بہت سے اپنی زندگیاں وقف کر کے ہر تکلیف اور مصیبت کو گلے لگا کر دیوانہ وار تبلیغ کے دشت خار میں کود پڑے۔ ان میں سے کوئی افریقہ کے تپتے ریگ زاروں میں جا بسا تو کوئی روس کے سرد علاقوں میں سردی کی شدت کے ساتھ ظلم وستم کی سختیاں بھی برداشت کرتا رہا۔ کوئی یورپ کے کلیساؤں میں اَذانیں دیتا رہا اور کوئی عطر فروش بن کر یورپ کی گلیوں میں اسلام کی خوشبو بکھیرتا رہا، کوئی مشرق کو نکل گیا تو کوئی مغرب کو۔ کوئی ایسا گیا کہ پھر کبھی واپس گھر نہ گیا اور اسی خاک کو اوڑھ کر سو گیا کہ شاید کبھی کوئی یہ پوچھنے والا آجائے کہ ؏

آیا تو تھا ادھر مگر آ کر کدھر گیا

ایسے مبلغین کو روانگی کے وقت عموماً ہار پہنائے جاتے۔ ایسے ہی ایک مبلغ کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے ممتاز احمدی صحرائی صاحب اپنے ایک کالم میں لکھتے ہیں:

”تم نے مجھے پھولوں سے لاد دیا۔ میرے گلے میں پھولوں کے ہار اس کثرت سے پڑے ہیں کہ میں رنگین پھولوں کا مجسمہ بن گیا۔ میں آپ کی یہ نذرِ اخلاص قبول کرتا ہوں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ میں ایسے پھولوں کو پسند نہیں کرتا کیونکہ میرا سفر بہت لمبا ہے۔ مجھے ستاروں کی بلندی سے بھی دور جانا ہے۔ راستے میں یہ پھول مرجھا جائیں گے۔ اور ان کی خوشبو اُڑ جائے گی۔ میں وہاں جا رہا ہوں جہاں کے مکینوں کے دل میری نفرت سے بھرے ہوئے ہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ وہ میرے ساتھ کیا سلوک کریں گے۔ مجھے سنگسار ہونا پڑے گا۔ میری کمر میں خنجر گھونپ دیا جائے گا۔ تاریک قید خانوں میں بھوکا پیاسا بند رہنا پڑے گا یا کیا ہوگا۔

میں اپنے ساتھ کیا لے چلا ہوں، ان سب تکلیفوں کی برداشت کا عزم، مجھے ڈرنا نہیں چاہیے۔ میں حق کا پیام بَر ہوں وہ میری بات ضرور سنیں گے۔ کیونکہ وہ بھولے ہوئے ہیں اور اپنی فطرتی وراثت سے محروم رہے جاتے ہیں۔ جب میں ان کو دردمند دل کے ساتھ صداقت سے آگاہ کروں گا۔ تو وہ ضرور اسے حاصل کرنے کے لئے تیار ہوجائیں گے۔ جو لوگ سچ کو نہیں ڈھونڈتے سچ انہیں خود تلاش کر کے اپنی حقیقت سے آگاہ کر دیتا ہے۔ اس لئے مجھے کامیابی کی پوری امید ہے۔

فطرت کے تاریک پہلوؤں کو روشن کرنے والے اسلام کی شعاعیں دنیا کے جن حصوں تک پہنچ کر واپس لوٹی تھیں مَیں ان سے پرے تک جانے کے لئے راہیں کھول دوں گا کیا یہ مشکل ہے؟ میں تنہا ہوں! نہیں! جو کام میرے حصہ میں آیا ہے اس کے لئے تائید ونصرت۔ آسمان کی بلندیوں سے اترے گی۔ میرے ہنگامۂ عمل سے باطل کے جھنڈے گر جائیں گے اور گلشنِ اسلام میں پھر بہار آجائے گی میں ایسے پھولوں کو پسند کرتا ہوں۔

انہی کا تصور مجھے گھر سے دور لے چلا ہے

(ممتاز احمدی صحرائی۔ الفضل قادیان دارالامان 20 فروری 1934ء)

یہ وہی جذبہ تھا جو اس غلام کے آقا کے سینہ میں موجزن تھا، اسی شمع سے یہ شمع روشن ہوئی تھی اور یہ الفاظ دراصل اُسی آسمانی مصلح موعودؓ کے خیالات کی ترجمانی تھے جس کی روح کی ہر لحظہ وہر آن یہ تمنّا اور یہی خواہش تھی کہ ؎

محمود کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار
روئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں

تعارف کتب

نوید حمید

تحفۃ الندوہ

اس کتاب کا جرمن ترجمہ کرنے کی سعادت محترمہ کنول منصور صاحبہ کے حصہ میں آئی، فجزاہ اللہ تعالیٰ

تحفۃ الندوہ ایک مختصر سا رسالہ ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1902ء میں تحریر فرمایا۔ اس رسالہ کا پس منظر جاننے کے لیے ندوۃ العلماء نامی تنظیم کا تعارف ہونا ضروری ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی ترقی اور بہبودی کے لیے مختلف تنظیمیں قائم کی گئیں۔ ان میں قابل ذکر سرسید احمد خان صاحب کی علی گڑھ تحریک تھی جس کی کوششوں سے علی گڑھ کالج اور پھر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی قائم ہوئی۔ علمی اور تحقیقی کام کو فروغ دینے کے لیے لکھنؤ میں ایک تنظیم کی بنیاد رکھی گئی جسے ندوۃ العلماء کا نام دیا گیا۔ اس تنظیم کے اہم ارکان میں مولانا شبلی نعمانی اور ان کے شاگرد سید سلیمان ندوی شامل تھے۔ اس تنظیم کے مختلف شہروں میں اجلاسات ہوتے رہے۔ امرتسر میں جب 1902ء میں اجلاس ہونا قرار پایا تو اس سے ایک ہفتہ قبل ایک مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف ایک پمفلٹ شائع کر دیا جس میں اس نے دعویٰ کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسی جگہ یہ فرمایا ہے کہ ایک جھوٹا مدعی نبوت بھی اپنے دعوے کے بعد 23 سال سے زیادہ زندہ رہ سکتا ہے۔ جبکہ یہ بات سراسر جھوٹ اور بہتان پر مشتمل تھی۔ مسلمان علماء میں اس بات پر اتفاق ہے کہ کوئی جھوٹا مدعی نبوت آنحضور ﷺ کے دور نبوت سے زیادہ عرصہ تک زندہ نہیں رہ سکتا جو 23 سال پر محیط تھا۔

رسالہ تحفۃ الندوہ اسی پمفلٹ کے جواب پر مشتمل ہے حضور اقدس علیہ السلام نے اس جواب میں بالصراحت واضح فرمایا کہ اس پمفلٹ میں پیش کیا گیا دعویٰ غلط ہے اور جن جھوٹے مدعیان کی 23 سال سے زیادہ زندہ رہنے کی مثالیں دی گئیں ہیں وہ سب بے بنیاد ہیں۔ اسی طرح پمفلٹ کے مصنف نے یہ لغو مطالبہ بھی کیا کہ اگر مشاہیر علماءِ ندوہ اس پمفلٹ میں پیش کردہ دعوے کی تصدیق کر دیں تو حضرت مسیح موعودؑ کو معاذ اللہ اسی اجلاس میں توبہ کرنا ہوگی۔ اس ضمن میں حضورؑ نے تحریر فرمایا کہ مجھے ندوہ کے علماء پر حسنِ ظن نہیں لیکن اگر ان کا وفد قادیان آجائے تو حضور اقدسؑ ان کو زبانی تبلیغ کر سکتے ہیں۔

اس کتاب میں حضورؑ نے علاوہ ازیں اپنی نبوت کی حقیقت پیش کی ہے اور اس کا ظلی اور بروزی ہونے کا ذکر کیا ہے۔ نیز آپ نے واضح فرمایا کہ تمام مسلمانوں پر جن تک حضورؑ کا پیغام پہنچا حضور پر بطور امام الزماں ایمان لانا لازمی ہے ورنہ وہ خداتعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہوں گے۔

حضور اقدسؑ نے یہ رسالہ چھپوا کر اپنے صحابہ کے ایک وفد کو اتمام حجت کی غرض سے ندوہ کے جلسے میں بھجوایا۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ مذکورہ پمفلٹ ندوہ والوں کے مشورہ اور رضامندی کے بغیر ہی شائع کر دیا گیا تھا۔ بہرحال صحابہ کو ندوہ کے اجلاس میں انفرادی تبلیغ کا بہت اچھا موقع ملا اور نیز انہوں نے اس رسالہ تحفۃ الندوہ کی خوب اشاعت کی۔ اس طرح یہ واقعہ جس کا آغاز ناخوشگوار تھا بالآخر تبلیغِ احمدیت پر منتج ہوا، الحمدللہ۔

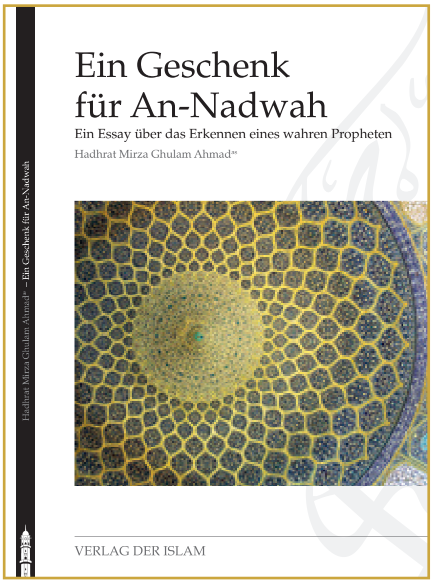

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں:

”جیسا کہ مَیں نے بار بار بیان کر دیا ہے کہ یہ کلام جو مَیں سُناتا ہوں یہ قطعی اور یقینی طور پر خدا کا کلام ہے جیسا کہ قرآن اور توریت خدا کا کلام ہے اور میں خدا کا ظلی اور بروزی طور پر نبی ہوں اور ہر ایک مسلمان کو دینی امور میں میری اطاعت واجب ہے اور مسیح موعودؑ ماننا واجب ہے اور ہر ایک جس کو میری تبلیغ پہنچ گئی ہے گو وہ مسلمان ہے مگر مجھے اپنا حَکم نہیں ٹھہراتا اور نہ مجھے مسیح موعودؑ مانتا ہے اور نہ میری وحی کو خدا کی طرف سے جانتا ہے وہ آسمان پر قابلِ مواخذہ ہے کیونکہ جس امر کو اُس نے اپنے وقت پر قبول کرنا تھا اُس کو ردّ کر دیا۔ میں صرف یہ نہیں کہتا کہ مَیں اگر جھوٹا ہوتا تو ہلاک کیا جاتا بلکہ مَیں یہ بھی کہتا ہوں کہ موسیٰ اور عیسیٰ اور داؤد اور آنحضرت صلعم کی طرح مَیں سچا ہوں اور میری تصدیق کے لئے خدا نے دس 10 ہزار سے بھی زیادہ نشان دکھلائے ہیں۔ قرآن نے میری گواہی دی ہے رسول اللہ ﷺ نے میری گواہی دی ہے۔ پہلے نبیوں نے میرے آنے کا زمانہ متعین کر دیا ہے کہ جو یہی زمانہ ہے اور قرآن بھی میرے آنے کا زمانہ متعین کرتا ہے کہ جو یہی زمانہ ہے اور میرے لئے آسمان نے بھی گواہی دی اور زمین نے بھی اور کوئی نبی نہیں جو میرے لئے گواہی نہیں دے چکا“ ... (تحفۃ الندوہ۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 95 تا 96)

مکرم قمر الزمان مرزا صاحب۔ ربوہ

”تو سچے وعدوں والا، منکر کہاں کدھر ہیں“

اشتہار 20 فروری 1886ء میں مذکور پیشگوئیوں کے ظہور کا تذکرہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب ماموریت کا دعویٰ فرمایا تو آپؑ نے دنیا بھر کے مذہبی راہنماؤں کو نشان نمائی کی دعوت دی کہ آپ میرے پاس قادیان تشریف لاویں اور زندہ خدا کے زندہ نشان اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کریں باوجود اس کے آپؑ نے قادیان آنے والوں کے لئے ماہوار اخراجات اور رہائش کی بھی پیشکش کی، مگر۔

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی اس صلائے عام کے نتیجہ میں قادیان کے آریوں نے ایک درخواست آپ کی خدمت میں اس مضمون کی پیش کی کہ آپ جو دور دراز کے بسنے والے لوگوں کو قادیان آکر نشان دیکھنے کی دعوت دیتے ہیں۔ ہم جو آپ کے ہمسایہ میں رہتے ہیں ہمیں کیوں اس سے محروم رکھا جائے، اس خیرات کو گھر سے شروع کیجئے اور پہلے ہمیں دکھایئے۔ قادیان کے آریوں کی درخواست پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے ایک ایسا نشان مانگا جو ہندوستان بھر کے تمام بڑے مذاہب سے تعلق رکھتا ہو۔ اس کے لئے الٰہی اشارہ پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جنوری 1886ء میں ہوشیارپور تشریف لے گئے جہاں آپ نے ایک الگ تھلگ مکان میں چلہ کشی کی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے آپؑ کو ایک عظیم الشان پیشگوئی سے نوازا جس کا اعلان حضور علیہ السلام نے 20 فروری 1886ء کو فرمایا اور اخبار ریاض ہند امرتسر کے ضمیمہ میں یکم مارچ 1886ء کو شائع ہوئی۔ اس اشتہار میں اگرچہ ایک پسرِ موعود کی پیدائش کی پیشگوئی تفصیل سے بیان کی گئی تھی اور اسی وجہ سے جماعت میں پیشگوئی مصلح موعودؓ کے عنوان سے معروف ہے۔ تاہم اس اشتہار کی ابتدا میں حضور علیہ السلام نے ان پیشگوئیوں کا بھی اجمالی ذکر فرمایا جو زیرِ طبع رسالہ ”سراج منیر“ میں تفصیل سے شائع کی جانی تھیں، آپؑ فرماتے ہیں:

"اب یہ رسالہ قریب الاختتام ہے اور انشاءاللہ القدیر صرف چند ہفتوں کا کام ہے اور اس رسالہ میں تین قسم کی پیش گوئیاں ہیں۔ اوّل وہ پیشگوئیاں جو خود اس احقر کی ذات سے تعلق رکھتی ہیں۔یعنی جو کچھ راحت یا رنج یا حیات یا وفات اس ناچیز سے متعلق ہے یا جو کچھ تفضلات یا انعامات الٰہیہ کا وعدہ اس ناچیز کو دیا گیا ہے، وہ ان پیشگوئیوں میں مندرج ہے۔ دوسری وہ پیشگوئیاں جو بعض احباب یا عام طور پر کسی ایک شخص یا بنی نوع سے متعلق ہیں......تیسری وہ پیشگوئیاں جو مذہب غیر کے پیشواؤں یا واعظوں یا ممبران سے تعلق رکھتی ہیں"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 98)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان پیشگوئیوں کا معین ذکر کرتے ہوئے اسی اشتہار میں تحریر فرمایا:

"جیسے منشی اندرمن صاحب مراد آبادی و پنڈت لیکھرام صاحب پشاوری وغیرہ جن کی قضا و قدر کے متعلق غالباً اس رسالے میں بقیدِ وقت و تاریخ کچھ تحریر ہوگا...... چنانچہ ہم پر خود اپنی نسبت، اپنے جدّی اقارب کی نسبت، اپنے بعض دوستوں کی نسبت، بعض اپنے فلاسفر قومی بھائیوں کی نسبت کہ گویا نجم الہند ہیں اور ایک دیسی امیر نووارِد پنجابی الاصل کی نسبت بعض متوحش خبریں جو کسی کے اِبتلاء اور کسی کی موت وفوت اِعزا اور کسی کی خود اپنی موت پر دلالت کرتی ہیں جو ان شاءاللہ القدیر بعد تصفیہ لکھی جائیں گی، منجانب اللہ منکشف ہوئی ہیں"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 100-98)

گویا اس اشتہار میں بیان شدہ مضمون ہندوستان کے چاروں بڑے مذاہب کے ساتھ تعلق رکھتی تھی۔منشی اندرمن مراد آبادی اور پنڈت لیکھرام کی نسبت سے ہندوؤں کے ساتھ، ایک دیسی نووارد پنجابی الاصل سے مراد مہاراجہ دلیپ سنگھ کی ہندوستان واپسی کی نسبت سے سکھوں اور انگریزوں کے ساتھ اور نجم الہند سے مراد سرسید احمد خان تھے،ان کی نسبت سے مسلمانوں کے ساتھ، خود اپنے متعلق مصلح موعودؓ کی پیدائش اور جماعت احمدیہ کے قیام کی نسبت سے، جدّی اقارب ان کی مخالفت اور موت فوت اور آخر کار ناکامی و نامرادی سے متعلق اور اپنے بعض دوستوں کی نسبت جو اُس وقت بہت اِخلاص محبّت اور فدائیت کا اظہار کرتے تھے، ان کے مخالف ہوجانے کے حوالہ سے۔آیئے ذرا تفصیل سے جائزہ لیں کہ اس اشتہار میں درج الہامی باتیں کس طرح پوری ہوئیں۔

ہندوؤں کے لئے حجت

پنڈت لیکھرام پشاوری حضرت مسیح موعودؑ کے مقابلہ پر آیا۔ اس نے تمسخر واستہزا اور آنحضرت ﷺ کی ذات پر گندے الزامات لگانے میں حدّ کر دی تھی یہاں تک کہ حضرت اقدسؑ کی پیشگوئی فرزند موعود کے بالمقابل اپنی طرف سے ایک پیشگوئی بھی شائع کر دی اور دعویٰ کیا کہ آپ کی ذریّت غایت درجہ تین سال تک رہے گی اور فرزند موعود کی صفات کے مقابل بھی بہت کچھ لکھا۔ گوحضرت مسیح موعودؑ نے اعلان کیا تھا کہ وہ فرزند موعود عرصہ 9سال میں پیدا ہوگا مگر لیکھرام کی متقابل پیشگوئی کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کی رحمت وغیوری نے یہ برداشت نہ کیا فرزند موعودؓ کی پیدائش میں تاخیر ہو چنانچہ لیکھرام کی مقررہ مدت (تین سال) میں ابھی ایک ماہ 8دن باقی تھے کہ 12/جنوری 1889ء کو ہی حضرت مسیح موعودؑ کو وہ رحمت کا نشان، فرزند موعود عطا فرما دیا یوں پیشگوئی کے یہ الفاظ پورے ہوئے:

"تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخر دنوں تک سرسبز رہے گی خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہوجائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا"۔ ایسا کیوں نہ ہوتا کہ اس پیشگوئی میں کہا گیا تھا کہ "وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے"۔

اس طرح سے لیکھرام کو اس کی پیشگوئی کی حقیقت بتلا دی اور اسے توبہ کرنے کا موقع فراہم کیا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے بار بار اس کو تنبیہ فرمائی مگر جب وہ باز نہ آیا تو آپؑ نے خدا تعالیٰ سے خبر پاکر اس کی موت کی پیشگوئی فرمائی اور اس کی ہلاکت کا دن تک معین کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ دن مسلمانوں کے خوشی کے دن سے ملحق ہوگا۔ چنانچہ اس کے عین مطابق لیکھرام خدا کے قہری نشان کا مورد ہو کر 6 مارچ 1897ء کو جو عید سے ملحق تھا، اس دنیا سے ناکام و نامراد کوچ کر گیا اور 20 فروری 1886ء کو کی جانے والی پیشگوئی کی صداقت پر ٹھیک "بعد گیارہ" سال مہرِ تصدیق ثبت کر گیا۔(تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 590)

ہندوؤں کے ایک اَور لیڈر منشی اندرمن مراد آبادی کے بارہ میں بھی اس اشتہار میں ذکر تھا چنانچہ نشان نمائی کے لئے اُن کے ہی مطالبہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے اخراجات دوسو روپے ماہوار کے حساب سے ایک سال کا خرچ بینک میں پیشگی جمع کروادیا گیا تھا لیکن اس کے باوجود وہ مقابلہ کے لئے نہ آئے۔

(تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 254 تا255)

سکھوں سے تعلق

ایک دیسی امیر نَووارد پنجابی الاصل کی نسبت بعض متوحش خبریں۔ اس سے پنجاب کے نامور حکمران راجہ رنجیت سنگھ کا بیٹا دلیپ سنگھ مراد ہے۔ جو 6سال کی عمر میں 18 ستمبر 1843ء کو تخت نشین ہوا۔جس کے بعد انگریزوں کے ساتھ ایک عرصہ تک جنگوں کا سلسلہ جاری رہا جس میں سکھوں کو پے در پے شکست کا سامنا رہا۔ آخر کار 29مارچ1849ء کو الحاق پنجاب کا معاہدہ طے پا گیا۔ انگریز دلیپ سنگھ کو انگلستان لے گئے حکومت نے اس کے لئے چارلاکھ پونڈ پنشن مقرر کی۔ علاوہ ازیں اسے (SUFFOLK) میں ایک بڑی جاگیر بھی دی گئی۔عمر کے آخری حصہ میں دلیپ سنگھ کا یہ احساس شدت اختیار کر گیا کہ انگریزوں نے اس کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ اس خیال سے اس نے ہندوستان میں بعض سکھ اکابرین سے خط وکتابت کی اور کئی وعدے وعید بھی ہوئے کہ ہندوستان واپسی کے لئے فضا ہموار کریں تاکہ پنجاب میں دوبارہ سکھ ریاست قائم کی جائے۔ اس سازباز کے بعد دلیپ سنگھ نے سندھیانوالہ کے سردار کو اپنا وزیراعظم بھی مقرر کر دیا اور 1885ء میں برطانیہ سے ہندوستان واپسی کے لئے نکل کھڑا ہوا۔حکومت برطانیہ بھی دلیپ سنگھ اور سکھ برادری کے خفیہ منصوبے سے آگاہ ہوچکی تھی۔ یہ صورت حال حکومتِ برطانیہ کے لئے تشویش کا باعث ہونا لازمی امر تھا، چنانچہ اس نے پنجاب میں سکھوں کے خلاف سخت اقدامات کرنے شروع کر دیئے۔مزید برآں برطانوی حکومت نے روس، ترکی اور فرانس کی حکومتوں

سے اس سلسلہ میں رابطے کئے اور دلیپ سنگھ کو ہندوستان میں داخل نہ ہونے دیا یہاں تک کہ اسے عدن سے ہی واپس بھیج دیا گیا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے پیشگوئی میں واضح طور پر فرمایا تھا کہ نَووارد پنجابی الاصل دیسی امیر باوجود مکمل تیاری اور ہندوستان میں سکھوں کی حمایت وامداد کے داخل ہندوستان نہیں ہوگا اور انگریزی حکومت سکھوں کے شورشرابے سے محفوظ رہے گی۔ بالآخر دلیپ سنگھ واپس جا کر نہایت مایوس کُن اور ہم وغم سے پُر زندگی گزارنے کے بعد 23/اکتوبر 1893ء کو پیرس کے ایک ہوٹل میں اس دنیا کو چھوڑ گیا۔ اس طرح سے 20 فروری 1886ء کے اشتہار میں دیسی نَووارد کے حوالہ سے مذکور پیشگوئی پوری ہوئی۔

عیسائیت سے تعلق

پادری سوفٹ صاحب جو سہارن پور کے عیسائی مدرسہ الٰہیات سے فارغ التحصیل ہوکر اُن دنوں گوجرانوالہ مشن کے انچارج تھے اور انہیں دوسرے پادریوں کی نسبت مسیحی دینیات پر بڑا ناز تھا۔ انہوں نے بھی حضرت اقدسؑ کی دعوتِ نشان نمائی پر بذریعہ ڈاک ایک خط لکھا اور دو شرائط رکھیں۔

شرط1۔ چھ سو روپیہ یعنی تین ماہ کی تنخواہ بطور پیشگی ہمارے پاس گوجرانوالہ بھیجی جائے اور نیز مکان وغیرہ کا انتظام حضورؑ کے ذمہ ہوگا اور اگر کسی نوع کی دقّت پیش آئے تو فوراً گوجرانوالہ کو واپس ہوجائیں گے اور جو روپیہ انہیں مل چکا ہوگا اس کی واپسی کا حضرت اقدسؑ کو استحقاق نہیں ہوگا۔

شرط2۔ الہام اور معجزہ کا ثبوت ایسا چاہیے جیسے کتاب اقلیدس میں ثبوت درج ہوتا ہے۔

حضورؑ کو یہ خط ملا تو آپؑ کو افسوس ہوا کہ حضورؑ کی زبردست سعی وجدوجہد کے باوجود عیسائیت کے علمبرداروں میں سے کوئی مردِ میدان بن کر آگے آنا نہیں چاہتا اور جس نے آگے آنے کی حامی بھری تو محض دنیا پرستی کی تکمیل اور نام ونمود کے لئے۔ بہرحال حضرت اقدسؑ مایوس نہیں ہوئے۔ آپ نے پیشگی رقم جمع کرانے کی یقین دہانی کرادی۔ خط کے آخر میں اسے خدائے کامل اور صادق کی قسم دیتے ہوئے غیرت دلائی آپ ضرور تشریف لاویں، ضرور آویں اگر وہ قسم آپ کے دل پر مؤثر نہ ہو پھر اتمام الزام کی نیت سے آپ کو حضرت مسیحؑ کی قسم ہے کہ آپ آنے میں ذرا توقف نہ کریں تا حق اور باطل میں جو فرق ہے آپ پر کھل جائے۔

غرض حضرت اقدسؑ نے پادری سوفٹ پر ہر پہلو سے اتمام حجت کر دیا، کوئی حق کا طالب ہوتا تو اس مردِ خدا کی زیارت کو دیوانہ وار چل پڑتا مگر پادری صاحب کو تو محض سستی شہرت مطلوب تھی۔ جب انہیں گوہرِ مقصود نہ ملا تو ان کی زبان پر ابدی قفل لگ گیا۔

(تلخیص از تاریخ احمدیت جلد اوّل 263-261)

اس کے بعد سیلاب کی طرح بڑھتی ہوئی عیسائیت کے پسپا ہونے کا عمل شروع ہوا جس کا اعتراف مخالفین احمدیت نے بھی کیا۔ چنانچہ نامور دیوبندی عالم مولانا اشرف علی تھانوی کا ترجمہ قرآن جو ''معجز نما کلاں قرآن شریف مترجم'' کے نام سے شائع ہوا، اس کے آغاز میں ایک طویل پیش لفظ بھی لکھا گیا۔ اس پیش لفظ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلے میں عیسائیوں کی شکست فاش کا ان الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے:

''تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہوگئے اور لیفرائے اور اس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰ جس کا تم نام جپتے ہو دوسرے انسانوں کی طرح سے فوت ہوکر دفن ہوچکے ہیں اور جس عیسیٰ کے آنے کی خبر ہے وہ میں ہوں۔ پس اگر تم سعادت مند ہو تو مجھ کو قبول کرلو۔ اس ترکیب سے اس نے لیفرائے کو اس قدر تنگ کیا کہ اس کو اپنا پیچھا چھڑانا مشکل ہوگیا اور اس ترکیب سے اس نے ہندوستان سے لے کر ولایت تک پادریوں کو شکست دے دی''۔

'جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے' ایک شدید مخالف کا یہ اعتراف اس امر کا کس قدر روشن ثبوت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس عظیم الشان پیشگوئی کو عیسائیوں کے لئے جو نشان قرار دیا تھا، وہ بھی عجب شان سے پورا ہوا۔

مسلمانوں سے تعلق

اس اشتہار میں درج الفاظ ''بعض اپنے فلاسفر قومی بھائیوں کی نسبت گویا نجم الہند ہیں'' سے مراد مسلمانانِ ہند کے ایک لیڈر سرسید احمد خان بانی علی گڑھ تحریک ہیں جنہوں نے یورپی فلسفہ کو مدّنظر رکھتے ہوئے اسلامی بنیادی عقائد کی ازسرِ نَو توضیح کرنا شروع کر دی تھی اور تفسیر احمدیہ کے نام سے قرآن مجید کی تفسیر بھی لکھی اور قرآن مجید کے معتقدات متعلقہ وحی ونبوت وجبرائیل وملائکہ اور معجزات اور استجابتِ دعا وغیرہ سے انکار کیا۔ وہ یورپ کے فلسفہ سے بہت زیادہ متاثر ہوچکے تھے، اس لئے وہ نیچر نیچر کا بہت راگ الاپنے لگے تھے جس کی وجہ سے لوگ ان کو نیچری بھی کہتے تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے سرسید احمد خاں صاحب کو دعوت دی کہ وہ مجھ سے اپنے شکوک دور کرلیں اور وحی والہام کا میں اپنی الہامی پیشگوئیوں کے نمونہ سے ثبوت دینے کو تیار ہوں۔ اگر آپ چند ہفتہ اس عاجز کی صحبت میں رہیں تو آپ کے بہت سے امور مافوق العقل بڑی آسانی سے آپ کو معقول اور ممکن دکھائی دیں گے۔ آپ کا قرآن مجید کی تعلیم کو فلسفہ موجودہ کے خیالات کے تابع کرنا اس زمانہ کے دجّالی فتنوں کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے، آپ نے مصلح کے پیرایہ میں مسلمانوں کو نقصان پہنچایا ہے۔

حضور علیہ السلام نے آئینہ کمالات اسلام میں سرسید احمد خاں کے عقائد کا محاسبہ کیا اور ان کو احسن رنگ میں توجہ دلائی۔ پھر برکات الدعا میں بڑی وضاحت کے ساتھ قبولیت دعا کا فلسفہ بیان فرمایا اور تفسیر القرآن کے اصول بیان فرمائے۔ لیکھرام کی موت سے متعلق پیشگوئی کو بطور نمونہ پیش فرمایا اور اس سے یہ یقینی اشارہ تھا کہ سرسید احمد خاں کی زندگی میں لیکھرام کی ہلاکت کی پیشگوئی پوری ہوگی، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

لیکن سرسید احمد خان نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان مخلصانہ نصائح پر کان نہ دھرا۔ چنانچہ جس قوم کی فلاح اور ترقی کے موصوف خواہاں تھے، اسی کے ہاتھوں بہت سے ہموم وغموم کا شکار ہوئے۔ کالج کمیٹی کے اکاؤنٹنٹ شام بہاری لال نے ایک لاکھ ستر ہزار روپیہ کا غبن کیا اور جیل میں ہی مرگیا۔ خود اپنے ہی بیٹے سید محمود سے، جس کی تعلیم وتربیت پر سرسید احمد خاں صاحب نے بہت محنت کی، بہت زک اُٹھائی۔ اس کو تعلیم کے لئے انگلستان لے کر

گئے، وہاں دو سال قیام کر کے اس کو تعلیم دلوائی۔ بعد میں اسے الہ آباد ہائی کورٹ میں جج بھی لگوایا۔ لیکن وہی بیٹا شراب نوشی میں اس قدر غرق ہو گیا کہ بعض ایسے فیصلے کئے کہ اسے جبری ریٹائر کر دیا گیا۔

اسی طرح سرسید احمد خاں نے اپنے بیٹے کو علی گڑھ کالج کی مجلس ٹرسٹیاں کا سیکرٹری بنانے کے لئے اس قدر تگ و دو کی کہ اپنے بہت سے رفقاء کو ناراض کر دیا اور وہ علی گڑھ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ لیکن اس سب کچھ کے بعد اس بیٹے نے اپنے محسن باپ کو گھر سے نکال دیا۔ جس پر حاجی اسماعیل خاں، سرسید صاحب کو اپنے گھر لے گئے۔

معروف سکالر میر ولایت حسن ایم اے لکھتے ہیں:

”جس وقت سید صاحب کوٹھی میں پہنچے تو سید صاحب نے ایک آہ کھینچی اور کہا ہائے افسوس ہم کو کیا معلوم تھا کہ سید محمود اس عمر میں ہم کو گھر سے نکال دیں گے ورنہ ہم کیا اس قابل نہ تھے کہ اپنے لئے ایک جھونپڑا بنا لیتے۔

(آپ بیتی: ایم اے او کالج علی گڑھ کی کہانی صفحہ 121)

سرسید کا انتقال وہیں 28 مارچ 1898ء کی شب گیارہ بجے ہوا۔ سرسید کا نوکر عظیم کہتا ہے کہ محمد احمد (سرسید احمد خان صاحب کے بڑے بیٹے، ناقل) کے ملازم سے دس روپیہ قرض لے کر تجہیز و تکفین کا سامان لے آیا ہے۔ (ایضاً صفحہ 122)

اپنے جدّی اقارب کی نسبت

اس سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے افراد ہیں۔ جب حضرت اقدسؑ نے یہ پیشگوئی شائع فرمائی تھی، اُس وقت حضورؑ کے خاندان کے افراد کی تعداد 70 کے قریب تھی۔ یہ صاحب اقتدار تھے اور حضورؑ کے شدید مخالف تھے بلکہ مخالفت میں اس حد تک بڑھے ہوئے تھے کہ یہی لیکھرام کو قادیان لائے تھے۔ دوسری طرف اُس وقت حضرت اقدسؑ اور آپ کی اہلیہ صرف دو افراد تھے۔ اللہ تعالیٰ نے چند سال میں ہی ان کے سب کبر و غرور، رعونت اور مخالفت کو ختم کر کے رکھ دیا اور خدا تعالیٰ کے بہت سے قہری نشانات کا مورد ہوئے اور جو بچ گئے انہوں نے آپ کے سایہ عافیت میں ہی پناہ حاصل کر کے زندگی کی امان پائی۔

بعض دوستوں کی نسبت

اس پیشگوئی میں حضرت مسیح موعودؑ کے ایسے دوستوں کا ذکر بھی ہے جو ان ایام میں حضرت اقدسؑ پر جان تک فدا کرنے کو تیار تھے۔ آپ کی قدم بوسی کرنا اپنے لئے باعث افتخار جانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو ان کے مستقبل سے اطلاع دی مثلاً مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے جن شاندار الفاظ میں براہین احمدیہ کی تصنیف کو خراج تحسین پیش کیا اور ایک طویل ریویو اپنے رسالہ اشاعت السنہ میں شائع فرمایا تھا۔ کوئی اس وقت ان کے مخالف ہو جانے کا خیال بھی نہیں کر سکتا تھا۔

اسی طرح میر سید عباس علی صاحب لدھیانوی جس طرح فدایت کا نمونہ پیش کر رہے تھے اور حضورؑ کے مقاصد کے لئے پیش پیش تھے بلکہ حضور ان کو بعض اوقات روکتے تھے۔ اس طرح اور بھی کئی نام ہیں جو بعد میں حضور کے شدید مخالف ہو گئے بلکہ خم ٹھونک کر مقابلہ میں آ گئے مگر اللہ تعالیٰ نے ان سب کو خائب و خاسر کیا۔

اس اشتہار میں ایک طرف مختلف لوگوں کے متعلق متوحش خبریں تھیں تو دوسری طرف اپنے شاندار مستقبل کی بشارتیں تھیں، جنہیں آج ہم اور ہمارے ساتھ ساری دنیا اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے ہوئے دیکھ رہی ہے، فرمایا:

”تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخر دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو، اُس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے، عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ میں تجھے اٹھاؤں گا اور اپنی طرف بلاؤں گا پر تیرا نام صفحہ زمین سے کبھی نہیں اُٹھے گا اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذِلّت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے لیکن خدا تجھے کامیاب کرے اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس اور اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا اور وہ مسلمانوں کے دوسرے گروہ پر تا بروز قیامت غالب رہیں گے“۔

(ضمیمہ اخبار ریاض ہند امرتسر یکم مارچ 1886ء)

ان الفاظ میں ایک موعود فرزند کی ولادت اور عظیم الشان جماعت کے قیام کی بشارت تھی۔ چنانچہ وہ موعود فرزند حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد 12/ جنوری 1889ء کو پیدا ہوئے اور 13/ جنوری 1889ء کو حضورؑ نے جماعت احمدیہ کے قیام کے سلسلہ میں شرائط بیعت پر مشتمل اشتہار شائع فرمایا اور 23 مارچ 1889ء کو سلسلہ احمدیہ کا قیام عمل میں آ گیا۔ حضرت مصلح موعودؓ کی پیدائش اور سلسلہ احمدیہ کا قیام گویا توام ہیں۔

آج سے ایک سو بتیس سال قبل جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا تھا اور اس دن سے پیاسی روحیں آبِ زلال سے سیراب ہونے کے لئے دیوانہ وار قادیان پہنچ رہی ہیں۔ آپ کی شہرت ہندوستان سے نکل چار دانگ عالم میں پھیل گئی۔ چنانچہ 1896ء کی مشنری کانفرنس شکاگو میں آپ کا ذکر بھی آیا، دنیا کے مختلف ممالک کے افراد نے آپ سے رابطہ کیا اور دلی اطمینان کے بعد آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے اسلام قبول کیا۔ آج دنیا کے 213 ممالک میں بسنے والے کروڑوں احمدی اللہ کے کلام اور حضرت مسیح موعودؑ کی اس پیشگوئی کی صداقت کے زندہ گواہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عمر پانے والے تین بیٹے اور دو بیٹیاں عطا فرمائیں، حضور علیہ السلام نے پوتے پوتیاں بھی دیکھیں جو آپ کے الہام تری نسلاً بعیداً یعنی تو دور کی نسلیں دیکھے گا، کی صداقت کے گواہ تھے۔ آج بھی خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں پیدا ہونے والا ہر بچہ آپ کی اس پیشگوئی پر مہر تصدیق ثبت کر رہا ہے۔

اس فرزند موعود کی ولادت اس پیشگوئی کو قیامت تک پھیلائے رکھنے کا نشان تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد آپؑ کے فرزند موعود کے ہاتھوں قائم ہونے والا نظام جماعت تحریک جدید، وقف جدید، انصار اللہ، خدام الاحمدیہ، اطفال الاحمدیہ، ناصرات الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کے سرسبز ثمر آور اور تناور درخت کی شاخیں کل عالم پر محیط ہو جائیں گی اور جماعت احمدیہ کی ترقی کے سامان تا قیامت مہیا ہوتے چلے جائیں گے، ان شاء اللہ۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا بچپن اور جوانی

آپؓ کی اپنی زبانی

(مرتبہ: مکرم جاوید اقبال ناصر صاحب، مربی سلسلہ وٹلش)

اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بعد ایک ایسے فرزند کی خوش خبری دی جو "مصلح موعودؓ" کے نام سے دُنیا میں مشہود و مقبول ہوئے۔ آپؓ نے اپنے بچپن اور جوانی کے گذرے ہوئے ایّام کے واقعات کو مختلف خطبات وخطابات میں بیان فرمایا۔ جن میں آپ کی سوانح عمری کی ایک مختصر سی جھلک کے ساتھ ہمارے لیے سبق آموز نصائح بھی ہیں۔ ان میں سے چند واقعات ہدیۂ قارئین ہیں:

صحت کا عالَم

"میری تعلیم کے سلسلہ میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا ہے۔ آپؓ چونکہ طبیب بھی تھے اور اس بات کو جانتے تھے کہ میری صحت اس قابل نہیں کہ مَیں کتاب کی طرف زیادہ دیر تک دیکھ سکوں۔ اس لئے آپ کا طریق تھا کہ آپ مجھے اپنے پاس بٹھا لیتے اور فرماتے میاں! میں پڑھتا جاتا ہوں تم سنتے جاؤ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ بچپن میں میری آنکھ میں سخت ککرے پڑ گئے تھے اور متواتر تین چار سال تک میری آنکھیں دُکھتی رہیں اور ایسی شدید تکلیف ککروں کی وجہ سے پیدا ہوگئی کہ ڈاکٹروں نے کہا کہ اِس کی بینائی ضائع ہو جائے گی۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میری صحت کے لئے خاص طور پر دعائیں کرنی شروع کر دیں اور ساتھ ہی آپ نے روزے رکھنے شروع کر دیئے۔ مجھے اس وقت یاد نہیں کہ آپ نے کتنے روزے رکھے۔ بہرحال تین یا سات روزے آپ نے رکھے۔ جب آخری روزے کی افطاری کرنے لگے اور روزہ کھولنے کے لئے منہ میں کوئی چیز ڈالی تو یکدم میں نے آنکھیں کھول دیں اور میں نے آواز دی کہ مجھے نظر آنے لگ گیا ہے۔ لیکن اس بیماری کی شدت اور اس کے متواتر حملوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ میری ایک آنکھ کی بینائی ماری گئی۔ چنانچہ میری بائیں آنکھ میں بینائی نہیں ہے۔ میں رستہ تو دیکھ سکتا ہوں مگر کتاب نہیں پڑھ سکتا۔ دو چار فٹ پر اگر ایسا آدمی بیٹھا ہو جو میرا پہچانا ہوا ہو تو مَیں اس کو دیکھ کر پہچان سکتا ہوں لیکن اگر کوئی بے پہچانا بیٹھا ہو تو مجھے اس کی شکل نظر نہیں آسکتی۔ صرف دائیں آنکھ کام کرتی ہے مگر اس میں بھی ککرے پڑ گئے اور وہ ایسے شدید ہو گئے کہ کئی کئی راتیں مَیں جاگ کر کاٹا کرتا تھا...... بچپن میں علاوہ آنکھوں کی تکلیف کے مجھے جگر کی خرابی کا بھی مرض تھا اور چھ چھ مہینے مونگ کی دال کا پانی یا ساگ کا پانی مجھے دیا جاتا رہا۔ پھر اس کے ساتھ تلی بھی بڑھ گئی تھی"۔ (بیان فرمودہ 28 دسمبر 1944ء، الموعود، انوار العلوم جلد 17، صفحہ 532 تا 534)

پڑھائی کی داستان اور آپؓ کے خلاف شکایات

"ماسٹر فقیر اللہ صاحب نے ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس میرے متعلق شکایت کی کہ حضور یہ کچھ نہیں پڑھتا۔ کبھی مدرسے میں آ جاتا ہے اور کبھی نہیں آتا۔ مجھے یاد ہے جب ماسٹر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس یہ شکایت کی تو مَیں ڈر کے مارے چھپ گیا کہ معلوم نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کس قدر ناراض ہوں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ بات سنی تو آپؑ نے فرمایا آپ کی بڑی مہربانی ہے جو آپ بچے کا خیال رکھتے ہیں اور مجھے آپ کی بات سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ یہ کبھی کبھی مدرسہ چلا جاتا ہے ورنہ میرے نزدیک تو اس کی صحت اس قابل نہیں کہ پڑھائی کر سکے۔ پھر ہنس کر فرمانے لگے اس سے ہم نے آٹے دال کی دکان تھوڑی کھلوانی ہے کہ اسے حساب سکھایا جائے۔ حساب اسے آئے یا نہ آئے کوئی بات نہیں۔ آخر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ کے صحابہؓ نے کون سا حساب سیکھا تھا۔ اگر یہ مدرسے میں چلا جائے تو اچھی بات ہے ورنہ اسے مجبور نہیں کرنا چاہئے۔ یہ سن کر ماسٹر صاحب واپس آ گئے۔ مَیں نے اس نرمی سے اَور بھی فائدہ اٹھانا شروع کر دیا اور پھر مدرسے میں جانا ہی چھوڑ دیا۔ کبھی مہینے میں ایک آدھ دفعہ چلا جاتا تو اور بات تھی۔ غرض اس رنگ میں میری تعلیم ہوئی"۔

(بیان فرمودہ 28 دسمبر 1944ء، الموعود، انوار العلوم جلد 17 صفحہ 534)

بڑے سر

"مجھے اپنے بچپن کی بات یاد ہے کہ ہماری والدہ صاحبہ کبھی ناراض ہو کر فرمایا کرتیں کہ اس کا سر بہت چھوٹا ہے۔ تو مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ یہ کوئی بات نہیں۔ راٹیکین جو بہت مشہور وکیل تھا اور جس کی قابلیت کی دھوم سارے ملک میں تھی اس کا سر بھی بہت چھوٹا سا تھا۔ بڑے سر اس بات پر دلالت نہیں کرتے کہ وہ عقلمند ہیں... جو شخص اپنی اولاد کو علم اور عرفان سے محروم کرتا ہے اور اس کا سر اگرچہ بڑا ہی ہو تب بھی

وہ بے عقل ہی ہے۔ جس شخص کا اتنا دماغ ہی نہیں کہ سمجھ سکے۔ خدا اور رسول کیا ہے؟ قرآن کیا ہے؟ وہ عرفان کیسے حاصل کرسکتا ہے''۔

(بیان فرمودہ 16 مارچ 1935، خطباتِ محمود جلد 2، صفحہ 174)

کندھوں پر کہنی رکھنا ایک بُری عادت

''بعض لوگوں کی بچپن میں تربیت کا اب تک مجھ پر اثر ہے۔ اور جب وہ واقعہ یاد آتا ہے۔ تو بے اختیار ان کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے۔ ایک دفعہ مَیں ایک لڑکے کے کندھے پر کہنی ٹیک کر کھڑا تھا کہ ماسٹر قادر بخش صاحب نے جو مولوی عبدالرحیم صاحب درد کے والد تھے۔ اس سے منع کیا۔ اور کہا کہ یہ بہت بری بات ہے۔ اس وقت میری عمر بارہ تیرہ سال کی ہوگی لیکن وہ نقشہ جب بھی میرے سامنے آتا ہے ان کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے''۔ (الفضل 11 مارچ 1939ء، صفحہ 7)

''جبرائیل اب بھی آتا ہے''

''میری عمر جب نو یا دس برس کی تھی۔ مَیں اور ایک اور طالبعلم گھر میں کھیل رہے تھے۔ وہیں الماری میں ایک کتاب پڑی ہوئی تھی جس پر نیلا جزدان تھا اور وہ ہمارے دادا صاحب کے وقت کی تھی۔ نئے نئے علوم ہم پڑھنے لگے تھے۔ اس کتاب کو جو کھولا تو اس میں لکھا تھا کہ اب جبرائیل نازل نہیں ہوتا۔ مَیں نے کہا یہ غلط ہے۔ میرے ابا پر تو نازل ہوتا ہے۔ اس لڑکے نے کہا۔ جبرائیل نہیں آتا کتاب میں لکھا ہے۔ ہم میں بحث ہوگئی۔ آخر ہم دونوں حضرت صاحب کے پاس گئے۔ اور دونوں نے اپنا اپنا بیان پیش کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کتاب میں غلط لکھا ہے۔ جبرائیل اب بھی آتا ہے''۔

(سوانح فضل عمر جلد 1، صفحہ 149)

اگر بجلی گرے تو مجھ پر گرے

''بیوقوفی کے واقعات میں مجھے بھی اپنا ایک واقعہ یاد ہے۔ کئی دفعہ اس واقعے کو یاد کر کے میں ہنسا بھی ہوں اور بسا اوقات میری آنکھوں میں آنسو بھی آگئے ہیں۔ مگر میں اسے بڑی قدر کی نگاہ سے بھی دیکھا کرتا ہوں اور مجھے اپنی زندگی کے جن واقعات پر ناز ہے ان میں وہ ایک حماقت کا واقعہ بھی ہے اور وہ واقعہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں ایک رات ہم صحن میں سو رہے تھے۔ گرمی کا موسم تھا کہ آسمان پر بادل آیا اور زور سے گرجنے لگا۔ اسی دوران میں قادیان کے قریب ہی کہیں بجلی گرگئی مگر اس کی کڑک اس زور کی تھی کہ قادیان کے ہر گھر کے لوگوں نے یہ سمجھا کہ یہ بجلی شاید ان کے گھر میں ہی گری ہے...... اس کڑک اور کچھ بادلوں کی وجہ سے تمام لوگ کمروں میں چلے گئے۔ جس وقت بجلی کی یہ کڑک ہوئی اس وقت ہم بھی جو صحن میں سو رہے تھے اُٹھ کر اندر چلے گئے۔ مجھے آج تک وہ نظارہ یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب اندر کی طرف جانے لگے تو میں نے اپنے دونوں ہاتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سر پر رکھ دیئے کہ اگر بجلی گرے تو مجھ پر گرے، ان پر نہ گرے۔ بعد میں جب میرے ہوش ٹھکانے آئے تو مجھے اپنی اس حرکت پر ہنسی آئی کہ ان کی وجہ سے تو ہم نے بجلی سے بچنا تھا، نہ یہ کہ ہماری وجہ سے وہ بجلی سے محفوظ رہتے''۔ (سوانح فضل عمر جلد 1، صفحہ 150-149)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دایاں اور بایاں فرشتہ

''اس کے بعد 1906ء آیا۔ مولوی عبدالکریم صاحب بیمار ہوئے۔ میری عمر 17 سال کی تھی اور ابھی کھیل کود کا زمانہ تھا۔ مولوی صاحب بیمار تھے اور ہم سارا دن کھیل کود میں مشغول رہتے تھے۔ ایک دن یخنی لے کر میں مولوی صاحب کے لئے گیا۔ اس کے سوا یاد نہیں کہ کبھی پوچھنے بھی گیا ہوں۔ اس زمانہ کے خیالات کے مطابق یقین کرتا تھا کہ مولوی صاحب فوت ہی نہیں ہوسکتے۔ وہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد فوت ہوں گے۔ مولوی عبدالکریم صاحب کی طبیعت تیز تھی۔ ایک دو سبق ان کے پاس الف لیلہ کے پڑھے پھر چھوڑ دیئے۔ اس سے زیادہ ان سے تعلق نہ تھا۔ ہاں ان دنوں میں یہ بحثیں خوب ہوا کرتی تھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دایاں فرشتہ کون سا ہے اور بایاں فرشتہ کون سا ہے۔ بعض کہتے کہ مولوی عبدالکریم صاحب دائیں ہیں اور بعض حضرت استاذی المکرم خلیفہ اوّلؓ کی نسبت کہتے کہ وہ دائیں فرشتے ہیں۔ علموں اور کاموں کا موازنہ کرنے کی اس وقت طاقت ہی نہ تھی۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس محبت کی وجہ سے جو حضرت خلیفہ اوّلؓ مجھ سے کیا کرتے تھے میں نور الدینیوں میں سے تھا۔ ہم نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی دریافت کیا تھا اور آپ نے ہمارے خیال کی تصدیق کی''۔

(یادِ ایام، انوار العلوم جلد 8، صفحہ 367)

حضرت مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ کی وفات

''مولوی عبدالکریم صاحبؓ سے کوئی زیادہ تعلق مجھے نہیں تھا۔ سوائے اس کے کہ ان کے پُرزور خطبوں کا مداح تھا اور ان کی محبتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا معتقد تھا۔ مگر جونہی آپؓ کی وفات کی خبر میں نے سنی۔ میری حالت میں ایک تغیر پیدا ہوا۔ وہ آواز ایک بجلی تھی جو میرے جسم کے اندر سے گزر گئی۔ جس وقت میں نے آپؓ کی وفات کی خبر سنی مجھ میں برداشت کی طاقت نہ رہی۔ دوڑ کر اپنے کمرے میں گھس گیا اور دروازے بند کر لئے۔ پھر ایک بے جان لاش کی طرح چارپائی پر گر گیا اور میری آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے۔ وہ آنسو نہ تھے ایک دریا تھا۔ دنیا کی بے ثباتی، مولوی صاحب کی محبتِ مسیح اور خدمتِ مسیح کے نظارے آنکھوں کے سامنے پھرتے تھے۔ دل میں بار بار خیال آتا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے کاموں میں یہ بہت سا ہاتھ بٹاتے تھے۔ اب آپ کو بہت تکلیف ہوگی اور پھر خیالات پر ایک پردہ پڑ جاتا اور میری آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا بہنے لگتا تھا۔ اس دن میں نہ کھانا کھا سکا نہ میرے آنسو تھمے۔ حتّٰی کہ میری لاابالی طبیعت کو دیکھتے ہوئے میری اس حالت پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی تعجب ہوا۔ اور آپؑ نے حیرت سے فرمایا۔ محمود کو کیا ہوگیا ہے۔ اس کو تو مولوی صاحب سے کوئی ایسا تعلق نہ تھا۔ یہ تو بیمار ہو جائے گا''۔

(یادِ ایام، انوار العلوم جلد 8، صفحہ 368-367)

گھوڑے کی سواری

''مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی وفات سے کچھ عرصہ پہلے مجھے ایک گھوڑی خرید کر دی۔

درحقیقت وہ خرید تو نہ کی گئی تھی بلکہ تحفۃً بھیجی گئی تھی۔ اِس کی تفصیل یہ ہے کہ میں نے لڑکوں کو سائیکل پر سواری کرتے ہوئے دیکھا تو میرے دل میں بھی سائیکل کی سواری کا شوق پیدا ہوا۔ میں نے اس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں کیا۔ آپؑ نے فرمایا مجھے سائیکل کی سواری تو پسند نہیں، مَیں تو گھوڑے کی سواری کو مردانہ سواری سمجھتا ہوں۔ میں نے کہا اچھا آپ مجھے گھوڑا ہی لے دیں۔ آپ نے فرمایا پھر مجھے گھوڑا بھی وہ پسند ہے جو مضبوط اور طاقتور ہو۔ اس سے غالباً آپ کا منشاء یہ تھا کہ میں اچھا سوار بن جاؤں گا۔ تو آپ نے کپور تھلہ والے عبدالمجید خان صاحب کو لکھا کہ اچھا گھوڑا خرید کر بھجوا دیں۔ خانصاحب کو اس لئے لکھا کہ ان کے والد صاحب ریاست کے اصطبل کے انچارج تھے اور ان کا خاندان گھوڑوں سے اچھا واقف تھا۔ انہوں نے ایک گھوڑی خرید کر تحفۃً بھجوادی اور قیمت نہ لی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب فوت ہوئے تو چونکہ آپ کی وفات کا اثر لازمی طور پر ہمارے اخراجات پر بھی پڑنا تھا۔ اس لئے میں نے ارادہ کیا کہ اس گھوڑی کو فروخت کر دیا جائے۔ تاکہ اس کے اخراجات کا بوجھ والدہ صاحبہ پر نہ پڑے۔ مجھے ایک دوست نے جن کو میرا یہ ارادہ معلوم ہوگیا تھا اور جو اَب بھی زندہ ہیں کہلا بھیجا کہ یہ گھوڑی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تحفہ ہے اسے آپ بالکل فروخت نہ کریں۔ اس وقت میری عمر انیس سال کی تھی۔ وہ جگہ جہاں یہ بات کہی گئی تھی اب تک یاد ہے...... جب مجھے یہ کہا گیا کہ یہ گھوڑی حضرت مسیح موعود کا تحفہ ہے اس لئے اسے فروخت نہ کرنا چاہئے تو بغیر سوچے سمجھے معاً میرے منہ سے جو الفاظ نکلے وہ یہ تھے کہ بیشک یہ تحفہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے مگر اس سے بھی بڑا تحفہ حضرت اماں جان ہیں۔ مَیں گھوڑی کی خاطر حضرت اماں جان کو تکلیف دینا نہیں چاہتا۔ چنانچہ میں نے اُس گھوڑی کو فروخت کر دیا"۔

(بیان فرمودہ 23 جنوری 1984ء، خطباتِ محمود جلد 29، صفحہ 32-31)

تیری تقدیس کا شاہد خدا ہے

ملی عزّت مجھے فضلِ خدا سے
غلامیٔ حبیبِؐ کبریا سے

کہ بھیجوں مَیں صَبا کے ہاتھ پیغام
کہے جا کر امام الاتقیا سے

امیرالمؤمنیں فضلِ عمرؓ سے
جناب مظہر ربّ العلا سے

خلیفہ ہے رسُول اللہ کا تُو
ترا رُتبہ ہے بڑھ کر اَولیا سے

قمر رُوحانیت کا ہے تو محمودؓ
فروزاں ہے جہاں تیری ضیا سے

صداقت کی سند تجھ کو ملی ہے
خدا سے اور اس کے انبیا سے

ہے جامِ بادۂ عرفاں ترے پاس
تِری جانب چلے آتے ہیں پیاسے

تیری رُوحانیت کا یہ اثر ہے
کہ مُردے کر دیئے زندہ دُعا سے

مثیل حضرت عثمانؓ ہے تُو
نظر رہتی ہے نیچے ہی حیا سے

ہوا ہے ختم تجھ پر فہم القرآں
ہوئی حاصل یہ نعمت اِتقا سے

عدوّانِ صداقت "اہل پیغام"
جو ہیں بھٹکے ہوئے راہ ہُدیٰ سے

یہ اُن کے کذب پر ہے اک شہادت
کہ نکلے وہ نبی کی "تخت گہہ" سے

نہ اہلِ بیت سے رکھتے عداوت
"یزیدی" نام کیوں پاتے خدا سے

تیری تقدیس کا شاہد خدا ہے
تیرا منکر ہے واللہ اشقیا سے

(عبدالجلیل خان عشرت۔ اخبار الفضل مؤرخہ 30 اگست 1934ء)

وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا

سلسلہ کے ایک صاحب علم وفضل بزرگ مولانا شیر علیؓ صاحب فرماتے ہیں:

"ایک اَور واقعہ جس کا میں اس مضمون میں ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ حضور رضی اللہ عنہ کی پہلی تقریر ہے۔ جو حضورؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد پہلے سالانہ جلسہ کے موقع پر کی۔ یہ جلسہ مدرسہ احمدیہ کے صحن میں منعقد ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ حضورؓ کے دائیں طرف سٹیج پر رونق افروز تھے۔ سٹیج کا رُخ جانب شمال تھا۔ اس تقریر کے متعلق دو باتیں خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ اوّل عجیب بات یہ تھی کہ اُس وقت آپؓ کی آواز اور آپؓ کی ادا اور آپؓ کا لہجہ اور طرزِ تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز اور طرز تقریر سے ایسے شدید طور پر مشابہ تھے کہ اس وقت سننے والوں کے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی، جو ابھی تھوڑا عرصہ ہی ہوا تھا ہم سے جدا ہوئے تھے، یاد تازہ ہوگئی اور سامعین میں سے بہت ایسے تھے جن کی آنکھوں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس آواز کی وجہ سے جو ان کے پسر موعودؓ کے ہونٹوں سے اس وقت اس طرح پہنچ رہی تھی جس طرح گراموفون سے ایک نظروں سے غائب انسان کی آواز پہنچتی ہے آنسو جاری ہوگئے اور اُن آنسو بہانے والوں میں ایک خاکسار بھی تھا۔ اگر یہ کہنا درست ہے کہ انسان کی روح دوسرے پر اترتی ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روح آپ پر اتر رہی تھی اور اس بات کا اعلان کر رہی تھی کہ یہ ہے میرا پیارا بیٹا جو مجھے بطور رحمت کے نشان کے دیا گیا تھا اور جس کی نسبت یہ کہا گیا تھا کہ وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔

دوسری بات جو اس تقریر کے متعلق قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ جب تقریر ختم ہو چکی تو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے جن کی ساری عمر قرآن شریف پر تدبر کرنے میں صرف ہوئی تھی اور قرآن کریم جن کی روح کی غذا تھی فرمایا کہ میاںؓ نے بہت سی آیات کی ایسی تفسیر کی ہے جو میرے لئے بھی نئی تھی"۔ (الفضل 5 نومبر 1938ء صفحہ 16، ماخوذ از سوانح فضل عمرؓ جلد 1 صفحہ 218 تا 219)

SMA
Gebäudereinigung GmbH

Vor der Heeg 3 a
56470 Bad Marienberg

info@sma-gruppe.de
www.sma-gruppe.de

02661 950935
02661 950943

- Baustellenreinigung
- Glasreinigung
- Grundreinigung
- Dampfreinigung
- Unterhaltsreinigung

demnächst:

- Kanalreinigung

Wir sind ein zuverlässiges Unternehmen, welches europaweit tätig ist.

Dank langjähriger Erfahrung im Bereich der professionellen Gebäudereinigung verfügen wir über ein breites Leistungsspektrum.

Unser Fokus liegt auf Qualität, Umwelt- und Arbeitsschutz, Wirtschaftlichkeit und besonders auf einer freundlichen, persönlichen Beratung.

Gerne stellen wir Ihnen ein persönliches Angebot zusammen.

Muzaffar Ahmad Khawaja

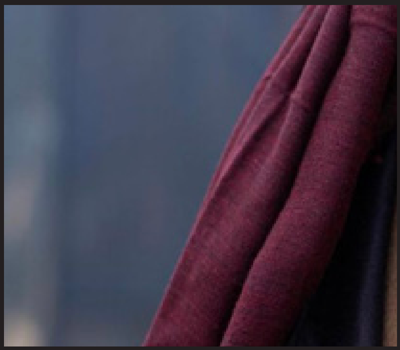

Wir bringen euch mit unserer Kollektion OSLO zu eurem individuellen cashmere Schal für jeden Anlass!

اپنی کہانی اپنی زبانی

ایک مخلص و باوفا مربی سلسلہ

مکرم محمد امداد الرحمٰن صدیقی صاحب کی ایمان افروز باتیں

مری Murree hills میں گرمیوں کی چھٹیاں

اب پھر جامعہ کے پہلے سال کا ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔ ہماری خوش قسمتی تھی کہ گرمی کے دنوں میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے تین ماہ کے لئے مری (Murree hills) میں رہائش رکھنے کا فیصلہ فرمایا۔ حضورؒ کے لئے مناسب مکان کرائے پر لیا گیا۔ مکان کے سامنے کافی بڑی خالی جگہ تھی۔ ایک جگہ نماز کے لئے تیار کی گئی تھی۔ یہ سنّی بنک (Sunny Bank) کا علاقہ تھا۔

ہمارے پرنسپل محترم میر داؤد احمد صاحب نے ایک چھوٹا سا مکان کرایہ پر لیا جہاں اُن چھ طلباء کا تین ماہ کے لئے حضور کے قریب رہنے کا انتظام کیا گیا تھا جو جامعہ میں نئے داخل ہوئے تھے۔ ہمارے نگران کے طور پر ہمارے استاد حضرت ماسٹر عطا محمد صاحبؓ، صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مقرر کیا گیا۔ کھانا پکانے کے لئے ایک باورچی بھی ہمارے ساتھ گیا۔ ہر روز کچھ دیر پڑھائی کرنا پڑتی تھی بعد میں سیر کرنا اور شام کو مغرب و عشاء کی نمازیں حضورؒ کی امامت میں پڑھنا ہوتیں۔ مغرب کے بعد حضورؒ تشریف فرما ہوتے اور حاضرین سے گفتگو فرماتے۔ ملک کے مختلف حصّوں سے احمدی احباب حضورؒ سے ملاقات کی غرض سے وہاں حاضر ہوتے۔ حضورؒ بے تکلفی سے گفتگو فرماتے تھے۔ مری چھوٹا سا شہر پہاڑی سلسلہ کے شروع میں راولپنڈی سے قریباً 40 میل کی مسافت پر ہے جہاں بذریعہ موٹر کار یا بس پہاڑوں کے گرد چکر کھاتے ہوئے جانا پڑتا ہے یعنی سڑک پہاڑوں کے گرد چکر کھا کر اوپر جاتی ہے۔ مری ٹھنڈی جگہ ہے۔ شدید گرمی میں لوگ سیر و تفریح کے لئے مری جاتے ہیں۔ بعض لوگ ہوٹل میں دو چار روز قیام کرتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی چاہے تو راولپنڈی سے صبح مری جا کر گھوم پھر کر شام کو واپس راولپنڈی آیا جا سکتا ہے۔ راولپنڈی میں ہوٹل سستا ہے مگر مری میں بہت مہنگا ہے۔ کھانے پینے کا سامان بھی مری میں بہت مہنگا ہوتا ہے۔

ایک روز بعد نمازِ مغرب حضور پُرنورؒ نے ازراہِ شفقت مجھ سے مشرقی پاکستان کے بارہ میں گفتگو شروع فرمائی۔ حضورؒ 1963ء میں مشرقی پاکستان تشریف لائے تھے۔ ایک بات یہ بھی ہوئی کہ یہاں پر گائے چھوٹی ہوتی ہے، تھوڑا دودھ دیتی ہے۔ حضورؒ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ آئس کریم ملتی ہے کہ نہیں، میں نے کھائی ہے یا نہیں۔ مَیں تو شہر سے بہت دور کے گاؤں سے تعلق رکھتا تھا، آئس کریم نہیں کھائی تھی۔ حضور پُرنورؒ نے مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے فرمایا کہ امداد الرحمان کے لئے آئس کریم کا انتظام کریں۔ حضور انورؒ تو ہر معاملہ میں بہت اعلیٰ ذوق کے مالک تھے۔ لہٰذا نہایت لذیذ اور مزیدار آئس کریم کا انتظام کیا گیا تھا۔ چنانچہ ایک روز مغرب کے بعد سب حاضرین کو آئس کریم کھانے کا موقع ملا۔ سب احباب بہت خوش ہوئے کہ آج تو حضور انورؒ کی طرف سے ایسی لذیذ آئس کریم کھانے کا موقع ملا۔ سب مجھے مبارک باد دینے لگے۔ جامعہ کے اور بھی لڑکے اُس روز پہنچ گئے تھے۔ مولانا انیس الرحمان بنگالی صاحب مرحوم، مولانا انعام الحق کوثر صاحب جو آج کل آسٹریلیا میں مبلغ انچارج و امیر ہیں۔ انعام الحق کوثر صاحب بار بار مجھے گلے لگاتے اور کہتے 'مجھے آپ پر رشک آتا ہے'۔ آخر پر حضورؒ کے ساتھ سب کی فوٹو بھی بنوائی گئی، الحمدللہ۔

آج کل بنگلہ دیش میں بہت سے ڈیری فارم بن گئے ہیں۔ بڑی بڑی گائیں بہت زیادہ دودھ دیتی ہیں اور آئس کریم بھی ہر شہر میں ملتی ہے۔

ہوسٹل میں مسجد کی صفائی اور اذان کی سعادت

اس زمانہ میں جامعہ ہوسٹل میں مجھے ایک اور اچھا کام کرنے کا موقع ملا تھا۔ جامعہ کی پرانی عمارت میں جامعہ کا ہوسٹل ہوتا تھا۔ ہماری کوئی الگ مسجد نہیں تھی۔ اس عمارت میں جو لائبریری ہال تھا اس میں ہم نمازیں پڑھتے تھے۔ اور گرمی میں ہوسٹل کے صحن میں نماز کے لئے جگہ بنائی جاتی تھی۔ کئی دفعہ آندھی اور بارش ہوتی، صفیں اُڑ کر اِدھر اُدھر ہو جاتیں۔ نماز کے وقت سے پہلے صفیں لا کر بچھانا ایک مشکل کام تھا۔ خدام الاحمدیہ کے زعیم صاحب سائقین کی ڈیوٹیاں لگاتے کہ وقت پر نماز کا انتظام ہو، اذانیں وقت پر ہوں۔ مگر لڑکے سُستی کرتے تھے۔ خاکسار کو ان کی سُستی پسند نہیں آتی تھی۔ اِنتظامیہ سے کہہ کر وقت پر اذان دینے اور جائے نماز وغیرہ درست کرنے کی مَیں نے ذمہ داری لے لی تھی۔ پورا ایک سال میں یہ ذمہ داری نبھاتا رہا۔ اذان دینے کا مجھے بہت شوق ہو گیا تھا۔ اُس زمانہ میں صرف مسجد مبارک میں لاؤڈ سپیکر پر اذان دی جاتی تھی۔ سردیوں میں فجر کی اذان کا بڑا لطف آتا تھا۔ دور دور تک آواز جاتی تھی، مجھے بے حد خوشی ہوتی تھی۔ دل چاہتا تھا کہ اے کاش! میری اذان ساری دنیا سنے۔ وقت پر اذان اور اقامت کہنے کے لئے گھڑی کی

ضرورت تھی۔ چنانچہ محترم میر صاحب نے مجھے ہاتھ میں باندھنے والی گھڑی خرید کر دی تھی۔ مجھے اب بھی یقین ہے کہ میرے اس عمل نے مجھے بہت فائدہ دیا یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ملتی رہیں۔ مسجد سے محبّت ہونا خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہوتا ہے۔ میرا دل چاہتا کہ خدّام اور خاص طور پر طلباء کو سمجھایا جائے کہ وہ چھٹیوں میں وقفِ عارضی کریں، اذانیں دیں اور مسجد کی صفائی بہت شوق سے کریں۔ اس سے خدا کا خاص فضل ہوگا۔ ان شاءاللہ۔ ایسے تو اپنے علاقہ کی مسجد میں کوئی بھی یہ کام کرسکتا ہے۔ نوجوانوں کی اس طرف توجہ ہونی چاہیئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمتیں حاصل ہوسکتی ہیں۔

جامعہ کی بعض اَور مصروفیات

جامعہ میں روزانہ عصر کے بعد کھیلنا ضروری ہوتا تھا اور اس کی حاضری ہوتی تھی۔ ہر لڑکے کو کسی نہ کسی کھیل میں حصّہ لینا ضروری ہوتا تھا۔ محترم میر داؤد احمد صاحبؒ طرح طرح کے پروگرام دیتے تھے۔ پہلے سال درجہ ممہدہ کے لئے رائفل ٹریننگ ضروری تھی، تاہم یہ بعد میں ختم کر دی گئی تھی۔

ایک عرصہ تک ہر ہفتے ایک روز 5 میل دوڑنا ہوتا تھا اور وقت پر دوڑ مکمل کرنی ہوتی تھی ورنہ دوسرے روز پھر دوڑنا پڑتا تھا۔ سال میں ایک روز 13 میل دوڑنا بھی ضروری ہوتا تھا اور سب کا اس میں حصہ لینا ضروری ہوتا تھا اور ہر لڑکے نے سات سالوں میں ایک دفعہ 150 میل پیدل بھی چلنا ہوتا تھا۔ کھانے کا خشک سامان ساتھ لے جانا ہوتا تھا۔ راستہ میں کھانا کہیں سے بھی حاصل نہیں کرسکتے تھے۔ ہاں چلتے چلتے اگر کوئی روپیہ کماکر کھانا خریدنا چاہے تو اجازت تھی۔ جو لڑکا اوّل پوزیشن حاصل کرتا وہ 30-32 گھنٹوں میں 150 میل طویل پیدل سفر مکمل کرتا۔ ہمارے ساتھ تو مکرم ہادی علی چوہدری صاحب نے غالباً 26 یا 27 گھنٹوں میں سفر مکمل کرکے ریکارڈ بنایا تھا۔

حقیقت میں محترم میر صاحب کی خواہش ہوتی تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی منشاء کے مطابق مبلغین تیار ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور بعد کے خلفاء کی تمنا تھی کہ مبلغین سخت محنتی، سخت جفاکش، بہت باہمت، حوصلہ مند، نڈر، انتہائی صابر اور مضبوط دل کے مالک ہوں۔ کبھی کسی حال میں نہ گھبرانے والے ہوں۔ سات سال میں ایک دفعہ پہاڑی علاقہ میں ہائیکنگ یعنی کم وبیش 150 میل چلنا ہوتا تھا۔ نگرانی اور رہنمائی کے لئے ایک استاد صاحب ساتھ ہوتے تھے۔

1974ء سے ظلم و تشدد کے دَور کا آغاز

تین سال تک جامعہ میں رہنے اور پڑھنے کی عادت ہوگئی، اسی طرح مشکلات کم ہوگئیں اور دل بھی لگ گیا تھا۔ اس زمانہ میں ملک میں احمدیت کے خلاف شورش پیدا کر دی گئی تھی۔ احمدیت کے خلاف خطرناک سازش تیار کی گئی۔ ذوالفقار علی بھٹو تیسری دنیا کا لیڈر بننا چاہتا تھا۔ سعودی فرمانروا شاہ فیصل کو خلیفۃ المسلمین بنانے کی کوشش کی گئی۔ ناکامی کے بعد احمدیت کے خلاف شدید ظلم وبربریّت کا پروگرام بنایا گیا۔ احمدیت کی ترقیات کو دیکھ کر ساری دنیا ڈر گئی تھی مگر حضرت خلیفۃ المسیحؒ احمدیت کے غلبہ کی پیشگوئی فرما رہے تھے۔ ہوا یہ کہ 29 مئی سے 7 ستمبر 1974ء تک پنجاب بھر میں احمدیوں کے مکانات اور کاروبار وتجارت یعنی دکانوں کو آگ لگائی جاتی رہی۔ بہت سے احمدیوں کو شہید کیا گیا اور احمدیوں پر زمین تنگ کر دی گئی تھی۔ 29 مئی سے ہی ربوہ میں خدّام نے ڈیوٹیاں دینا شروع کر دیں تھیں۔ ہم سب رات دن ڈیوٹیاں دیتے رہے۔ اس وقت خاکسار درجہ ثالثہ کا طالب علم تھا۔

یہ سب کچھ گہری سازش کے تحت کیا جارہا تھا چنانچہ قومی اسمبلی میں احمدیت پر بحث کا انتظام کیا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث مرزا ناصرؒ احمد صاحب کو اپنا مؤقف پیش کرنے اور سوال وجواب کے لئے اسمبلی میں بلایا گیا۔ 11 روز تک حضور پُرنور قومی اسمبلی کے خاص اجلاس میں جاکر سوالات کے جوابات ارشاد فرماتے رہے۔ لیکن انتہائی دردناک اور افسوسناک واقعہ یہ ہوا کہ اسمبلی نے فیصلہ کیا کہ پاکستان کے آئین اور قانون کی نظر میں احمدی نان مسلم شمار ہوں گے۔

7 ستمبر کی شام کو اس فیصلہ کا اعلان ریڈیو اور ٹیلیویژن پر کر دیا گیا۔ ہم رات کو ڈیوٹی پر تھے چنانچہ رات 2 بجے کے قریب پولیس نے خاکسار کو گرفتار کرلیا۔

میری گرفتاری کا دن اور ایام اسیری

29 مئی 1974ء سے پاکستان بھر میں جماعت احمدیہ پر جو ظلم وتشدد شروع ہوا تھا وہ کسی بھی اہلِ نظر سے پوشیدہ نہیں۔ احمدیوں کو کھلے بندوں مارا پیٹا جارہا تھا۔ ان کی جائیدادیں لوٹی جا رہی تھیں اور مکان جلائے جارہے تھے۔ انہیں گھروں سے بے گھر کیا جارہا تھا۔ ظالموں کو کوئی پوچھتا تک نہیں تھا۔ وہ جو چاہتے کرتے تھے۔ مظلوموں کی مدد اس طرح کی جاتی تھی کہ وطن کے محافظ خود پاس کھڑے ہوکر احمدیوں کے مکانوں کو لٹواتے اور آگ لگواتے تھے۔ اور اگر کوئی اپنی حفاظت کی خاطر کہیں ہاتھ اٹھاتا تو اس جرم میں اسے ہتھکڑی لگا کر جیل بھیج دیا جاتا۔ انہی شدید خطرناک قسم کے ہنگامی حالات میں ربوہ میں خود حفاظتی کی غرض سے چوبیس گھنٹے خدام پہرہ دے رہے تھے۔ ادھر حکومت پاکستان نے جماعت احمدیہ کے مسلم یا غیرمسلم قرار دیئے جانے کے واسطے قومی اسمبلی کی ایک خصوصی کمیٹی بنا دی تھی۔ 7 ستمبر فیصلہ کا دن تھا۔ ہمارا یہ خیال بلکہ یقین تھا کہ حکومت پاکستان کی یہ خصوصی کمیٹی ہمیں غیرمسلم اقلیت قرار نہیں دے سکتی کیونکہ ہم مسلمان ہیں، اسلام کے خادم اور اس کے جانثار ہیں۔

لیکن 7 ستمبر کو شام پانچ بجے ریڈیو پاکستان سے جو اعلان نشر ہوا اس نے ہمارے یقین کا بخوبی ازالہ کر دیا کیونکہ اعلان میں احمدیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دے دیا گیا تھا۔ اس دن تمام شہروں میں پولیس خاصی تعداد میں بھیجی جا چکی تھی اور ربوہ میں بھی سکیورٹی فورس اور پولیس کی تعداد معمول سے کہیں زیادہ بڑھا دی گئی تھی۔

حسب معمول خدام کی ڈیوٹی اور پہرہ کا انتظام تھا۔ اس دن یعنی 7 ستمبر کو میری ڈیوٹی رات کی شفٹ میں سائیکل راؤنڈ پر لگائی گئی تھی۔ میں اور میرے ایک

ساتھی خدا بخش ناصر صاحب، رات قریباً ساڑھے بارہ بجے محلہ دارالیمن اور دارالنصر کا جائزہ لینے کے لئے اور ڈیوٹی پر موجود اپنے ساتھیوں کو چیک کرنے گئے تھے اگر لائلپور یعنی فیصل آباد سے ربوہ کی جانب آئیں تو دریائے چناب کے دوسرے پل سے لے کر مغربی جانب پہاڑی درّے تک سڑک کی دائیں جانب محلہ دارالیمن ہے اور سڑک اور ریلوے لائن سے پار بائیں جانب محلہ دارالنصر) خیر رات ڈیڑھ بجے کے قریب ہم دونوں پختہ سڑک پر واپس آ رہے تھے۔ جب ہم چناب پل اور پہاڑی درہ کے قریباً عین وسط میں پہنچے تو اچانک پولیس کی ایک گاڑی بالکل ہمارے پاس آ کر رُکی۔ گاڑی کا رُکنا تھا کہ میرے ساتھی نے اپنا سائیکل موڑا اور اپنے دوسرے ساتھیوں کے پاس چلا گیا۔ اتنے میں گاڑی سے ایک آواز آئی۔ ادھر آؤ! میں ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے مجھے پکڑلیا اور گاڑی میں بٹھالیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ جیپ والے صاحب D.S.P چنیوٹ ہیں۔ ان کے ساتھ پولیس کی اَور بھی گاڑیاں تھیں اور کافی پولیس بھی۔ انہوں نے میرے ساتھی کا تعاقب کیا مگر وہ نہ ملا۔ اس تعاقب کے دوران انہیں محلہ میں ڈیوٹی پر موجود بعض دوست ملے لیکن بعد میں ان کو چھوڑ دیا گیا۔ اس دوران جامعہ احمدیہ کے طالب علم حبیب احمد صاحب بھی ان کے قابو میں آئے۔ اور وہ ہمیں پولیس چوکی لے گئے۔ بڑی لمبی بحث اور تمحیص کے بعد بالآخر مکرم عبدالعزیز بھامبڑی صاحب نمائندہ امور عامہ کی ضمانت پر ہمیں یہ کہہ کر کہ ہر صبح ایک دفعہ چوکی پر آنا ہوگا، چھوڑ دیا گیا۔ حکم کے مطابق اگلے دن صبح آٹھ بجے دوبارہ پولیس چوکی میں پہنچا۔ میرے دوسرے ساتھیوں خدا بخش ناصر صاحب اور حبیب صاحب سے کچھ بھی نہ پوچھا گیا اور مجھے گرفتار کرلیا گیا اور ہتھکڑیاں لگاکر دوپہر بارہ بجے کے قریب لالیاں تھانے میں لے گئے۔ وہاں کچھ فوجی تھے۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی فوجی افسر کی آمد کے منتظر ہیں۔ وہ مجھے اس فوجی افسر کے سامنے پیش کرنا چاہتے تھے مگر خوش قسمتی سمجھیے یا بدقسمتی کہ وہ افسر تشریف نہ لائے اور مجھے حوالات میں بند کر دیا گیا۔ حوالات میں بند کرنے سے قبل تھانیدار صاحب نے مجھ سے کافی سوال وجواب کئے اور ڈرایا دھمکایا جس سے میں بہت گھبرا گیا۔ میرے ذہن میں عجیب عجیب خیالات آ رہے تھے کہ نہ جانے آئندہ کیا ہو گا؟

شام کو ہوسٹل جامعہ احمدیہ کے نائب زعیم مرزا محمد افضل خان صاحب حال مبلغ سلسلہ کینیڈا جو میرے قریبی دوست بھی تھے، سرگودھا کے کسی دیہاتی زمیندار بھائی کے ساتھ میرا حال احوال پوچھنے کے لئے تشریف لائے۔ انہوں نے بہت تسلّی دی۔ کھانا کھلانا چاہا۔ مگر میں بہت گھبرایا ہوا اور بڑا فکرمند تھا۔ مجھے کچھ سجھائی نہ دیتا تھا۔ حوالات کے دوسرے کمروں میں تحریک ختم نبوت کے چند آدمی بند تھے۔ انہوں نے مجھے کافی تنگ کیا اور میرے خلاف تھانیدار صاحب کو اُکساتے رہے۔

8 ستمبر کی صبح مجھے ہتھکڑی لگی تھی۔ 9 ستمبر کو اتوار کا دن تھا۔ چنانچہ دو دن لالیاں تھانے میں گزرے۔ 10 ستمبر کی صبح چنیوٹ میں A.C صاحب کی عدالت میں میری پیشی ہوئی۔ A.C صاحب تھانیدار پر بہت ناراض ہوئے اور غصہ سے کاغذات کو پرے پھینک دیا اور کہا کہ یہ کوئی کیس ہی نہیں بنتا۔ کیس دوبارہ تیار کیا گیا اور بحث وتمحیص کے بعد بالآخر سات دن کا جسمانی ریمانڈ دے دیا گیا۔ اور ریمانڈ بھی کیوں نہ دیتا جبکہ اسے اوپر سے حکم مل چکا تھا۔ چنانچہ چنیوٹ حوالات میں مجھے بند رکھا گیا۔ 16 ستمبر کو پھر چنیوٹ کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ لیکن عدالت میں جا کر معلوم ہوا کہ آج سے ربوہ میں ریزیڈنٹ مجسٹریٹ صاحب کی عدالت لگ رہی ہے اس لئے میری پیشی وہاں ہوگی۔ خیر مجھے ربوہ لائے اور یہاں سے میں ضمانت پر رہا ہو گیا۔ (فالحمدللہ علیٰ ذالک)

18 ستمبر سے رمضان شروع ہو گیا اور پھر اسی ماہ میں کچھ دنوں بعد میرا سالانہ امتحان بھی شروع ہونا تھا۔ عدالتوں کے چکر لگا کر شدید فکر، گھبراہٹ اور پریشانی کے باعث میری صحت کافی کمزور ہو چکی تھی۔ جس کے باعث مَیں بہت سے روزے بھی نہ رکھ سکا۔ اور اسی عالم میں مَیں نے اپنا امتحان دیا۔ رمضان کے بعد عید آئی اور گزر گئی۔ پھر اچانک ایک دن یعنی 22 اکتوبر کو پولیس والے پھر آدھمکے اور مجھے گرفتار کرلیا۔ قریباً ایک ماہ کے وقفہ کے بعد مجھے دوبارہ گرفتار کرلیا گیا تھا۔ اس دفعہ مجھے حکومت پنجاب کے ہوم سیکرٹری کے حکم سے گرفتار کیا گیا۔ جس کے مطابق مجھے 90 دن کے لئے شاہی قلعہ لاہور میں قائم سپیشل پولیس برانچ کے زیرحراست رہنا تھا۔ گرفتاری کے بعد تھانیدار راجہ عنایت اللہ صاحب مجھے اپنے ساتھ لالیاں لے گئے اور اپنی طرف سے اظہار ہمدردی کرنے لگے۔ کہنے لگے کہ بھائی ہم مجبور ہیں۔ ہم آپ کی کچھ مدد نہیں کرسکتے......مَیں تو اپنے رب قدیر سے مدد کا طالب تھا اور اس کی رحمت کا امیدوار۔

22 اکتوبر کی رات لالیاں حوالات میں گزاری۔ شام کو جامعہ کے کچھ طالبعلم ساتھی میرے لئے کھانا وغیرہ لے کر آئے اور اسی طرح اگلے دن صبح ناشتہ اور دیگر مناسب سامان لے کر پھر دوبارہ آئے۔ اور 23 کی صبح کو لالیاں سے ربوہ چوکی لائے اور پھر یہاں سے لاہور کی جانب روانگی ہوئی۔ اس وقت مجھے ہتھکڑی لگی ہوئی تھی اور جامعہ کے کچھ ساتھی وہاں پر موجود تھے۔ میری عجیب حالت تھی۔ مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ بڑی مشکل سے آنسو ضبط کئے کیونکہ اب میں تین ماہ کے لئے ربوہ سے دور، اپنے پیارے امام سے دور، اپنے ساتھیوں سے دور ایک تنگ وتاریک کوٹھڑی میں گزاروں گا۔۔۔ ہائے تین ماہ کا طویل عرصہ! نہ جانے وہاں یہ میرے ساتھ کیا سلوک کریں گے۔۔۔ طرح طرح کے خیالات میرے ذہن میں آ رہے تھے۔ اور جیپ لاہور کی جانب سڑک پر بڑی تیزی سے بھاگتی جا رہی تھی۔ ہر لمحہ مَیں مرکز سے دور ہو رہا تھا۔ اپنے پیارے امام ہمام حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ سے دوری، مرکز سے جدائی اور اپنے عزیز ساتھیوں سے فرقت کا غم بدستور مجھے کھائے جا رہا تھا۔

23 اکتوبر، شام کو مجھے شاہی قلعہ کے قیدخانہ پہنچا دیا گیا۔ قلعہ میں عام طور پر ہر ایک کو الگ الگ سیل میں رکھا جاتا تھا۔ اس چھوٹے سے کمرہ میں ہی سب کچھ

کرنا ہوتا تھا۔ اس سے باہر نکلنے کی کسی صورت میں بھی اجازت نہ تھی۔ کھانا، پینا، نہانا، دھونا۔ حتّٰی کہ پیشاب پاخانہ تک بھی اسی چھوٹی سی کوٹھڑی میں ہی کرنا ہوتا۔ صرف ایک جوڑا کپڑوں کا استعمال کرنے کی اجازت تھی۔ چھوٹا سا کمرہ، بدبو اور تعفّن کے باعث طبیعت سخت خراب ہوتی۔ اِسی عالم میں کبھی مَیں لیٹ جاتا، کبھی اُٹھ کر بیٹھ جاتا اور کبھی کمرہ میں ٹہلنا شروع کر دیتا۔ اور کبھی نوافل وغیرہ پڑھنا شروع کر دیتا۔ عجیب اضطراب کی کیفیت تھی۔ کسی پَل چین میسّر نہ تھا۔ یہاں کسی سے میری کچھ واقفیت تھی نہ جان پہچان۔ آخر خدا نے میری اور میرے ان ساتھیوں (یعنی دیواروں) کی دعا سن لی۔ اور 11 نومبر کو ہمارے مشفق اور مہربان استاد قریشی نور الحق تنویر صاحب مرحوم ہائی کورٹ کی اجازت سے مجھے ملنے کی غرض سے قلعہ میں تشریف لائے۔ انہیں دیکھ کر جان میں جان آئی۔ ایک مدّت کے بعد ایک واقف کار اور وہ بھی اپنے استاد کو دیکھا تھا۔ خوشی کے مارے منہ سے آواز نہ نکلتی تھی۔ کئی باتیں کرنا چاہتا تھا لیکن کچھ بھی نہ کہہ سکا۔ آخر تنویر صاحب بھی چلے گئے اور پھر وہی کمرہ اور خاموش دیواریں اور مَیں۔ رات بھر سوچتا رہا نہ جانے تنویر صاحب کس طرح یہاں آ گئے؟ وہ یہاں کس لئے آئے؟ انہیں مجھ سے ملنے کی اجازت کس طرح ملی......؟

اگلے دن 12 نومبر کو مجھے قلعہ سے ہائی کورٹ لے جایا گیا۔ اور یوں زندگی میں پہلی بار ہائی کورٹ کو دیکھا (گو بطور ملزم کے ہی)۔ وہاں جج صاحب نے کچھ سوالات پوچھے۔ پھر واپس قلعہ میں لائے اس کے بعد کافی مطمئن ہو گیا کہ ان شاء اللہ جلد رہائی ہو گی اور بالآخر 18 نومبر کی شام میرے لئے باعزت براءت کا پیغام لے کر آئی۔ ہائی کورٹ نے میری باعزّت براءت کا اعلان کر دیا تھا۔ اسی شام محترم تنویر صاحب مجھے قلعہ سے لے گئے۔ رات دارالذکر لاہور میں گزری۔ 26 دن کی قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرنے کے بعد آج کی رات آزادی سے بسر کی۔ دل کی عجیب کیفیت تھی۔ خوشی کے مارے رات بھر نیند نہ آئی۔ بار بار خدا تعالیٰ کی حمد وشکر بجالاتا رہا۔ 19 نومبر کو لاہور سے روانگی ہوئی اور رات آٹھ بجے کے قریب ربوہ اسٹیشن پر اترا۔ ایک بہت بڑی تعداد اسٹیشن پر میرے استقبال کے لئے آئی۔ اسٹیشن لوگوں سے بھر گیا تھا۔ پھر وہاں سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضورؒ بہت مصروف تھے۔ فرمایا صبح 10 بجے ملاقات ہو گی۔ اہالیان ربوہ نے ایسی محبت کا مظاہرہ کیا کہ ساری عمر یاد رہے گا۔

قید کی تکالیف

قید بہرحال قید ہی ہوتی ہے۔ وہاں آزادی یا سہولت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور پھر خصوصاً ہمارے جیسے ملکوں میں قیدیوں کے ساتھ جو سلوک کیا جاتا ہے وہ تو بس......الامان والحفیظ۔ میں مختصراً اُن تکالیف کا تذکرہ کئے دیتا ہوں جو دورانِ قید میرے لئے شدید پریشانی کا باعث بنی رہیں اور جن سے مجھے بہت تکلیف اُٹھانی پڑی۔

لالیاں میں مجھے ذاتی طور پر کوئی خاص تکلیف تو نہیں دی گئی۔ سوائے اس کے کہ قضائے حاجت کے لئے صبح وشام صرف دو مرتبہ کمرہ سے باہر نکالا جاتا تھا۔ اور اس کے علاوہ قضائے حاجت کے لئے کمرہ سے باہر آنے کی ہرگز اجازت نہ تھی۔ یہاں پر میرے لئے سب سے زیادہ تکلیف دہ وہ منظر تھا جب کئی ملزموں کو پولیس والے نہایت بے دردی اور بے رحمی سے پیٹتے تھے۔ اور ان کی دردناک اور دل سوز چیخوں سے میرا دل دہل جاتا تھا۔ یہ ہیبت ناک منظر مجھ سے دیکھا نہ جاتا تھا۔ اور اس کا اثر مجھ پر اس قدر ہو جاتا تھا کہ مجھے بخار تک ہو گیا تھا۔

زیادہ دن یعنی ایک ہفتہ چنیوٹ حوالات میں رہا۔ یہاں بھی عجیب منظر تھا۔ چھوٹا سا کمرہ، تنگ جگہ اور بے شمار لوگ۔ سب کے سب بیک وقت آرام بھی نہیں کرسکتے تھے۔ پھر اسی کمرہ میں نہانا، دھونا، قضائے حاجت وغیرہ۔ لوگ کھاتے پیتے بھی اسی کمرہ میں تھے۔ اور پھر سگریٹ، حقّہ پینے والوں کی دھواں بازی سے عجیب قسم کی بدبُو اور تعفّن پیدا ہوجاتا۔ مگر ”مرتا کیا نہ کرتا“۔ وہاں ایک ہفتہ رہنا ہی پڑا۔

لاہور قلعہ میں صبح کا ناشتہ چائے اور ایک عدد بسکٹ ہوتا۔ پھر نو بجے کے قریب دال روٹی اور اسی طرح شام کو بھی۔ پانچ بجے شام کے قریب چائے ملتی۔ سالن نہایت تکلیف سے کھایا جاتا کیونکہ نہایت بدمزہ اور خراب ہوتا۔ رات کا باسی سالن صبح کے وقت دیا جاتا۔ یہاں پر صرف ایک جوڑا کپڑوں کا رکھنے کی اجازت تھی۔ اسی وجہ سے کپڑے گندے ہونے کے باعث بڑی سخت تکلیف ہوتی تھی۔ کپڑے دھونے اور سکھانے کا انتظام نہ تھا۔ پھر بھی ایک روز شلوار قمیص دھوئی تھی۔ (باقی آئندہ، ان شاء اللہ)

بیت السبوح میں ایک اعزازی تقریب

مؤرخہ 4/اکتوبر 2020ء بروز اتوار شام چھ بجے شعبہ مال کی طرف سے میٹنگ روم بیت السبوح میں دو کارکنان مکرم رفیق الرحمٰن انور صاحب اور مکرم عمران احمد قیصرانی صاحب اور مکرم نادر اویس ادریس صاحب مربی سلسلہ کے اعزاز میں ایک سادہ مگر پُروقار تقریب کا انتظام کیا گیا۔ اس تقریب میں شعبہ مال کے کارکنان کے علاوہ محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نیشنل امیر جرمنی محترم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی اور طارق محمود صاحب نیشنل سیکرٹری مال جرمنی نے شرکت کی۔ تقریب کا آغاز دعا سے ہوا۔ محترم امیر صاحب جرمنی نے دعا کروائی اور شعبہ مال کی کارکردگی کو سراہا۔ اسی طرح شعبہ مال سے جانے والے کارکنان مکرم رفیق الرحمن انور صاحب اور مکرم عمران احمد قیصرانی صاحب کی خدمات کو سراہا اور انہیں یادگار شیلڈ سے نوازا۔ مکرم رفیق الرحمٰن انور صاحب نے شعبہ مال میں 2007ء تا 2020ء جبکہ مکرم عمران احمد قیصرانی صاحب نے شعبہ مال میں 7 سال خدمت کی توفیق پائی۔ مکرم رفیق الرحمٰن انور صاحب یکم اکتوبر 2020ء سے شعبہ محاسب جرمنی میں بطور مستقل کارکن خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

مکرم نادر اویس ادریس صاحب مربی سلسلہ کا تقرر شعبہ مال جرمنی میں ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام کارکنان کو احسن خدمت کی توفیق اور جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔ (نیشنل سیکرٹری مال جرمنی)

Wir sind alle DEUTSCHLAND

قسط ہشتم

جرمنی میں تبلیغِ اسلام

(رپورٹ: ظفر احمد ناگی)
اسسٹنٹ سیکرٹری تبلیغ و نگران TP2023 جرمنی

جرمنی کی سو فیصد آبادی تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کی تحریک

جیسا کہ جماعت احمدیہ جرمنی کی مجلس شوریٰ 2014ء کی تجویز ’جوبلی تبلیغ پروجیکٹ 2023‘ کے مطابق شعبہ تبلیغ جماعت احمدیہ جرمنی نے پیارے حضور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کی روشنی میں عزم کیا تھا کہ 2023ء تک جرمنی کے ہر شہری تک سلسلہ عالیہ احمدیہ کا پیغام پہنچائیں گے، ان شاءاللہ۔ گزشتہ 6 سال سے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ حقیقی رنگ میں جرمنی کے ہر چھوٹے بڑے شہر، قصبے، گاؤں اور دیہات میں جماعت کا پیغام پہنچایا جائے۔ تبلیغ پروجیکٹ کے تحت ہونے والی تبلیغی سرگرمیوں کی ایک اہم کڑی پوسٹرز اور بل بورڈز کے ذریعے اسلام احمدیت کو متعارف کروانا ہے اور سال 2023ء تک جرمنی بھر کے 100 بڑے شہروں میں بل بورڈز لگائے جائیں گے، ان شاءاللہ۔

دورانِ ماہ اکتوبر و نومبر 2020ء جرمنی کے مندرجہ ذیل 26 بڑے شہروں میں پوسٹرز/بل بورڈز ایکشن کا اہتمام کیا گیا جس کی مختصر رپورٹ تحدیثِ نعمت کے طور پر قارئین کے پیشِ خدمت ہے۔

No.	City/Jamaat Name	No. of Billboards
1	Heilbronn	5
2	Erlangen	8
3	Regensburg	6
4	Friedberg	5
5	Göttingen	5
6	Northheim	6
7	Ashaffenburg	6
8	Würzburg	5
9	Mannheim	9
10	Delmenhorst	6
11	Stade	3
12	Bonn	8
13	Frankenthal	3
14	Neuwied	6
15	Wittlich	4
16	Chemnitz	5
17	Kiel	7
18	Lübeck	6
19	Schleswig	5
20	Bielefeld	6
21	Herford	4
22	Essen	5
23	Münster	6
24	Esslingen	3
25	Reutlingen	5
26	Ulm-Donau	3

اُوپر دیئے گئے شہروں میں 22/اکتوبر تا 2/نومبر 2020ء کُل 140 بل بورڈز لگائے گئے جن کا سائز 356cm x 252cm تھا۔

یہ بل بورڈز مندرجہ ذیل عناوین کے تحت تھے۔

1) مسیح موعود آچکے ہیں مع تصویر حضرت مسیح موعودؑ

2) مسلمان نسل پرستی کے خلاف (9 مختلف قسم کے بل بورڈز تھے)

بل بورڈز مہم کی کامیابی اور اسلام احمدیت کے پیغام کی زیادہ سے زیادہ تشہیر کے لئے دورانِ مہم مندرجہ ذیل پروگرامز کے انعقاد کی منصوبہ بندی کی گئی۔

1) پریس کانفرنس

2) تبلیغی اسٹینڈز

3) فلائر ایکشن شہر کے تمام علاقوں اور حصوں میں (مسلمان نسل پرستی کے خلاف)

4) سیاستدانوں کیساتھ پینل ڈسکشن

5) اخبارات کے ایڈیٹرز کو خطوط

6) سوشل میڈیا مہم

7) تبلیغی نمائش

اس ضمن میں متعلقہ صدرانِ جماعت کو تفصیلاً خطوط لکھے گئے، باقاعدہ چیک لسٹیں تیار کر کے کاموں کی ذمہ داریوں کا تعین کیا گیا اور صدرانِ جماعت اور سیکرٹریانِ تبلیغ کے ساتھ ویب ایکس کے ذریعے 3 ویڈیو کانفرنسز کی گئیں جن میں نیشنل سیکرٹری صاحب تبلیغ بھی شامل ہوئے۔ اسی طرح جماعتوں میں مختلف کاموں کی سرانجام دہی کے لئے خصوصی ٹیمیں تشکیل دی گئیں ہیں اور بذریعہ آن لائن میٹنگز اُن کو کاموں کی تفصیلات سے آگاہ کیا گیا۔

پریس کانفرنس

اِس مہم کے دوران 25 شہروں میں پریس کانفرنسز کا اہتمام کیا گیا، الحمدُللہ۔ پریس کانفرنسز میں 24 اخبارات کے 40 نمائندگان نے شمولیت اختیار کی۔ خبروں کو جرمنی بھر کے 8.4 ملین سے زائد احباب نے پڑھا، 9 ریڈیو چینلز پر خبریں نشر ہوئیں جنہیں 1.8 ملین لوگوں نے سنا، 5 ٹیلی ویژن چینلز نے خبریں نشر کیں جن کے ذریعہ 8 لاکھ سے زائد لوگوں تک پیغام حق پہنچا۔ جن شہروں میں وباء کی وجہ سے پریس کانفرنسز منعقد نہیں ہوسکیں، وہاں اخباری نمائندگان کے ساتھ آن لائن پریس کانفرنس کا انعقاد عمل میں لایا گیا۔

فلائیرز کی تقسیم

بل بورڈز / پوسٹرز کے مضمون (مسلمان نسل پرستی کے خلاف) کے مطابق نیا فلائیر ایک ملین کی تعداد میں طبع کروایا گیا اور متعلقہ جماعتوں کی مطالبہ کے مطابق اُن کو بھجوایا گیا۔ فلائیرز کی تقسیم کے حوالے سے اکثر جماعتوں نے بڑی جامع منصوبہ بندی کی اور زیادہ سے زیادہ ممبرانِ جماعت کو اس کام میں شامل کرکے پانچ سے چھ ہفتوں میں اپنے شہر اور اِردگرد کے علاقوں میں تقسیم کرنے کا پروگرام بنایا۔ ان تمام شہروں میں فلائیرز کی تقسیم کا آغاز 17 اکتوبر سے کیا گیا۔ اس سلسلہ میں کل تین لاکھ سولہ ہزار دوسو اٹھانوے فلائیرز 622 احبابِ جماعت نے تقسیم کئے، کل 1084 گھنٹے صَرف کئے اور 9235 کلومیٹر سفر کیا گیا۔

تبلیغی اسٹینڈز

تمام 26 شہروں میں کل 104 تبلیغی اسٹینڈز کی منصوبہ بندی کی گئی جن میں سے 86 تبلیغی اسٹینڈز کی اجازت بروقت حاصل کر لی گئی تاہم جرمنی میں کورونا وباء کی وجہ سے بہت سے تبلیغی اسٹینڈز نہ لگائے جاسکے۔ کل 17 شہروں میں 41 تبلیغی اسٹینڈز لگائے گئے ان تبلیغی اسٹینڈز سے 379 سے زائد احباب نے استفادہ کیا، 11279 کی تعداد میں فلائیرز اور لٹریچر تقسیم ہوا، 5 میڈیا نمائندگان نے شرکت کی اور تقریباً 14 گھنٹے تبلیغی اسٹالز پر آنے والوں کے ساتھ بات چیت کی گئی۔

سیاستدانوں کے ساتھ تبادلہ خیالات

26 شہروں میں سے اب تک 3 شہروں میں آن لائن مذاکروں کا انعقاد ہوچکا ہے، ان پروگراموں میں سیاستدانوں اور مختلف تنظیموں کے پانچ نمائندگان شامل ہوئے اور 423 افراد نے ان پروگراموں کو سنا اور دیکھا۔

اخبارات کے ایڈیٹرز کو خطوط

بل بورڈز/پوسٹرز کے مضمون (مسلمان نسل پرستی کے خلاف) کے مطابق دو جماعتوں کے اکیس احبابِ جماعت نے اخبارات کے ایڈیٹرز کو خطوط لکھے۔

سوشل میڈیا مہم

تمام 26 جماعتوں میں سوشل میڈیا (فیس بک، ٹوئیٹر، انسٹاگرام) کے ذریعے بھی ایک مہم چلائی گئی اور کوشش کی گئی کہ اسلام احمدیت کا پیغام زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچایا جاسکے۔

تبلیغی نمائش

پانچ شہروں میں تبلیغی نمائش کے لئے اجازت حاصل کی گئی تاہم وبائی مرض کورونا وائرس کی موجودہ صورتحال کے پیشِ نظر تمام پروگراموں کو ملتوی کرنا پڑا۔

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے کہ اکثر شہروں کے بعض مقامات پر یہ بل بورڈز (جو کہ دس دِن کے لیے لگائے گئے تھے) تقریباً دو ماہ تک آویزاں رہے اور ان کے ذریعے اسلام احمدیت کا تعارف اور پیغام لوگوں تک پہنچتا رہا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری مساعی میں برکت ڈالے اور ہرلحاظ سے ہماری تائید و نصرت فرمائے اور اللہ کرے کہ ہم میں سے ہر ایک تبلیغ کے اس اہم فریضہ کو کما حقہٗ بجالانے والا ہو، آمین۔

Pressekonferenz Delmenhorst

Kiel

Podiumsdiskussion Stade

Göttingen

Erlangen

Mannheim

Lübeck

TP2023 کے تحت ہونے والی پریس کانفرنسز اور بل بورڈز مہم کے بعض مناظر

ملکی و عالمی خبریں

• 2019ء کے آخر میں چین سے شروع ہونے والا کووڈ19 اب پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے۔ پہلی لہر میں جرمنی کسی حد تک محفوظ رہا تھا مگر اس کی دوسری لہر نے جرمنی کو بھی بری طرح متاثر کیا ہے۔ اکتوبر کے مہینہ سے اس کی شرح تیزی سے بڑھنی شروع ہوئی جو جنوری تک بڑھتی رہی۔سخت پابندیوں کے بعد یہ کسی حد تک قابو میں آیا ہے۔اب تک جرمنی میں تقریباً 23لاکھ انسانوں کو یہ متاثر کر چکا ہے اور 56ہزار سے زائد لوگ اس وائرس کے نتیجہ میں موت کے منہ میں چلے گئے۔مغربی صوبہ نارڈ رائن ویسٹ فالن سب سے زیادہ متاثر ہوا ہے جہاں تقریباً پانچ لاکھ لوگ اس سے بیمار اور دس ہزار سے زائد افراد فوت ہو چکے ہیں۔

اس کی ویکسین بھی لگنی شروع ہوگئی ہے جس کی ابتدا دارالشیوخ سے کی گئی ہے اور ایسے کئی مراکز میں کام مکمل ہونے کے بعد اب 80سال سے زائد عمر کے لوگوں کو یہ ویکسین لگائی جارہی ہے۔ پھر دارالشیوخ کے عملے اور اسی طرح ہسپتال کے ڈاکٹروں اور نرسنگ سٹاف کو یہ ویکسین لگائی جارہی ہے۔ جوں جوں ویکسین مہیا ہوتی چلی جائے گی توں توں عام شہریوں کو بھی یہ ویکسین لگائی جائے گی۔ جرمنی میں جو ویکسین لگائی جارہی ہے وہ یورپین یونین کی منظور کردہ ہے۔ ایک تو جرمنی کی اپنی کمپنی Biontech اور دوسری AstraZeneca ہے جو کہ برطانوی کمپنی ہے۔ AstraZeneca کی ویکسین یورپ میں دیر سے مہیا ہوئی ہے جبکہ برطانیہ میں بہت پہلے سے لگنا شروع ہو چکی تھی۔ جرمنی میں ابھی تک صرف 2.2 فیصد لوگوں کو ویکسین لگائی جا چکی ہے۔یہ رفتار بہت سست ہے اس لئے یورپین یونین چین اور روس سے بھی ویکسین حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

• 2021ء کا سال جرمنی میں انتخابات کا سال ہے۔اس سال 26 ستمبر کو پارلیمنٹ کا چناؤ ہوگا جس میں جرمن چانسلر کا انتخاب بھی ہوگا۔ جرمنی کی موجودہ چانسلر اینگلا میرکل پہلے ہی اس بات کا اعلان کر چکی ہیں کہ وہ اس مرتبہ چانسلر کے امیدوار کے طور پر الیکشن میں حصہ نہیں لیں گی۔ اینگلا میرکل صاحبہ نے پارٹی کی سربراہی سے بھی استعفا دے دیا تھا۔جس کے بعد محترمہ Kramp-Karrenbauer صاحبہ پارٹی کی سربراہی کے لئے منتخب ہوئیں مگر ان کو بعد میں استعفا دینا پڑا۔ اب لاشیٹ Laschet صاحب CDU کے سربراہ منتخب کئے گئے ہیں اور خیال کیا جاتا ہے کہ وہ ہی چانسلر کے امیدوار کے طور پر الیکشن میں کھڑے ہوں گے۔

• نیپالی کوہ پیماؤں کی دس رکنی ٹیم نے سولہ جنوری 2021ء کو پاک چین سرحد کے قریب قراقرم کے پہاڑی سلسلے میں واقع دنیا کی دوسری بلند ترین چوٹی کے ٹو کو سر کر کے ایک نیا عالمی ریکارڈ قائم کر دیا۔ کوہ پیمائی سے متعلق ملکی تنظیم الپائن کلب آف پاکستان کے ترجمان کرار حیدری کے مطابق 'شیرپا' قوم سے تعلق رکھنے والے دس نیپالی کوہ پیماؤں کی یہ ٹیم مقامی وقت کے مطابق آج ہفتہ سولہ جنوری کی شام پانچ بجے اس پہاڑی چوٹی پر پہنچ گئی۔

• کرار حیدری کے مطابق اس سے قبل موسم سرما میں کے ٹو کو کسی نے بھی کبھی سر نہیں کیا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ ایک ماہ پہلے بین الاقوامی کوہ پیماؤں کی ٹیم سردیوں میں کے ٹو سر کرنے کے لیے پہنچی تھی۔ حیدری کے بقول، ”درجنوں کوہ پیماؤں میں سے صرف دس نیپالی کوہ پیماؤں کا گروپ کامیاب ہوا ہے“۔

دنیا کے بلند ترین پہاڑ ماؤنٹ ایورسٹ کے بعد کے ٹو 8611 میٹر کی بلندی کے ساتھ دنیا کی دوسری بلند ترین چوٹی ہے۔موسم سرما کے دوران کے ٹو کی چوٹی پر ہوا کی رفتار بہت تیز ہوتی ہے اور درجہ حرارت منفی 60 ڈگری سینٹی گریڈ تک پہنچ جاتا ہے۔ کے ٹو کو 1954ء میں پہلی مرتبہ سر کیا گیا تھا۔ تاہم موسم سرما میں اس چوٹی کو اب پہلی بار سر کیا گیا ہے۔ الپائن کلب آف پاکستان کے مطابق اس سال چار ٹیموں پر مشتمل کل 48 کوہ پیما کے ٹو سر کرنے کی مہم میں شامل تھے۔ ماضی میں موسم سرما کے دوران کوہ پیمائی کے تمام پروگراموں کے مقابلے میں یہ تعداد سب سے زیادہ ہے۔حیدری کے مطابق دس نیپالی کوہ پیما پہلے مختلف گروپوں کا حصہ تھے تاہم موسم سرما میں کے ٹو کو سر کرنے کا عالمی ریکارڈ اپنے وطن نیپال کے نام کرنے کے لیے وہ سب اکٹھے ہو گئے۔ اطلاعات کے مطابق کے ٹو کو سر کرنے کے بعد نیپالی کوہ پیماؤں نے وہاں اپنا قومی ترانہ بھی گایا۔ ماضی میں اس بہت خطرناک پہاڑ کو زیر کرنے کی کوشش میں درجنوں کوہ پیما اپنی جانیں گنوا چکے ہیں۔(بشکریہ www.dw.com)

جو بادہ کش تھے پُرانے، وہ اُٹھتے جاتے ہیں

ایک بے نفس، سادہ اور مخلص خادم سلسلہ

مکرم مولانا محمد عمر صاحب مرحوم

(سابق ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نہایت مخلص و بے نفس قدیمی خادم مولانا محمد عمر صاحب سابق ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ قادیان 21 جنوری 2021ء کو 87 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم مکرم پی کے ابراہیم صاحب آف کیرالہ کے بیٹے تھے۔ ان کے والد جماعت کے سخت مخالفین اور معاندین میں سے تھے لیکن بعض احمدی تاجروں سے تبادلہ خیال کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے قائل ہوگئے اور 1924ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دستِ مبارک پر بمبئی میں بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہوگئے۔

مولانا عمر صاحب 1954ء میں قادیان آئے جبکہ تقسیم ملک کے بعد مدرسہ احمدیہ کا از سر نَو اجراء ہو چکا تھا۔ 1955ء میں مدرسہ میں داخل ہوئے اور 1961ء میں مدرسہ احمدیہ اور پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کرنے کے بعد ایک سال تک مدرسہ احمدیہ میں پڑھاتے رہے۔ طالب علمی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کی خواہش پر مرحوم کو تقریباً ایک سال تک روزانہ صبح ان کے گھر جا کے قرآن کریم سنانے کی توفیق ملی۔ 1962ء میں آپ کا تقرر بطور مبلغ سلسلہ ہوا اور ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں ایک کامیاب مبلغ کے طور پر خدمت بجالاتے رہے۔ یادگیر اور کوئمبٹور کے تاریخی مناظروں میں مرکزی نمائندگان مولانا دوست محمد صاحب شاہد اور مکرم حافظ مظفر احمد صاحب کے ساتھ آپ نے بہت اہم کام کیا۔ تقریباً ایک سال تک فلسطین میں بھی خدمت کی سعادت ان کو حاصل رہی۔ معمول کی تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ آپ کو قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی متعدد کتب اور رسالوں کی ملیالم اور تامل میں ترجمہ کرنے کی توفیق بھی ملی۔ خلیفۃ المسیح کے خطبات کا فوری طور پر ترجمہ کر کے احباب جماعت تک پہنچانا آپ کا معمول تھا۔ مختلف موضوعات کے تحت سات کتب تامل زبان میں خود تصنیف کیں۔ صوبہ تامل ناڈو میں جماعتی رسالہ 'سمادانہ وازھری' کا اجراء کر کے طویل عرصہ تک شائع کرتے رہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 22 جنوری 2021ء کو مسجد مبارک اسلام آباد ٹلفورڈ میں نماز جمعہ کے بعد مرحوم کی نماز جنازہ غائب پڑھائی اور اس سے قبل خطبہ جمعہ میں آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا:

"2007ء میں جب ان کو میں نے ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ مقرر کیا اور پھر ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن و وقفِ عارضی مقرر کیا۔ اور پھر بطور نائب ناظر اعلیٰ بھی خدمت کی توفیق ملی تو بڑے احسن رنگ میں انہوں نے تمام خدمات سرانجام دیں۔ مدرسہ احمدیہ سے فارغ ہونے کے بعد مجموعی طور پر مرحوم کو 53 سال تک سلسلہ کی خدمت کی توفیق ملی۔...... جنون تھا ان کو جماعت کی خدمت کا۔ جب فیملی کے ساتھ بھی ذاتی سفر پر جایا کرتے تھے تو سفر کے دوران بھی آپ جماعتی کاموں میں خصوصاً ترجمہ وغیرہ کے کاموں میں مشغول رہتے تھے"۔

مرحوم کو حضور انور ایدہ اللہ کی خصوصی شفقت سے جلسہ سالانہ جرمنی میں بھی بطور مہمان مقرر شرکت کی توفیق ملی۔ اس موقع پر جلسہ سالانہ کے پہلے اجلاس کی صدارت بھی آپ نے فرمائی۔

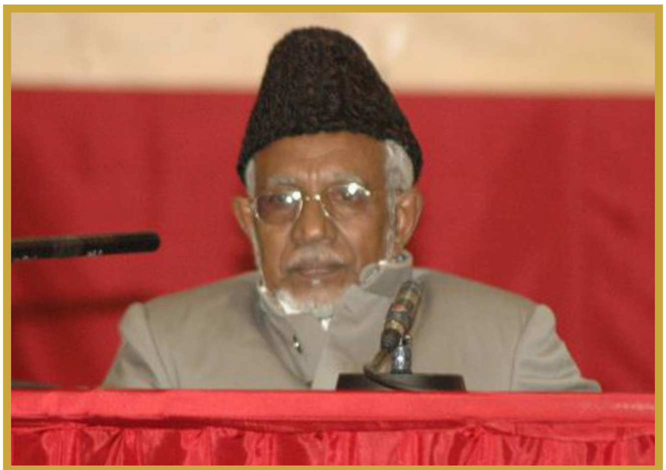

جلسہ سالانہ جرمنی 2007ء کے پہلے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے

مولانا مرحوم کے پسماندگان میں چار بیٹیاں، داماد، متعدّد نواسے نواسیاں اور پڑنواسے پڑنواسیاں شامل ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت ورحم کا سلوک فرمائے، درجات بلند کرے اور ان کی اولاد کو بھی وفا کامل وفا کے ساتھ جماعت سے تعلق رکھنے کی توفیق دے، آمین۔

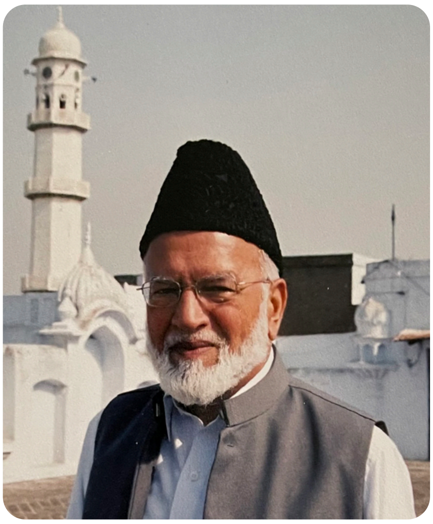

چلا گیا سوئے فردوس وہ مہِ انور　　وفا نبھائی خلافت سے جس نے جیون بھر

مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب مرحوم

(سابق ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ ربوہ)

سلسلہ کے معروف خادم اور عالم مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب 11 جنوری 2021ء کو ربوہ میں تقریباً 88 سال کی عمر میں وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ ایک طویل عرصہ تک میدان عمل میں بطور مربی سلسلہ خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ 1982ء میں آپ کا تقرر مرکز سلسلہ ربوہ میں بطور سیکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان ہوا پھر اگست 1983ء میں مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب کی شہادت کے بعد ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ مقرر ہوئے اور اس ذمہ داری کو 1984ء کے پُر آشوب دَور میں نہایت حوصلہ، فراست وہمت کے ساتھ پندرہ سال تک نبھایا۔ آپ ناظر خدمت درویشاں اور ناظر اصلاح وارشاد رشتہ ناطہ بھی رہے۔ وفات سے چند سال قبل اپنی بیماری کی وجہ سے ریٹائر ہو گئے تھے لیکن سینہ میں خدمت، قربانی اور وفا کا جذبہ ہمیشہ کی طرح موجزن رہا۔

مولانا مرحوم کھاریاں کے ایک بزرگ مکرم چوہدری محمد دین صاحب اور مکرمہ رحمت بی بی صاحبہ کے اکلوتے بیٹے تھے۔ آپ کے والد محترم نے 1928ء میں حضرت خلیفہ ثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ مولانا مرحوم نے مڈل تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد وقف کر کے 1946ء میں مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخلہ لے لیا۔ پاکستان بننے کے بعد جامعہ احمدیہ احمد نگر سے 1952ء میں مولوی فاضل کا امتحان دیا اور اپریل 1956ء میں جامعہ احمدیہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ 1960ء میں جلسہ سالانہ کے موقع پر آپ کا نکاح حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ نے مکرمہ محمودہ شوکت صاحبہ بنت چوہدری سادھو دین صاحب کے ساتھ پڑھایا۔ ان کی اولاد میں چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ ایک بیٹے ان کے مکرم احسان محمود صاحب وقفِ زندگی ہیں تحریک جدید کے دفاتر میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

مولانا مرحوم ایک مصنف بھی تھے اور متعدد کتب لکھیں خصوصاً 1984ء کے حالات میں 'کلمہ طیبہ کی عظمت کا قیام اور احمدی کی پہچان'، 'اللہ تعالیٰ، حضرت محمد ﷺ، قرآن کریم اور خانہ کعبہ'، 'جماعت احمدیہ کی تعداد کا مسئلہ'، 'نفاذ شریعت میں ناکامی کے اسباب' اور 'توہین رسالت کی سزا' شائع کرنے کی توفیق ملی۔ مرحوم متعدد بار جرمنی تشریف لائے۔ سب سے پہلے تو 1974ء میں غانا جاتے ہوئے اور واپسی پر چند دن قیام رہا پھر اپنے بیٹے کے پاس کئی مرتبہ آئے اور جلسہ سالانہ جرمنی میں بھی شامل ہوئے۔ حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ نے 22 جنوری 2021ء کو مسجد مبارک اسلام آباد ٹلفورڈ میں نماز جمعہ کے بعد مرحوم کی نماز جنازہ غائب پڑھائی اور اس سے قبل خطبہ جمعہ میں آپ کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے فرمایا:

"مکرم مولانا صاحب کی پہلی تقرری گجرات میں ہوئی تھی نیز آپ نے بطور مربی سلسلہ پاکستان کے مختلف شہروں میں خدمات سرانجام دیں۔ 1974ء سے 1978ء تک غانا میں بھی رہے۔ یہ اس دور میں جب میں بھی وہاں تھا یہ تھے وہاں۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ بڑے بےنفس ہو کے وہاں خدمت کی۔...... ان کو تبلیغ کرنے کا ملکہ، لوگوں سے بات چیت کرنے کا ملکہ، تقریر کا ملکہ بھی بہت تھا۔ متعدد ایسے واقعات ہیں ان کے کہ مختلف مسالک سے تعلق رکھنے والے لوگوں سے اور علما سے ان کی اختلافی مسائل پر گفتگو ہوتی اور بڑے ٹھوس اور علمی جواب دیتے۔ بڑے اچھے مقرر تھے جیسا کہ میں نے کہا۔ سامعین کو، سننے والوں کو اپنی طرف کھینچ لیتے تھے۔ مربیان جو ان کے ساتھ کام کرنے والے ہیں وہ بھی یہی لکھتے ہیں کہ ہمیں ساتھ لے کر چلنے والے تھے۔ ہر ایک نے یہی لکھا کہ انتہائی شفقت کا سلوک ہم سے فرماتے تھے اور خود بھی تہجد اور عبادت کرنے والے، لوگوں کو، مربیان کو بھی خاص طور پر تہجد اور عبادت کی تلقین کیا کرتے تھے۔ خلافت سے وفا اور اطاعت کا ایک غیر معمولی معیار تھا ان کا۔ ابتلاء بھی آیا ان پہ خلافت رابعہ میں ذرا سا۔ لیکن کامل اطاعت کے ساتھ انہوں نے وہ دَور گزارا اور ماتحت رہ کر بھی کام کیا۔ بلکہ ان کو کسی نے کہا بھی کہ آپ پہلے ناظر تھے اب آپ کو ناظر کی بجائے کسی ناظر کے ماتحت کام کرنا پڑ رہا ہے تو انہوں نے کہا کہ 'خلیفہ وقت بہتر جانتے ہیں کہ کس کی کہاں ضرورت ہے۔ میں نے وقف کیا ہوا ہے مجھے چاہے جھاڑو دینے پہ لگا دیا جائے، میں تو وہی کام کروں گا۔ جس کا خلیفۂ وقت کا ارشاد ہے' اور اللہ تعالیٰ نے پھر بہتر حالات کئے اور ان کی اس کامل وفا اور اطاعت کے نمونہ کو میں سمجھتا ہوں قبولیت کا رنگ ملا اور دوبارہ صدر انجمن احمدیہ کے ممبر بھی بنے اور ناظر بھی بنے۔ جہاں بھی رہے امیر کے ساتھ مکمل ان کا تعاون اور اطاعت کا نمونہ ہوتا تھا۔ کراچی میں بھی اور دوسری جگہوں پہ بھی۔ اللہ تعالیٰ ان سے رحمت ومغفرت کا سلوک فرمائے، ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین"۔

جرمنی کی قومی اسمبلی میں احمدیہ پارلیمانی گروپ کا قیام

(رپورٹ: ڈاکٹر محمد داؤد مجوکہ نیشنل سیکرٹری امور خارجیہ جرمنی)

اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ جرمنی کو حال ہی میں جرمن قومی اسمبلی میں ممبران اسمبلی کا ایک کثیر الجماعتی گروپ قائم کرنے کی توفیق ملی ہے جس میں جرمنی کی جمہوری پارٹیاں CDU, SPD, Green, Left, FDP شامل ہیں۔

ہماری خواہش تھی کہ جلسہ سالانہ جرمنی 2020ء کے موقع پر اس گروپ کا باقاعدہ آغاز ہو۔ تاہم کورونا کی وبا کے پھیلنے پر جلسہ سالانہ جرمنی منعقد نہ ہوسکا۔ نیز ممبران پارلیمنٹ کے ساتھ ملاقاتوں کا سلسلہ بھی محدود ہوگیا۔ تاہم اس منصوبہ پر کام جاری رہا اور مختلف انتظامی امور طے کرنے کے بعد تمام پارٹیوں میں سے ایک ایک نمائندہ کو گروپ میں شرکت کی تحریری دعوت دی گئی۔ ان کی گروپ میں تحریری شمولیت کے ساتھ جنوری 2021ء سے گروپ کا باقاعدہ آغاز ہوگیا ہے، الحمد للہ۔

اس پارلیمانی گروپ کا مقصد احمدیوں پر ہونے والے مظالم کی روک تھام ہے۔ اس کے لئے یہ گروپ ایسے ممالک، جہاں احمدیوں پر مظالم ہو رہے ہیں، کی حکومتوں کو آزادی مذہب کے انسانی حق کی ضمانت دینے اور احمدیوں کے جان و مال کی حفاظت کرنے سے متعلق اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی طرف توجہ دلائے گا۔ نیز ایسے پروگرام کرے گا جن کے ذریعہ مختلف ممالک میں جماعت احمدیہ پر ہونے والے مظالم کو اُجاگر کیا جائے۔ اسی طرح یہ گروپ امریکہ، برطانیہ، کینیڈا میں موجود احمدیہ پارلیمانی گروپوں کے ساتھ بھی رابطہ رکھے گا۔

پارلیمانی گروپ کے کوآرڈینیٹر حکومتی پارٹی CDU کے ممبر قومی اسمبلی Frank Heinrich صاحب ہیں جو انسانی حقوق کی سب کمیٹی میں اپنی پارٹی کے نمائندہ بھی ہیں۔ اس وقت تک اس گروپ میں نو ممبران قومی اسمبلی شامل ہو چکے ہیں۔ آئندہ دنوں میں مزید ممبران کی شمولیت متوقع ہے۔ ممبران قومی اسمبلی کے ساتھ مشورہ اور

محترمی امیر صاحب جرمنی کی منظوری سے اس گروپ کا نام "Parteiübergreifender parlamentarischer Gesprächskreis Ahmadiyya-Verfolgung" رکھا گیا ہے۔

اس گروپ کی تشکیل کے لئے جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ، کینیڈا و امریکہ اور شعبہ امور خارجیہ جرمنی کی ٹیم کے لئے دعاؤں کی درخواست ہے جنہوں نے کئی سال تک اس ہدف کو حاصل کرنے کے لئے مسلسل کوشش کی۔

ضرورت کارکنان
برائے شعبہ سو مساجد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت جرمنی کے مختلف شہروں میں مساجد تعمیر ہو رہی ہیں اور آئندہ چند مہینوں میں مزید مساجد کی تعمیر شروع کرنے کا پروگرام ہے۔ اس ضمن میں شعبہ سو مساجد کو خدمت کا جذبہ رکھنے والے درج ذیل ہنرمند (Fach Handwerker) افراد درکار ہیں:

الیکٹریشن۔ پلمبر

مستری۔ ٹائلیں لگانے والے۔

رنگ و روغن کرنے والے۔ بڑھئی۔

چھت اور کھڑکیوں کی تنصیب کا کام جاننے والے۔

Außen Anlage کا کام جاننے والے

ہمیں ایسی فرموں کے رابطہ نمبر بھی درکار ہیں جن کا کام معیاری ہونے کے ساتھ ساتھ اُجرت بھی مناسب ہو۔ جن احباب کو ایسی فرموں کا تجربہ اور علم ہو ان سے درخواست ہے کہ شعبہ ہذا کو مطلع کریں، جزاکم اللہ۔

دعا کی بھی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جلد از جلد سو مساجد کی تعمیر مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

(حافظ مظفر عمران۔ ایڈیشنل سیکرٹری جائیداد برائے سو مساجد)

مولانا سلطان محمود صاحب کی
وفاتِ حسرت آیات پر

چلا گیا سوئے فردوس وہ مہِ انور
وفا نبھائی خلافت سے جس نے جیون بھر
عبور تھا اُسے جذبوں کی ترجمانی پر
بیان اُس کا تھا جادو اثر سر منبر
وہ لہجہ تھا کہ وہ دریا کی اک روانی تھی
وہ لفظ تھے دمِ تقریر جیسے ہوں گوہر
لبوں پہ وقتِ تکلّم بصیرتوں کی نمو
تھی عُسر و یُسر میں اک آن بان چہرے پر
وہ اِس توجّہ سے لوگوں کی بات سنتا تھا
کہ جیسے ہو کوئی خاموش صفت دیدہ ور
خلوص و خدمتِ دیں سے اُسے مقام ملا
حیات کا رہا ہر پل اِسی سے روشن تر
جُدا ہوا وہ بچپن میں علمِ دیں کے لئے
اگرچہ ماں کا بڑا لاڈلا وہ لختِ جگر
گزار دی بڑے جذبے سے اس نے دیں کے لئے
کہ وقف تھا اِسی رستے میں زندگی کا سفر
جو پھول اُس نے اُگائے ہیں اپنے آنگن میں
اُسی کی خوشبو سے مہکیں وہ سارے شام و سحر

(پروفیسر مبارک احمد عابد۔ حال امریکہ)

Pressekonferenz Reutlingen

نسل پرستی کے موضوع پر ہونے والے پروگرام

(رپورٹ: ملک صفوان احمد۔ کارکن شعبہ تبلیغ جرمنی)

دنیا بھر میں نسل پرستی کے نتیجہ میں ہونے والے واقعات روز بروز بڑھ رہے ہیں۔ کم و بیش ہر مہاجر کسی نئے ملک میں آ کر اس کا سامنا کرتا ہے۔ گو بین الاقوامی سطح پر بھی مہمات ہوتی رہتی ہیں اور جرمنی میں بھی اس سے متعلق بحث و گفتگو لمبے عرصے سے وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی ہے، تاہم جرمنی میں بھی نسلی تعصب کا رجحان بڑھتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ نسلی تعصب کے سدّباب کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات و ہدایات کی روشنی میں جماعت احمدیہ جرمنی کو اس موضوع پر وسیع پیمانے پر ملک گیر مہم چلانے کی توفیق مل رہی ہے۔ اب تک نسل پرستی سے متعلق آٹھ مباحثے ہو چکے ہیں جنہیں ہر خاص و عام نے بہت پسند کیا اور مختلف ذرائع ابلاغ نے بھی ان اقدامات کو قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ ان پروگراموں میں جماعت احمدیہ کو قیام و استحکامِ امن کے لیے اسلام کی تعلیم پیش کرنے کی توفیق ملی۔ تین تازہ پروگراموں کی رپورٹ قارئینِ اخبارِ احمدیہ کی خدمت میں پیش ہے۔

لوکل امارت ہمبرگ

مؤرخہ 2 دسمبر 2020ء کو ہمبرگ میں جماعت احمدیہ کو ایک پینل ڈسکشن کے انعقاد کی توفیق ملی۔ اس پروگرام کو نہ صرف سوشل میڈیا کے ذریعے دیکھا گیا بلکہ ایک ٹیلی وژن نیٹ ورک نے بھی اسے براہِ راست نشر کیا۔ اس پروگرام کا عنوان تھا ”نسلی امتیاز کے خاتمے میں مذاہب کا کردار“۔ اس پروگرام سے چند روز قبل ہمبرگ کی مسجد بیت الرشید میں گالیوں اور دھمکیوں سے بھرا ایک خط موصول ہوا۔ اس خط کے ملنے پر جماعت احمدیہ ہمبرگ نے ایک پریس کانفرنس بلائی جس میں ایک اخبار کے نمائندے کے ساتھ تین ٹیلی وژن کے نمائندے بھی شامل ہوئے۔ پریس کانفرنس میں جماعت احمدیہ کے ساتھ ایک یہودی تنظیم کے ربّی نے بھی شرکت کی۔ اس تنظیم کے ساتھ کافی عرصے سے رابطے کی کوششیں جاری تھیں لیکن اس سے پہلے انہوں نے جماعت کے کسی پروگرام میں شرکت نہیں کی تھی۔ اسی موقع پر آئندہ چند روز میں ہونے والی پینل ڈسکشن کا اعلان کیا گیا تو موقع پر موجود ایک ٹیلی وژن نیٹ ورک نے اپنے اسٹوڈیو کی پیش کش کی۔ یوں اس ایک نفرت آمیز خط نے کئی نئے تعلقات ہموار کر دیئے، الحمدللہ۔ چنانچہ یہ پینل ڈسکشن TIDE چینل کے اسٹوڈیو میں اور انہی کے تکنیکی عملے کے ساتھ منعقد ہوئی۔ شرکائے گفتگو کے نام درج ذیل ہیں۔

یہودی تنظیم کی طرف سے ہمبرگ میں صوبائی سطح پر کئے جانے والے پروگرام میں مکرم Shlomo Bistritzky صاحب شامل ہوئے۔ عیسائیوں کی طرف سے مکرمہ Katty Nöllenburg صاحبہ جو مذاہب کے مابین گفتگو و صلح جوئی اور انسدادِ نسل پرستی کی ماہر جانی جاتی ہیں۔ مکرم سعید احمد عارف صاحب مربی سلسلہ برلن اور مکرم نیشنل امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی فرانکفرٹ سے آن لائن شریک گفتگو ہوئے۔

مکرم منیب بٹ صاحب نے معاون میز بان کے فرائض انجام دیئے۔ ان کے ذمہ سوشل میڈیا، یوٹیوب وغیرہ سے آنے والے سوالات کو پینل کے سامنے رکھنے کی ذمہ داری تھی۔

شرکائے گفتگو نے مختلف پہلوؤں سے اس نسل پرستی کے محرّکات، ان کی ماہیت اور ان کے سدِّباب پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ پروگرام کے دوران MTA German Studios کی ایک تیار کردہ ویڈیو بھی دکھائی گئی جس میں جرمنی کے نسل پرستی سے متعلق ایک ماہر کے انٹرویو کا ایک حصہ دکھایا گیا اور اس کے بعد حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک ویڈیو کلپ دکھایا گیا۔جس میں حضور انور نے فرمایا تھا کہ ”عدل کی کمی کی وجہ سے یہ معاملات سر اٹھا رہے ہیں، اپنے ملک میں توڑ پھوڑ کرنا اس کا حل نہیں ہے“۔ اس کے علاوہ مکرم سعید عارف صاحب اور نیشنل امیر صاحب جرمنی نے بھی جماعتی کاوشوں کی تفصیل پیش کی۔

شرکائے گفتگو نے اس بات پر اتفاق کیا کہ نسل پرستی کی وجہ تعلیم وتربیت کی کمی ہے جس پر ملکی سطح سے بھی کوشش ہونی چاہیے، نیز ایسے پروگرامز کا انعقاد ہوتا رہنا چاہیے۔

لوکل امارت من ہائم

مؤرخہ 10 نومبر 2020ء کو جماعت احمدیہ من ہائم کو ایک مذاکرہ کا پروگرام منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ وبا کی پابندیوں کی وجہ سے یہ پروگرام آن لائن منعقد کیا گیا۔ اس پروگرام کا بڑا مقصد جرمنی میں بڑھتے ہوئے نسلی امتیاز کے رجحان کا سدّباب کرنا تھا یہ پروگرام پوسٹر مہم کی ایک اہم کڑی ہے جو جرمنی کے 26 شہروں میں گذشتہ دنوں جاری تھی۔ جو مہمان شریک گفتگو ہوئے ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

مکرم Lars Castelluci ممبر جرمن نیشنل اسمبلی۔

مکرم پروفیسر ڈاکٹر Joachim Vette صاحب پروٹیسٹنٹ چرچ من ہائم۔

مکرم Wolfgang Reich صاحب پولیس چیف کمشنر (آفیسر انسدادِ انتہاپسندی برائے دائیں بازو)

مکرم Amnon Seelig صاحب نمائندہ یہودی کمیونٹی۔

مکرم Cem Vamin صاحب پروجیکٹ مینیجر برائے ینگ مسلم ڈیموکریسی کمیٹی۔

مکرم نیشنل امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی

شرکاء نے اپنی اپنی تنظیم یا ادارے میں نسل پرستی کے خلاف کی جانے والی کوششوں کا ذکر کیا۔ اطالوی نژاد جناب Lars Castelluci صاحب نے بتایا کہ جب ان کے ساتھ کوئی شرارتاً نسل پرستی پر مبنی بات کرنے لگتا ہے تو وہ فوراً گفتگو کا رُخ اطالیہ کی خوبصورتی کی طرف لے جاتے ہیں تا کہ سامنے والا کوئی غلط بات نہ کہہ سکے۔ شرکاء نے اس بات پر زور دیا کہ مذاہب کی تعلیم اور تاریخ سے آگاہی نسل پرستی کے سدِّباب کے لیے بہت ضروری ہے۔

جماعت Wittlich

مؤرخہ 2 دسمبر 2020ء کو جماعت Wittlich نے آن لائن پینل ڈسکشن کرنے کی توفیق پائی۔ اس پروگرام کا عنوان تھا ”ہم سب نسل پرستی اور بنیاد پرستی کے خلاف ہیں اور جہاں تک ہماری بساط ہے ہم اس کے خلاف جدوجہد کرتے رہیں گے“۔

اس پروگرام میں مختلف سیاسی، سماجی اور معاشرے میں اثرورسوخ رکھنے والی شخصیات کو مدعو کیا گیا۔ مکرم ومحترم نیشنل امیر صاحب جرمنی کے علاوہ مندرجہ ذیل شخصیات شریک گفتگو ہوئیں۔

مکرم Patrick Schnieder ممبر جرمن نیشنل اسمبلی CDU پارٹی

مکرم Joachim Rodenkirch صاحب۔ مقامی میئر

مکرم Dieter Burgard صاحب وزیر اعظم کے نمائندہ برائے یہودی زندگی اور معاملات

محترمہ Heike Feldges صاحبہ نمائندہ مقامی عیسائی فرقہ پارش۔

مکرم عدیل احمد خالد صاحب مربی سلسلہ شعبہ تبلیغ جرمنی۔

محترمہ Nicola Rosendahl صاحبہ ماہر انسدادانتہاپرستی۔

محترمہ Taja Bakal صاحبہ یہودی نمائندہ۔

شرکائے گفتگو نے اس بات پر زور دیا کہ نسل پرستی جرمنی میں ایک حقیقت بن چکی ہے اور اس کے علاوہ مختلف مذاہب کے خلاف بھی نفرت پائی جاتی ہے۔ گو کہ یہ دو مختلف چیزیں ہیں تاہم دونوں کا سدِّباب بہت ضروری ہے۔ مکرم امیر صاحب جماعت جرمنی اور مکرم عدیل احمد خالد صاحب نے اس سلسلے میں اسلامی تعلیمات پیش کیں اور اس کے سدِّباب کے لیے امیر صاحب نے فرمایا کہ ٹھوس اقدامات کی ہر سطح پر ضرورت ہے۔

تینوں پروگرام اللہ کے فضل سے بہت کامیاب رہے اور جماعتِ احمدیہ جرمنی کو اسلام کی تعلیمات پیش کرنے کا بھرپور موقع ملا، نیز بہت سے نئے روابط پیدا کرنے کی توفیق ملی، الحمدللہ علیٰ ذالک۔ اللہ کرے کہ یہ پروگرام اور اسی طرح دیگر تقریبات برکات سمیٹنے والی ہوں اور نیک نتائج پیدا کرنے والی ہوں۔ آمین۔

کہاوتوں کی کہانیاں

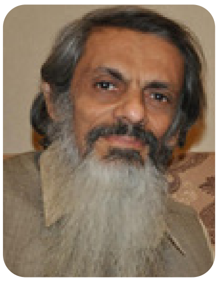

(رؤف پاریکھ)

بخشو بی بلی چوہا لنڈورا ہی بھلا

لنڈورا یعنی دم کٹا۔ مطلب یہ کہ کسی کام میں نقصان ہوجائے تو مزید نقصان سے بچنے کے لئے اس کام کو چھوڑ دینا چاہئے۔ یہ کہاوت اس وقت بولی جاتی ہے جب کوئی چالاک شخص اپنی چکنی چپڑی باتوں سے کسی کو دھوکا دینا چاہے اور وہ اس سے ایک دفعہ نقصان اٹھا چکنے کی وجہ سے دوبارہ اس کی باتوں میں نہ آئے۔

اس کا قصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ ایک بلی نے ایک چوہے کو پکڑنے کے لئے چھلانگ لگائی۔ چوہا جھکائی دے کر بچ نکلا مگر پھر بھی بلی نے جاتے جاتے ایک پنجہ مار کر اس کی دم اکھیڑ لی۔ چوہا جان سلامت لے کر بل میں پہنچا تو خدا کا شکر ادا کیا اگرچہ اسے لنڈورا ہونے کا بے حد دکھ تھا۔ بلی بہت کائیاں تھی۔ اس نے ہاتھ آیا شکار جو یوں جاتے دیکھا تو ایک چال چلی۔ چوہے کے بل کے پاس جا کر بولی، "ارے بھانجے، تو تو مجھ سے خواہ مخواہ ہی ڈر گیا۔ میں تو تیری خالہ ہوں۔ تجھ سے مذاق کر رہی تھی۔ چل آ باہر آ! تیری دم جوڑ دوں۔ لنڈورا بہت برا معلوم ہوگا۔" مگر چوہا بھی بہت سیانا تھا۔ بلی کی نیت بھانپ کر بولا، "بخشو بی بلی میں لنڈورا ہی بھلا"۔

آپ کا نوکر ہوں بینگن کا نہیں

مطلب یہ کہ جس سے فائدہ پہنچے گا ہم اس کی ہاں میں ہاں ملائیں گے۔ یہ کہاوت اس وقت بولی جاتی ہے جب کوئی خوشامدی موقعے کے مطابق کسی بڑے کی ہاں میں ہاں ملائے اور اس کی اپنی کوئی رائے نہ ہو۔

اس کی کہانی یہ ہے کہ ایک بادشاہ کا وزیر بہت خوشامدی تھا۔ بادشاہ جو بھی کہتا وزیر فوراً اس کی تائید کرتا۔ ایک دن بادشاہ نے کہا، "بیگن بہت اچھی ترکاری ہے"۔

وزیر کہنے لگا، "سرکار، بینگن کے کیا کہنے ہیں۔ ذائقے دار، خوبصورت۔ ترکاریوں کا بادشاہ ہے۔ حکیموں کا کہنا ہے بینگن کئی بیماریوں کا علاج ہے"۔

اگلے دن بادشاہ کسی اور موڈ میں تھا۔ بادشاہوں کا تو یہی حساب ہوتا ہے کہ پل میں ماشہ پل میں تولہ۔ کہنے لگے، "بینگن بُری ترکاری ہے"۔

وزیر نے فوراً ہاں میں ہاں ملائی اور بولا، "جی حضور، بینگن بھی بھلا کوئی ترکاری ہے۔ کالا منہ ہے۔ نہ شکل ہے نہ ذائقہ۔ حکیموں کا کہنا ہے کہ بینگن کھانے سے خون میں خرابی ہوجاتی ہے"۔

بادشاہ نے حیران ہو کر کہا، "کل جب میں بینگن کی تعریف کر رہا تھا تو تم بھی تعریف کر رہے تھے اور آج میری دیکھا دیکھی بینگن کی بُرائی کر رہے ہو؟"

وزیر نے جواب دیا، "جہاں پناہ، میں آپ کا نوکر ہوں بینگن کا نہیں"۔

ناؤ میں خاک اڑانا

ناؤ کا مطلب ہے کشتی۔ اب آپ کہیں گے کہ کشتی میں خاک یعنی مٹی بھلا کوئی کیسے اڑا سکتا ہے۔ یہ تو بے تکی بات ہوئی، تو جناب اس کہاوت کا مطلب ہے بے تکا بہانہ بنانا۔ یہ کہاوت ایسے موقعے پر بولی جاتی ہے جب کوئی شخص ایک ناحق بات کہے اور پھر اسے صحیح ثابت کرنے کے الٹے سیدھے بہانے تراشے یا کوئی کسی پر ظلم کرنے کے لئے بے تکی دلیل دے۔

اس کا قصہ بھی سنیے۔ ایک کشتی میں شیر اور بکری اکٹھے دریا پار جا رہے تھے۔ بکری کو دیکھ کر شیر کے منہ میں پانی بھر آیا۔ اس نے سوچا کہ کسی بہانے سے اسے ہڑپ کرنا چاہیے۔ آخر کوئی بہانہ نہ ملا تو بولا، "اے نالائق! ناؤ میں خاک کیوں اُڑا رہی ہو؟ اگر میری آنکھ میں خاک چلی گئی تو؟"

بکری نے جواب دیا، "ناؤ میں بھلا خاک کہاں؟"

اس پر شیر بولا، "بدتمیز، زبان چلاتی ہے"۔ اور اسے کھا گیا۔

اُلٹی گنگا بہانا

اس کہاوت کا مطلب ہے عقل کے خلاف بات کہنا یا رواج کے خلاف کرنا۔ جب کوئی شخص ایسی بات کہے جو بالکل الٹی اور کم عقلی کی بات ہو یا ناممکن ہو تو ایسے موقع پر یہ کہاوت بولی جاتی ہے۔

اس کہاوت کی کہانی یہ ہے کہ ایک عورت بہت ضدی تھی۔ اس کا شوہر اس سے جو کہتا وہ اس کے برعکس کام کرتی۔ ایک روز شوہر نے تنگ آ کر کہا، "تم اپنی ماں کے گھر چلی جاؤ"۔

وہ بولی، "ہرگز نہیں جاؤں گی"۔

شوہر نے کہا، "اچھا مت جاؤ"۔

کہنے لگی، "ضرور جاؤں گی"۔

شوہر بولا، "کل جانا"۔

بولی، "ابھی اور اسی وقت چلی جاؤں گی"۔

شوہر نے کہا، "خود ہی جاؤ اکیلی"۔

کہنے لگی، "تم چھوڑنے چلو گے، اکیلی تو ہرگز نہیں جاؤں گی"۔

مجبوراً شوہر اس کے ساتھ ہولیا۔ دونوں چلے۔ راستے میں دریائے گنگا پڑتا تھا۔

شوہر نے کہا، "تم ٹھہرو میں کشتی لاتا ہوں"۔

عورت بولی، "کشتی نہیں چاہئے۔ میں تیر کر جاؤں گی۔"

شوہر نے اسے بہت سمجھایا کہ پانی گہرا ہے اور بہاؤ بھی تیز ہے، مگر اس ضدی عورت نے ایک نہ مانی اور پانی میں کود پڑی۔ ظاہر ہے ڈوبنا تو تھا ہی۔ پانی میں غوطے کھانے لگی اور پانی کے تیز بہاؤ کے ساتھ بہتی ہوئی جانے لگی۔ شوہر نے یہ دیکھا تو اسے بچانے کے لیے دوڑا، مگر بہاؤ کے ساتھ دوڑنے کے بجائے بہاؤ کی مخالف سمت کنارے کنارے بھاگنے لگا۔ ایک شخص یہ سارا ماجرا دیکھ رہا تھا۔ اس نے پوچھا، "وہ پانی کے ساتھ بہہ کر نیچے کی طرف گئی ہوگی، تم بہاؤ کے الٹ اوپر کیوں اسے پکڑنے جارہے ہو؟"

اس پر اس نے جواب دیا، "تم اسے نہیں جانتے۔ وہ بہت ضدی ہے۔ یہاں بھی الٹی گنگا بہائے گی"۔

سال 2020ء میں وفات پانے والے موصیانِ کرام جماعت احمدیہ جرمنی

نمبر	نام	ولدیت/زوجیت	جماعت	تاریخ پیدائش	تاریخ وفات	وصیت نمبر	قبرستان
1	Abdul Ghafoor Ch	Ch Din Muhammad Nangli	Reutlingen	15.07.1946	10.08.2020	25410	Südfriedhof Frankfurt
2	Abdul Sattar	Sher Mohammad	Usingen	01.01.1941	16.10.2020	41831	Bahishti Maqbarah Rabwah
3	Abid Mahmood	Majeed Ahmad	Bocholt	29.11.1976	24.08.2020	108675	Bahishti Maqbarah Rabwah
4	Afzaal Ahmad Abid	Ch.Munir Ahmad	Neuwied	26.01.1957	05.01.2020	26416	Bahishti Maqbarah Rabwah
5	Aiyasha Tayyab Khan	Tayyab Ahmad Khan	Wiesbaden West	30.01.1986	19.03.2020	57479	Südfriedhof Wiesbaden
6	Amtul Rasheed	Manzoor Hussain Gujjar	Babenhausen	28.02.1943	24.07.2020	56749	Babenhausen Friedhof
7	Amtul Rashid Abbasi	Ahmad Zaman Abbasi	FF. Nuur Moschee	07.08.1926	06.03.2020	103560	Bahishti Maqbarah Rabwah
8	Asfa Sharif	Muhammad Shairf	Schlüchtern	12.08.1942	14.10.2020	38296	Friedhof Fulda West
9	Attia Chaudhry	Ch. Muhammad Ishaq	Reichelheim	01.01.1954	13.01.2020	72998	Börsterweg Friedhof Recklinghausen
10	Balqees Iqbal	Master Said Iqbal	Kassel	26.11.1937	06.10.2020	19656	Bahishti Maqbarah Rabwah
11	Bushra Begum	Muhammad Siddiqe Khan	Köln	01.01.1954	11.02.2020	32752	Bahishti Maqbarah Rabwah
12	Ch Bashir Ahmad Virk	Ch Muhammad Hussain	GG West	01.01.1937	27.03.2020	69441	Wald Str Gross Gerau
13	Ch Khalil Kahloon	Ch Ghulam Rasool Kahloon	Paderborn	10.01.1946	06.12.2020	56192	Bahishti Maqbarah Rabwah
14	Chaudhry Ahmad Din	Elahi Bakhsh	Kassel	30.09.1930	11.01.2020	48129	Kasselfriedhof
15	Fatima Cheragh	Chirag Din	Marburg	01.01.1923	26.09.2020	84447	Bahishti Maqbarah Rabwah
16	Halim Ahmad	Abdul Hakim Ahmad	Rodgau	03.10.1981	21.01.2020	19-W 0238/19518	Waldfriedhof Jügesheim Rodgau
17	Hamayat Ali	Sardar Ali	Darmstadt City	01.01.1944	10.12.2020	68624	Bahishti Maqbarah Rabwah
18	Hamid Ahmad Daud	Daud Ahmad	Grünberg	14.08.1953	25.04.2020	108628	Bahishti Maqbarah Rabwah
19	Inayat Ali	Mehr Dad	Pfungstadt	01.01.1940	04.10.2020	37925	Bahishti Maqbarah Rabwah
20	Ismat Naz	Sharif Ahmad Bhatti	Steinbach	05.03.1935	13.12.2020	93337	Südfriedhof Frankfurt
21	Jafar Ahmad Khan	Rana Abdul Jaberr Khan	Fazle Umer Hamburg	10.10.1950	14.05.2020	53121	Bahishti Maqbarah Rabwah
22	Khurshid Ahmad	Abdul Rehman	Ehsan Moschee Mannheim	01.01.1940	07.10.2020	59057	Bahishti Maqbarah Rabwah
23	Malik Sami Ullah	Hakeem Marghub Ullah	Alzey	10.10.1937	25.05.2020	16870	Friedhof Alzey
24	Masood Ahmad Nasir	Raja Ahmad Khan	GG. Auf Esch	01.01.1958	17.01.2020	97894	Friedhof Gross Gerau Nord
25	Mohammad Aslam Daud	Abdul Hamid	Marburg	01.01.1956	30.07.2020	116231	Friedhof Wehrda Marburg
26	Mohammad Khalil	Sonday Khan	Flörstadt	01.02.1940	06.12.2020	42483	Bahishti Maqbarah Rabwah
27	Mohammad Rafiq	Barkat Ali	Pfungstadt	17.01.1930	05.12.2020	27199	Bahishti Maqbarah Rabwah
28	Mohammad Zikria Daud	Mohammad Yousaf(Chini)	Hannover	08.10.1954	11.05.2020	20615	Bahishti Maqbarah Rabwah
29	Muhammad Aslam Shad	Mohammad Yasin	Nordweststadt	05.05.1944	25.07.2020	42437	Südfriedhof Frankfurt
30	Muhammad Sadiq	Hafiz Muhammad Abdullah	Dietz. Baitul Hadi	22.12.1946	26.02.2020	53866	Bahishti Maqbarah Rabwah
31	Mumtaz Begum Ariubi	Syed Ebrahim Ariubi	FF Griesheim	07.09.1957	22.09.2020	24587	Friedhof Griesheim Frankfurt
32	Munawer Ahmad Khalid	Hazrat Ch Ghulam Haider(R.A)	Koblenz	25.08.1936	20.08.2020	20760	Bahishti Maqbarah Rabwah
33	Munir Ahmad Siddiui	Dr Muhammad Schafi	Baitul Jame Nord	01.01.1937	28.05.2020	26205	Südfriedhof Frankfurt
34	Naeema Ghafoor	Abdul Ghafoor Sanori	Rödelheim	06.05.1939	03.12.2020	14646	Südfriedhof Frankfurt
35	Naseem Akhtar	Mohammad Nawaz Mommin	Pinneberg	18.12.1948	18.05.2020	38697	Pinneberg Friedhof
36	Nasir Ahmad Durani	Atta Ur Rehman Durani	Rüsselsheim West	16.09.1958	14.06.2020	62865	Bahishti Maqbarah Rabwah
37	Parveen Akhtar	Fazal Ahmad Tahir	Lurup	06.06.1957	18.03.2020	84162	Friedhof Stellingen Hamburg
38	Rafiq Ahmed	Nazir Ahmad Rehan	Reinheim	01.11.1965	24.11.2020	94249	Friedhof Groß-Gerau Nord
39	Rafiqa Sadiqa	Rana Muhammad Aslam Tahir	Baitus Subuh Nord	08.11.1943	19.10.2020	21527	Bahishti Maqbarah Rabwah
40	Rana Hameed Ullah	Rana Allah Din	Karlsruhe	03.08.1936	26.03.2020	44151	Bahishti Maqbarah Rabwah
41	Rashida Virk	Ch Ihsan Ullah Virk	G.G Ost	01.01.1934	17.12.2020	17923	Friedhof Nord Ring G.G
42	Riffat Daud	Daud Ahmad Naeem	Nidda	05.12.1958	15.04.2020	40874	Friedhof Nidda
43	Saba Iram Shad	Fayyaz Ahmad Shad	Nidda	01.01.1986	03.05.2020	82923	Bahishti Maqbarah Rabwah
44	Salah Ul Din Butt	Ghulam Muhammad Butt	Weingarten	06.09.1949	10.06.2020	74684	Westfriedhof Ravensburg
45	Saleema Bibi	Muhammad Hanif	Gross Gerau Ost	01.01.1941	17.11.2020	90141	Bahishti Maqbarah Rabwah
46	Shafiq Ahmad	Abdur Rehman	Kiel	01.01.1964	20.08.2020	118310	Ostfriedhof Kiel
47	Surayya Begum	Muhammad Suleman Pervazi	Berlin-Moschee	01.01.1952	06.11.2020	34528	Bahishti Maqbarah Rabwah
48	Surriya Ahmad	Mirza Nazir Ahmad	Nordweststadt	01.01.1935	29.07.2020	115825	Gujjrat
49	Tahir Naveed	Mohammad Ikram	Lübeck	30.07.1964	21.11.2020	95449	Beratungszentrum Friedhof Öjendorf

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَنَوِّرْ مَرْقَدَھُمْ وَارْفَعْ دَرَجَاتِھِمْ وَادْخِلْھُمْ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْم

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات و دعائے مغفرت

محترم منصور احمد تاثیر صاحب

خاکسار کے والد محترم منصور احمد تاثیر صاحب ابن مکرم مولوی محمد احمد نعیم صاحب مرحوم مربی سلسلہ مؤرخہ 30 دسمبر 2020ء کو بقضائے الٰہی یوکے میں بوجہ کورونا مختصر علالت کے بعد لندن میں بعمر 70 سال وفات پاگئے۔

اناللہ وانا الیہ راجعون

ہمارے خاندان میں سے خدا کے فضل سے حضرت مولانا غلام نبی صاحب مصریؓ جو ہمارے دادا جان کے پھوپھا تھے، کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ اُنہوں نے ہی ہمارے دادا کو پالا تھا۔ اور ان کی ہی تربیت کے نتیجہ میں ہمارے دادا نے قادیان میں تعلیم حاصل کی اور مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا اور ان کی شادی پھر ہماری دادی جان محترمہ امۃ السلام بنت مولوی غلام علی راجیکی صاحب (برادر مولوی غلام رسول راجیکی) سے ہوئی۔ جن سے خدا تعالیٰ نے 9 بچے عطا کئے۔ ان میں سے ہمارے والد دوسرے نمبر پر اور بھائیوں میں سے سب سے بڑے تھے اور 15 اکتوبر 1950ء کو پیدا ہوئے تھے۔

ہمارے والد محترم خدا کے فضل سے موصی تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، قرآن مجید کی تلاوت باقاعدگی سے کرنے والے، ہمیشہ سچ بولنے والے، یتامیٰ سے ہمدردی کرنے والے، شفیق باپ اور ایک محبت کرنے والے شوہر تھے۔ آپ نے اپنے غیر از جماعت رشتہ داروں کے ساتھ بھی ہمیشہ محبت اور احترام کا تعلق رکھا۔ آپ نے اپنی ستر سالہ زندگی میں انتہائی محنت کی۔ ربوہ کے سکول اور کالج سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ کویت چلے گئے جہاں سے 1994ء میں ربوہ واپس آ کر اپنی خدمات سلسلہ کو پیش کر دیں اور 25 سال مختلف جماعتی دفاتر میں خدمت کی توفیق پائی جن میں وقفِ جدید کے انسپکٹر، دفتر صدر عمومی، دفتر امور عامہ کے ساتھ اپنے حلقہ میں بھی تقریباً 20 سال تک سیکرٹری امور عامہ اور قائمقام صدر بھی رہے۔ دینی خدمت جس غیر معمولی جذبہ سے کرتے اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ گزشتہ سال چھوٹی بیٹی کی شادی ہوئی۔ دعوتِ ولیمہ والے دن ہمارے والد محترم صبح صبح اُٹھ کر تیار ہوگئے اور والدہ سے کہنے لگے کہ میں نے دفتر جانا ہے تو والدہ نے کہا کہ آج چھٹی کر لیں، شادی والا گھر ہے۔ اس پر کہنے لگے کہ دعوت ولیمہ کا وقت دوپہر 2 بجے کا ہے۔ اس لئے میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا اور آپ اپنے دفتر کو جماعتی خدمت کے لئے روانہ ہوگئے۔

ہمارے والد محترم کی سب سے بڑی خوبی خلافت کے ساتھ انتہائی عقیدت کا تعلق تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ اپنے تعلق کا اظہار بڑی محبت کے ساتھ بیان کرتے ہوئے بتایا کرتے تھے کہ دوران تعلیم وہ (والد صاحب) حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے کلاس فیلو اور سیٹ فیلو تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 22 جنوری 2021ء کو مسجد مبارک اسلام آباد ٹلفورڈ میں نماز جمعہ کے بعد مرحوم کی نماز جنازہ غائب پڑھائی اور اس سے قبل خطبہ جمعہ میں آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا:

’’بچپن سے میں ان کو جانتا ہوں۔ میرے ساتھ پڑھا کرتے تھے یہ۔ ہمیشہ میں نے دیکھا ہے ان میں بڑی شرافت تھی اور ہنس مکھ اور مذاق کرنے والی طبیعت۔ کبھی غصہ نہیں آنا، کبھی لڑائی نہیں کرنی اور وہی بات پھر ان میں آخر تک رہی۔ جس کی وجہ سے پھر یہ لوگوں میں صلح وصفائی کروانے میں بھی اہم کردار ادا کرتے رہے‘‘۔

ہمارے والد محترم نے اپنے پسماندگان میں بیوہ محترمہ رخشندہ ممتاز صاحبہ حال مقیم یوکے، دو بیٹے خاکسار شاہد منصور تاثیر حال مقیم جرمنی، عزیزم زاہد منصور حال مقیم یوکے اور دو بیٹیاں مکرمہ درِ دہ وقاص اہلیہ مکرم وقاص احمد صاحب حال مقیم آسٹریلیا اور مکرمہ حافظہ ڈاکٹر فارعہ منصور احمد اہلیہ مکرم ریحان احمد صاحب حال مقیم یوکے سوگوار چھوڑے ہیں۔

(شاہد تاثیر جماعت LANGEN)

محترمہ فرخ زبیدہ صاحبہ

خاکسار کی اہلیہ محترمہ فرخ زبیدہ صاحبہ بنت مکرم چوہدری عبدالقیوم خاں صاحب مؤرخہ 24 دسمبر 2020ء بعمر 65 سال بقضائے الٰہی وفات پاگئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ کے دادا جان حضرت چوہدری قلندر بخش خاںؓ آف ضلع ہوشیارپور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اِشتہار پڑھ کر تحریری بیعت کا شرف حاصل کیا تھا۔ مرحومہ 1985ء میں پاکستان سے ہجرت کر کے جرمنی آ گئیں۔

مرحومہ پیدائشی احمدی پنجگانہ نمازوں کی پابند باقاعدگی سے روزے رکھنے والی، تہجد گزار اور عجز انکساری کا پیکر تھیں۔ جماعتی خدمات میں ہمیشہ پیش پیش رہنے والی تھیں، مقامی جماعت میں صدر لجنہ اور جنرل سیکرٹری، سیکرٹری تربیت خدمت کی توفیق پائی۔ خلافت سے گہرا تعلق رکھنے والی تھیں آپ کو نظام وصیت میں بھی شمولیت کی سعادت نصیب تھی تاہم کورونا کی وبائی صورتِ حال کے پیشِ نظر امانتاً تدفین Bergischgladbach کے قبرستان میں ہوئی۔

مرحومہ اپنے خاندان میں ہر دل عزیز تھیں، آپ نے پسماندگان میں شوہر کے علاوہ 4 بیٹے مکرم کاشف خاں، مکرم وقار خاں، مکرم شہاب سلیم خاں، مکرم طاہر سلیم خاں اور ایک بیٹی مکرمہ نادیہ خاں صاحبہ اہلیہ مکرم ایاز حمید خاں صاحب چھوڑے ہیں۔ (محمد سلیم خاں جماعت برگش گلڈباخ)

مکرم حبیب احمد ڈوگر صاحب

خاکسار کے بھانجے اور جماعت آخن کے نہایت مخلص ممبر مکرم حبیب احمد صاحب ولد محمد بوٹا صاحب مرحوم 8 جنوری 2021ء کو ربوہ پاکستان میں دل کا دَورہ پڑنے سے وفات پاگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مکرم حبیب احمد صاحب مارچ 1961ء سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ 1973ء میں والد صاحب کی وفات کے بعد فیصل آباد کے گاؤں کوٹھی جھنڈا سنگھ منتقل ہوگئے۔ مرحوم 1985ء میں جرمنی آئے اور تب سے آخن میں ہی مقیم تھے۔ آپ نہایت ملنسار اور ہر دل عزیز شخصیت تھے۔ جماعتی خدمت میں پیش پیش رہتے اور ہمیشہ بشاشت سے ہر خدمت انجام دیتے۔ خصوصاً شعبہ ضیافت

میں آپ نے بہت سی خدمات سرانجام دیں۔ تبلیغی میٹنگز کے موقع پر ہمیشہ اپنے ہاتھ سے کھانا تیار کرتے جو بہت پسند کیا جاتا۔ آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ 1997ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ Erfurt تشریف لے گئے تو اُن دنوں اپنے کاروبار کے سلسلہ میں وہیں مقیم تھے، چنانچہ حضورؒ کے اس دورہ کے تمام انتظامات مکرم حبیب احمد صاحب کو انجام دینے کی سعادت ملی۔ خصوصاً حضورؒ اور افرادِ قافلہ کے قیام وطعام کی ذمہ داری نہایت عمدگی سے انجام دی اور یہاں ہونے والی تبلیغی نشست کے جملہ انتظامات بھی آپ کے سپرد تھے جس میں 75 جرمن مہمان شامل ہوئے تھے۔ 1989ء میں ان کی شادی اپنی ماموں زاد محترمہ رفعت سلطانہ صاحبہ بنت چوہدری سلطان احمد ڈوگر صاحب مرحوم کے ساتھ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو بیٹوں اور دو بیٹیوں سے نوازا۔ بڑا بیٹا عزیزم سعد رضا احمد وقفِ نَو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ (صدیق احمد ڈوگر، جماعت آخن)

دو جواں سال بھائیوں کی وفات

خاکسار کے پھوپھا مکرم منور احمد اعظم صاحب جماعت Hanau کے دو جواں سال بیٹے مکرم رضوان احمد اعظم صاحب (35سال) اور مکرم لئیق احمد ذیشان اعظم صاحب (38 سال) بالترتیب مؤرخہ 28 جنوری اور یکم فروری 2021ء کو ربوہ میں بعارضہ کورونا بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مکرم رضوان احمد صاحب کو پٹھوں کی کمزوری کی وجہ سے چلنے میں معذوری تھی لیکن اس کے باوجود رفاہی مدد لینے کی بجائے سولہ سال کُل وقتی کام کیا۔ آپ زیادہ عرصہ Dietzenbach میں مقیم رہے جہاں مختلف جماعتی سرگرمیوں میں حصہ لیتے رہے اور کچھ عرصہ قبل Hanau منتقل ہوئے تھے۔ مرحوم کینسر کی وجہ سے علیل اپنی اہلیہ کی بیماپرسی کے لئے پاکستان گئے تھے۔ ان کی علیل سوگوار اہلیہ کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔

مکرم لئیق احمد ذیشان اعظم صاحب کو اپنی مرحومہ والدہ اور علیل والد صاحب کی آخری وقت تک غیرمعمولی خدمت کی توفیق ملی۔ آپ کئی سال تک ناظم اطفال اور قائد مجلس Dietzenbach رہے۔ آپ نے پسماندگان میں بیوی، دو بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ مرحومین کی تدفین وفات والے دن ہی قبرستان ربوہ میں ہوئی۔

مرحومین چوہدری غلام دستگیر صاحب سابق امیر شہر و ضلع فیصل آباد کے نواسے اور محترم مبارک احمد جاوید صاحب سابق جنرل سیکرٹری لوکل امارت فرانکفرٹ کے بھانجے تھے۔ مرحومین کے تین بھائیوں اور ایک بہن کے لئے بھی درخواست دعا ہے

(نفیس احمد عظیم صدر حلقہ بیت السبوح نورد، فرانکفرٹ)

محترمہ ارشاد بیگم صاحبہ

خاکسار کی اہلیہ محترمہ ارشاد بیگم صاحبہ مؤرخہ 10 جنوری 2021ء کو بعمر 73 سال بعارضہ کورونا بقضائے الٰہی وفات پا گئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کو 18 سال کی عمر میں وصیت کرنے کی توفیق ملی۔ ہمارا تعلق لودھی ننگل تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور سے ہے۔ مرحومہ کو اللہ تعالیٰ، قرآن کریم، آنحضرت ﷺ، حضرت مسیح موعودؑ اور خلفائے مسیح موعودؑ سے بے انتہا محبت تھی۔

(سلیم احمد خلیل۔ سابق ناظم دار القضاء۔ جماعت Rüsselsheim)

کارکردگی شعبہ وقف جدید جرمنی

(ملک سکندر حیات۔ سیکرٹری وقف جدید جرمنی)

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت جرمنی کو امسال بھی وقف جدید میں نمایاں قربانی پیش کرنے کی توفیق عطا ہوئی اور جماعت جرمنی نے دنیا بھر میں دوسری پوزیشن حاصل کی، الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ تمام ممبران جماعت کے لئے یہ اعزاز مبارک کرے، آمین۔ یاد رہے کہ اس کامیابی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعائیں ہمارے شاملِ حال رہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کے نام 30 دسمبر 2020ء کے خط میں تحریر فرمایا تھا:

”اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں میں برکت دے اور جماعت جرمنی کو اپنا وقف جدید کا ٹارگٹ بروقت پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین“۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ مؤرخہ 8 جنوری 2021ء میں نئے سال کا اعلان فرماتے ہوئے جماعت جرمنی کی درج ذیل خوش قسمت جماعتوں کا ذکر فرمایا جنہوں نے وقف جدید میں نمایاں قربانی پیش کی۔

پہلی پانچ لوکل امارات

1۔ ہمبرگ۔ 2۔ فرانکفورٹ۔ 3۔ ویزبادن۔ 4۔ گروس گیراؤ۔ 5۔ ڈیٹسن باخ

پہلی دس جماعتیں

1-Rödermark, 2-Neuss, 3-Nidda, 4-Mehdiabad, 5-Mainz, 6-Koblenz, 7-Hanau, 8-Langen, 9-Flörsheim, 10-Bensheim und Pinneberg

پہلے پانچ ریجنز (دفتر اطفال)

1-Hessen süd ost-2.Hessen Mitte
3-Rheinland pfalz saar-4.Westfalen
5-Taunus

مندرجہ ذیل جماعتوں نے وصولی اور شاملین کی تعداد میں نمایاں اضافہ کیا:

Berlin,Rodgau,Friedberg,Neuwied,
Bait ur Rasheed-Bait-ul-Hadi

گذشتہ سال کی طرح امسال بھی لجنہ اماءاللہ وقف جدید میں 6 لاکھ 78 ہزار یورو پیش کر کے اوّل رہیں، الحمدللہ۔

کل وصولی: 20 لاکھ 70 ہزار 635 یورو۔

کل شاملین: 36779

گذشتہ سال کی نسبت اضافہ 2 لاکھ 34 ہزار یورو۔

گذشتہ سال 2300/ شاملین کا اضافہ ہوا، الحمدللہ۔

اللہ تعالیٰ تمام ممبران جماعت کے اموال و نفوس میں بے شمار برکتیں عطا فرمائے اور ہمیں پہلے سے بڑھ کر مالی قربانی پیش کرنے کی توفیق دے، آمین۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے، آمین

جرمنی میں سو مساجد سکیم کے تحت مسجد صادق Karben کی تعمیر مکمل ہوگئی،الحمدللہ

Monthly
Germany
AKHBAR-E-AHMADIYYA
VOL 22 | ISSUE 02 | FEBRUARY 2021
ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir